



آیات قرآنیہ، احادیث مصطفویہ
وسیرہ محققہ کے سینکڑوں دلائل
وہاں کہیں کہیں کتاب الجواب

دلائل قویہ

یعنی

اشبات مسیلا دی مصطفیٰ



مفت محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ
مولانا صاحبزادہ محمد رفیع قبول احمد سرگودھا کے تلامذہ
مولانا صاحبزادہ محمد رفیع صاحب مدظلہ

آیات قرآنیہ - احادیث مصطفویہ و سیرت مختلفہ
کے سینکڑوں دلائل و براہین سے مزین کتاب لا جواب

دلائل قویہ

یعنی

اثبات میلادِ مصطفیٰ ﷺ

مصنف

شیخ الحدیث صاحبزادہ مقبول احمد مدظلہ

نویسہ و منظرہ: ابو بازو لاہور

فون: 042-37246006

شبیر برادرز

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶	عاشق الہی میرٹھی	۱۱	کتابیات
۳۶	محمود الحسن دیوبندی	۱۳	وجہ تالیف
۳۶	مولوی مودودی	۱۳	سعادت انتساب
۳۶	دیگر وہابی تراجم		کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی
۳۶	چار طرح کی خیانت	۱۶	کتاب ہے؟
۳۹	مضامین نافعہ	۱۸	مقام حیرت
۴۰	ذات مصطفیٰ سراپا رحمت	۲۷	فضائل کے باب
۴۲	(۲) آیت مبارکہ اوّل و آخر		میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی
۴۳	حضور علیہ السلام اوّل بھی ہیں آخر بھی	۲۷	ہیں
۴۳	(احادیث)		بے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ ﷺ
۴۶	(۳) آیت مبارکہ اولیت مصطفویہ	۳۰	پہلے
۴۸	(۴) آیت مبارکہ اقرار توحید	۳۰	(۱) آیت مبارکہ رحمت
۴۹	(۵) آیت مبارکہ بیثاق	۳۰	السلام للنفی
۴۹	مصدق اور مصدق	۳۱	ایک مثال
۵۰	مصدق پہلے ہوتا ہے	۳۱	قرآن کریم سے مثال
۵۱	(۶) بشارت عیسیٰ علیہ السلام	۳۲	رب العالمین اور رحمۃ اللطیفین
۵۲	مبشر اور مبشر	۳۲	عالمین کی تفسیر
۵۲	لفظ "یا تٰی" پر غور کریں!	۳۵	آیت کریمہ میں لفظ "رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیۡنِ"
۵۳	تہہارا قانون محتاج دلیل اور محل نظر ہے	۳۵	اور وہابیہ دہانہ کی کُن ترانیاں
۵۵	پوری ذریت وہابیہ سے سوال	۳۶	اشرف علی تھانوی

الدلیل والبرہان

جملہ حقوقِ ملکیت سے بحق ناشر محفوظ ہے

دلائل قویہ

اثبات میلاد مصطفیٰ ﷺ

با اہتمام ملک شیر حسین

سن اشاعت دسمبر ۲۰۱۱ء، الموملہ ۱۴۳۳ھ

پروف ریڈنگ شکر مصطفیٰ علی شاہ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کہنگ ورڈز میسرور

سرورق اے ایف ایس اینڈوٹائمرز 0345-4653373

قیمت 220/- روپے



ضروری التماس

واریز کریم اہم نے اپنی ہمدردی کے مطابق اس کتاب کے حق میں ہادی کو پیش کی ہے۔ ہم ہمیں؟ آپ اس میں کوئی تبدیلی یا ترمیم اور کوئی اضافہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بہت شکر ادا ہوگا۔

صفحہ	عنوان	صفحہ
۹۱	اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح چاہے	سال پہلے ہوئی
۹۳	پیدا کرے	بسم اللہ کا ثواب
۹۴	فرشتے نور سے پیدا ہوئے اور جن آگ	قلم کو عظمت مصطفیٰ ﷺ کا صلہ
۹۶	سے	ایک نفیس روایت
۹۱	روح ایک عظیم فرشتہ ہے	مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:
۹۱	شجر البیہن	"بیان حضرت ﷺ کے نور کا"
	احادیث مبارکہ..... اقلیت نور مصطفیٰ	میلاد پر خوشی نہ کرنے والا مسلمان نہیں
۹۹	علیہ التحیۃ والثناء	ہے: وہابی امام و مجدد کا ارشاد
۱۰۰	(۲) حدیث جابر رضی اللہ عنہ	آمد مصطفیٰ (ﷺ) مرحبا مرحبا
۱۰۰	وجود نور مصطفیٰ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار	جہنم لگنے کا ثبوت
۱۰۱	سال پہلے	قاضی سلیمان منصور پوری وہابی
۱۰۳	تحقیق آدم علیہ السلام سے پہلے حضور ﷺ	یہ ایک امر واقع ہے
۷۳	نبی تھے	مولوی صدیق الحسن بھوپالوی اور میلاد
۷۷	اے جبریل! میں وہی ستارہ ہوں	کے جہنم سے
۷۷	(۱۲) جبریل سے بھی پہلے	شب ولادت پر تین جہنم سے اللہ نے
۸۰	نبی اکرم ﷺ باعث ایجاد کائنات ہیں	لگوائے
۸۰	بنے دو جہاں تمہارے لیے	شب انتقال نور مصطفیٰ حضرت جبریل نے
۸۰	آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ساڑھے تین لاکھ	جہنم الہر ایہ لاکھ نے جشن منایا
۸۷	سال قبل تخلیق نور مصطفیٰ ﷺ	ایس نے اس رات بھی اپنی عادت
۸۷	اے آدم! اگر مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں نہیں	پوری کی
۸۷	پیدا نہ کرتا	بروز محشر جہنم اخود سرکار ﷺ کے دست کرم
۸۸	نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جبین حضرت	میں بھی ہوگا اللہ بیٹ
۸۸	آدم علیہ السلام میں	یوم قیامت شاء مصطفیٰ کا دن ہے
	تخلیق نور مصطفیٰ تمام موجودات سے نوازا کہ	حضور نے فتح خیمہ کی خوشخبری جہنم سے

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۲۸	دی	پانچواں آسمان
۱۲۸	شب ولادت لائینگ خود ذات باری تعالیٰ	چھٹا آسمان
۱۲۹	نے کروائی	ساتواں آسمان
۱۲۹	میلاد النبی ﷺ کے موقع پر شیطان نے	نوریوں کا مشعل بردار جلوں
۱۲۹	واوٹا کیا	جشن آمد رسول پر نوریوں کا جلوں
	حدیث مبارکہ میں تیسری عید کا ثبوت	جلوں میں گنبد خضریٰ کے ماڈلز حضور
۱۳۳	موجود ہے	کے تحریکات کی ہمنما
۱۳۳	جہد کا دن عیدین سے بھی زیادہ معظم ہے	اس ثابت میں کیا تھا جسے ملائکہ اٹھا کر
۱۳۳	جہد کا دن تخلیق و وفات آدم علیہ السلام کا	جلوں کی شکل میں لائے تھے؟
۱۳۸	دن ہے	ذکر آیات ولادت یعنی اثبات جشن میلاد
۱۴۰	یوم عاشورہ کا روزہ	از قرآن کریم
۱۴۱	مزید ثبوت تیسری عید کا بخاری شریف سے	میلاد النبی اور اصحاب رسول (رحمہم اللہ)
۱۴۳	جشن آمد رسول پر اثبات جلوں	اللہ کی نعمت کا ذکر کرو
۱۴۳	مدینہ منورہ میں جشن آمد رسول کے جلوں	اپنے رب کی نعمت کا چہچہا کرو
	مکرمین جلوں میلاد قیامت کے میدان	خود اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
۱۴۵	میں جلوں نکالیں گے	میلاد بیان فرمایا
	غلامان مصطفیٰ بھی بروز محشر جلوں کی شکل	بشارت (خوشخبری) میلاد حضرت یحییٰ علیہ السلام
۱۴۶	میں جنت جائیں گے	جشن مناد: ارشاد خداوندی ہے:
۱۴۷	جلوں آمد مصطفیٰ علیہ السلام اور شب اسری	"قُلِّبْتُمْ حُورًا"
۱۴۷	جشن آمد محبوب پر پیروز بھی لگائے گئے	اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر نبی کریم علیہ السلام ہیں
۱۴۸	پہلا آسمان	"رحمۃ للعالمین" بھی نبی کریم علیہ السلام ہیں
۱۴۸	دوسرا آسمان	حضور ﷺ کی آمد کی بشارت دینا سنت
۱۴۸	تیسرا آسمان	انبیاء ہے
۱۴۸	چوتھا آسمان	انہیں اللہ کے دن یاد دلایئے "آیت"

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۴	یوم نجات کو روزہ رکھ کر منایا گیا	۱۵۶	علماء امت کا اجماع
۱۵۵	نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑی نعمت اللہ ہیں	۱۵۷	کسی امر کو ناجائز بدعت منع کہنے کے لیے
۱۵۶	ایام اللہ سے مراد کیا ہے؟	۱۵۸	دلیل ضروری ہے
۱۵۹	نبی کریم ﷺ نے خود "ذکر ہم یا یا م اللہ" پر عمل فرمایا	۱۵۹	بدعت کا مفہوم کیا ہے؟
۱۶۰	خلاصہ تفسیرات	۱۶۰	بدعت کی پانچ قسمیں ہیں
۱۶۰	اشہاد میلاد از احادیث مبارکہ	۱۸۰	(۱) بدعت واجبہ
۱۶۳	نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا	۱۸۰	(۲) بدعت مستحبہ
۱۶۳	حضور ﷺ نے خود اپنی ولادت کے حالات بیان فرمائے	۱۸۰	(۳) بدعت مباحہ
۱۶۵	یوم میلاد کی اہمیت	۱۸۱	بدعت مکروہہ
۱۶۶	اہل حرمین کا میلاد منانا ہمارے لیے کافی ہے	۱۸۱	بدعت ضالہ
۱۶۷	(حاجی امداد اللہ مہاجر کی)	۱۸۱	مند ماںکا انعام پائیں
۱۶۸	میلاد النبی ﷺ اور صحابہ کرام	۱۸۸	ذکر ولادت مبارکہ مصطفویہ ﷺ
۱۶۹	حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدینہ منورہ کی تعظیم کی	۱۹۱	حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے
۱۷۲	اصحاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں یہ نور منتقل ہوتا رہا	۱۹۸	سیدنا ابو بکر صدیق اکبر علیہ السلام نے انگوٹھے چومے
۱۷۳	اس ماں دیاں ریاں کون کرے؟	۱۹۱	حضرت آدم علیہ السلام کی آمد
۱۷۴	بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے مکہ معظمہ سے بھی	۲۱۸	چوتھا مہینہ اور نوح علیہ السلام کی آمد
۱۷۵	اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ شہر مدینہ منورہ	۲۱۸	پانچواں مہینہ اور عود علیہ السلام کی آمد
۱۷۵	نبی اکرم ﷺ کا محبوب شہر مدینہ منورہ	۲۱۹	چھٹا مہینہ اور آمد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام
۱۷۵	صحابی رسول کا عقیدہ	۲۱۹	ساتواں مہینہ اور آمد ذبیح اللہ علیہ السلام
		۲۲۰	آٹھواں مہینہ اور آمد موسیٰ علیہ السلام
		۲۲۰	نواں مہینہ اور آمد عیسیٰ علیہ السلام
		۲۲۱	حضرت آمنہ علیہا السلام عوارضات نساء سے محفوظ رہیں
		۲۲۲	حضرت عبداللہ والد رسول ﷺ کا انتقال

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۵	دوران ایام حمل نور خوشبوؤں کے حلقے	۲۰۵	نور مصطفیٰ جبین ہاشم میں
۲۲۹	ربیع الاول شریف کی بابرکت راتیں	۲۰۷	نور مصطفیٰ حضرت عبدالطلب کی پیشانی میں
۲۳۱	پر نور ہے زمانہ صبح شب ولادت	۲۰۷	نور مصطفیٰ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں
۲۳۱	شب میلاد	۲۱۰	مجھ سے نور خارج ہوا حضرت آمنہ خاتون کا ارشاد پاک
۲۳۳	اگر میلاد مصطفیٰ نہ ہوتا تو کلیم نہ ہوتے	۲۱۲	عورتوں کا رشک و حسد میں مرجانا
۲۳۳	اگر میلاد مصطفیٰ نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام نہ ہوتے	۲۱۲	انتقال نور مصطفیٰ پر شیطان کا داویلا اور چیخ و پکار
۲۳۶	آسمان مریم کی آمد	۲۱۲	جشن نور مصطفویہ
۲۳۷	انبیاء مزارات میں زندہ ہیں	۲۱۳	شب انتقال نور مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۳۸	شب ولادت کعبۃ اللہ مقام ابراہیم کی سیدہ آمنہ کو انبیاء کی مبارکبادیاں	۲۱۶	پہلا مہینہ اور آمد حضرت آدم علیہ السلام
۲۳۹	دیگر واقعات شب ولادت	۲۱۷	دوسرا مہینہ اور آمد حضرت شیث علیہ السلام
۲۴۰	اس سال سب کوڑے کے عطاء کیے گئے	۲۱۷	تیسرا مہینہ اور آمد لیس علیہ السلام کی آمد
۲۴۰	نداء آئی: درستی کھول دو ایوان قدرت کے	۲۱۸	چوتھا مہینہ اور نوح علیہ السلام کی آمد
۲۴۲	ہے کعبہ دی جھلک احمد علیہ السلام دے دیتے	۲۱۸	پانچواں مہینہ اور عود علیہ السلام کی آمد
۲۴۳	ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا	۲۱۹	چھٹا مہینہ اور آمد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام
۲۴۳	نوری دیکر سیدہ آمنہ کے حجرہ طاہرہ میں	۲۱۹	ساتواں مہینہ اور آمد ذبیح اللہ علیہ السلام
۲۴۳	محفل نوسہائی رکھو اوپر بے اون داویلا	۲۲۰	آٹھواں مہینہ اور آمد موسیٰ علیہ السلام
۲۴۴	مکاشفات سیدہ آمنہ علیہا السلام	۲۲۰	نواں مہینہ اور آمد عیسیٰ علیہ السلام
۲۴۵	ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہو پدا	۲۲۱	حضرت آمنہ علیہا السلام عوارضات نساء سے محفوظ رہیں
۲۴۶	بے مثل نبی کی بے مثل ولادت	۲۲۲	حضرت عبداللہ والد رسول ﷺ کا انتقال
۲۴۷	پہلے جہد ہے پرواز ازل سے درود		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۸	آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تہا داری	۲۴۸	محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرا پیاں
۲۴۹	مہربوت اور حکومت مصطفیٰ (علیہ السلام)	۲۴۹	تمہارے حسن کا کوئین میں جواب نہیں
۲۵۰	مشرق مغرب ان کی حکومت	۲۵۰	خدائی حکیم آگئے
۲۵۱	نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو گئی	۲۵۱	دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
۲۵۲	پھوکاں مار بھجائیو لوڑن.....!		
۲۵۳	اکھاں وچہ قدرتی سرے دی دھاری		
۲۵۴	آئے محمد (علیہ السلام) رحمتاں والے		
۲۵۵	کیا ہی چتا تھا اشاروں پر کھونا نور کا		
۲۵۵	حضور کا نوری جھولا		
۲۵۶	مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ (رضی اللہ عنہا)		
۲۵۸	قدرت کا انتخاب..... حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا)		
۲۵۹	حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کے حالات		
۲۶۰	اپنے اپنے مقدر دی ہندے اے گل		
۲۶۰	تے کچے دا سجدہ محمد دے درتے		
۲۶۳	جانوروں کے کلام کرنے کا ثبوت		
۲۶۳	اصحاب کہف کا کتا بولا		
۲۶۴	یعقوب علیہ السلام سے بھیڑیے کا کلام		
۲۶۵	کنعان کی ڈاچی کا کلام		
۲۶۶	حضور علیہ السلام کی اونٹنی نے کلام کیا		
۲۶۸	بہرور گدھا بولا		
۲۸۰	اصحاب قیل کا ہاتھی بولا		
۲۸۱	سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نے کلام کیا		
۲۸۴	ہر ہر نے کلام کیا		
۲۸۵	یہ کس بارغ سے پھول لائی حلیمہ		

سعادت انتساب

یہ عجیبہ عشق رسول

ہر اس صحیح العقیدہ سنی خفی بریلوی عاشق رسول کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے جو ہر وقت نعت رسول میں رطب اللساں رہتا ہے اور اس عقیدت کو حرز جان بنائے ہوئے ہے کہ ۔

غلامی رسول میں موت بھی حیات ہے

فقیر اس انتساب کو اپنے لیے عظیم سعادت تصور کرتا ہے کیونکہ ۔

ہرے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اوہناں دے

اور یہ سعادت ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ سعادت بخشے والا خود کسی کا

انتخاب نہ کرے اس کا حصول ممکن ہی نہیں ۔

ایں سعادت بزرور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور فقیر اس سعادت کو نجات اخروی کی دلیل و شہادت سمجھتا ہے کیونکہ بقول حبیب

خدا:

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (ترمذی مشکوٰۃ)

”مرد اسی کے ساتھ (اٹھایا جائے گا) جس سے محبت کرے گا۔“

جس معیت کے حصول کی دعا حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ المعروف سمندری

والوں نے ان الفاظ میں کی تھی کہ ۔

غلامان رسالت کی غلامی مل گئی مجھ کو

غلامان رسالت کا رہے مجھ پر سدا سایہ

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم وعلی الہ

وصحبہ اجمعین ۔

نیازمند

فقیر گداے کوچہ حضرت شاہ نقشبانی قدس سرہ البورانی

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستان عالیہ حضرت امام خطابت سمندری والے

فیصل آباد

کتابیات

قرآن کریم	تفسیر روح البیان	تفسیر نیشاپوری
تفسیر بغوی	تفسیر نور العرفان	تفسیر ابن کثیر
تفسیر درمنثور	تفسیر روح المعانی	تفسیر عرائس البیان
تفسیر حسینی	تفسیر احمدی	تفسیر کبیرہ امرازی
تفسیر احسانات	تفسیر ضیاء القرآن	تفسیر ابن جریر
تفسیر طبری	تفسیر عبد الرزاق	تفسیر مظہری
تفسیر تفسیر منصل	تفسیر ضیاء القرآن	تفسیر ابن عباس
تفسیر طائیں شریف	تفسیر جمل	تفسیر عزیزی
تفسیر نسفی	شرح داری	بخاری شریف
مسلم شریف	جامع الترمذی	ابوداؤد شریف
ابن ماجہ شریف	نسائی شریف	ابن ماجہ نسائی
المسند رک للحاکم	المصنف لابن شیبہ	مسند احمد و ابن ماجہ
بدی الساری شرح بخاری	عمدة القاری شرح بخاری	فتح الباری شرح بخاری
اسنن الکبریٰ للبخاری	مسند امام احمد	کنز العمال
مسند ابی یعلیٰ	مختار شریف	امید ان اکبری
ابن کثیر	بیان الصلوات لابی ابن الجوزی	موند العروس ابن الجوزی
مطالع المسرات لقاسی	تاریخ التیس	تاریخ انیس الجلیل
شرح قصیدہ ربیعہ لعلہ	ابن حنبل	الاحادیث المستطیع

مدارج النبوت	معارف النبوت	دلائل النبوت
شرح شفا علی القاری	جامع الاحادیث	القول للفقہی
الموضوعات لابن الجوزی	کتاب الصغیر	تذکرۃ الحمدین
الہدایۃ والنہایۃ	تاریخ ابن کثیر اردو	انوار جمال مصطفیٰ
شرح تصدیق الہامی	احتماف السادۃ للعلوہیدی	مصنف عبد الرزاق
مجمع الزوائد	تبع الجوامع للسیوطی	شواہد النبوت از علامہ جامی
الوفاء لابن الجوزی	الرشیح المختوم	الدرر العظم
روض الاف للسیوطی	حجۃ اللہ علی العالمین	انوار الحمدیہ
عقیدۃ الشہدہ	الدرر النبیہ	قانونی حدیثیہ
سیرت حلبیہ	ترجمۃ الجاس	انفس درجیہ
تجلی البقین	مکتوبات امام ربانی	المدرۃ القدیر
جواہر البحار	المسند العقلمی	الدرر العظیم فی مولد اکرم
موضوعات کبیر علی القاری	التاریخ الکبیر للبخاری	تاریخ اکمال لابن عدی
الاسرار المرفوعہ للقاری	الطبقات الکبریٰ لابن سعد	تاریخ و تفسیر لابن عساکر
المکاشفۃ المصنوعہ للسیوطی	تاریخ بغداد للخطیب	المواہب اللدیہ
زرقانی شریف	کتاب الثواب لابن الشیخ	احمد الکبریٰ
ما ثبت بسانۃ شیخ متفق	حبیب العظم	التوہید فی مولد البشیر و ولادہ
احمد المسامع از شیخ متفق	مظاہر حق	قانونی فیض الرسول
سماح الاربعین فی شفاۃ سید المومنین	درۃ التاج	جامع المعجزات
جامع الحق	سلفین سعید ابن منصور	نصیاء النبی
چشم سنیاء النبی کی شریح حیثیت	اصول اکرام	ہدیۃ الخرمین

جذب القلوب	شرف النبی	لسان المیزان
شامی شریف	قوت القلوب	مقاصد حسنہ
کتاب الشفا لقاظمی عیاض	مسائلک احقا للسیوطی	غفر ہریت رسول
بہار علد از قضاوی	سیرت رحمۃ العالمین	سیرۃ المصطفیٰ ابراہیم یا کلوئی
جمال مصطفیٰ صادق یا کلوئی	سی حرفی مولوی مصداق	اکرام محمدی مولوی عبدالستار
احسن المواعظ ابراہیم یا کلوئی	ترجمہ مولوی قضاوی	ترجمہ مولوی مسوددی
ترجمہ محمود الحسن	ترجمہ عاشق الہی میرٹھی	الشہاب الثاقب
یک روزی اسماعیل دہلوی	الاقاضات الیومیہ قضاوی	جمال الایام قضاوی
نشر الطیب قضاوی	اشہادہ العصر یہ بھوپالوی	تذکرۃ الرشید
قانونی رشیدیہ	سیرت ثنائی	تاریخ اہل حدیث
رسالہ الاعتصام	اہل حدیث امرتسر	اخبار محمدی اہل حدیث
آفتاب نبوت قادری طیب	عطر انور	ادوار المصنوع از قضاوی
اشرف الخواشی	حسن القصص	نسبت باسعادت جنت
یوسف زلیخا	جامع الصغیر	الشراف المودع لقال محمد
الصواعق المحرقة	برق سوزان	روضۃ الشہداء
کتاب الدرر المصطفیٰ فی آباء الشریف	حاشیہ میراس	طہرائی کبیر و الاوسط
اسعاف الارطین	تقی النبی	مصالح السنۃ
سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدینیہ	القول الہدیٰ	حیات القلوب
احسن المطالب فی حقاۃ الی طالب	سبل الہدیٰ و الارشاد	

وجہ تالیف

برادر طریقت جناب محمد حنیف انصاری صاحب ایک مصلوب مذہبی رجحان رکھتے ہیں اور ان کے عشق رسول میں دن بدن فروغ اس لیے بھی ہو رہا ہے کہ وہ اکثر وقت درود شریف کے پاکیزہ ورد سے اپنی زبان کو تر رکھتے ہیں تو ان کے درجات میں ترقی کو دیکھ کر بہت سے بد عقیدہ لوگ خواہ مخواہ ان سے الجھا کرتے ہیں اور وہ اپنے طور پر دلائل کے اہار لگا کر ان کے دانت کھٹے کیا کرتے ہیں۔

یہ غالباً اس لیے بھی کہ وہ گدائے آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف اور سگ حضرت سرکار نقشب لاٹانی قدس سرہ النورانی علی پوری ہونے کے ساتھ ساتھ شہنشاہ اقیم عشق رسالت حضرت تاجدار بریلی شاہ امام احمد رضا خان الملقب بہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی اس فرمودہ حق بات پر مکمل عمل پیرا رہتے ہیں کہ۔

ذکر ان کا چھیڑے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

گزشتہ دنوں کچھ گستاخان رسول بد مذہب لوگوں سے انصاری صاحب کا مباحثہ ہو گیا تو انہوں نے حسب عادت ایک طاقتور مناظر کی طرح میدان مارا اور پھر اس کے بعد جب فقیر سے ملاقات ہوئی تو گر مجبوشی شدید سے یہ تقاضہ جدید کیا کہ میں ”میلا و مصطفیٰ“

کے موضوع پر ایک مدلل کتاب تحریر کروں بالخصوص اس میں ”اولیت نور مصطفیٰ“ حضور علیہ السلام کا باعث تخلیق کائنات ہونا ان عنوانات کو مستند کتابوں اور ہتھاموں گستاخان رسالت بخاری شریف سے ثابت کیا جائے تو فقیر نے چند اوراق حوالہ قلم کیے ہیں جس میں بالخصوص درج ذیل عنوانات:

- (۱) کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟
 - (۲) اولیت نور مصطفیٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں
 - (۳) حضور علیہ السلام باعث تخلیق کائنات ہیں
 - (۴) ضعیف روایات فضائل کے باب میں معتبر ہیں وغیرہ وغیرہ
- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشق ومحبت سے تحریر کردہ کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لیے ذریعہ نجات و توشیح آخرت بنائے۔ آمین

محمد مقبول احمد سرور
فیصل آباد

کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟

وہابی حضرات ہر دعویٰ کی دلیل بخاری شریف سے دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں ان سے فقیر کا یہ سوال ہے کہ کیا صرف بخاری شریف ہی حدیث کی کتاب ہے؟ اس کے علاوہ پانچ کتب جن کا شمار صحاح میں ہوتا ہے کہ وہ احادیث کی کتب نہیں ہیں؟ علاوہ ازیں سینکڑوں کتب احادیث کیا قابل اعتماد نہیں ہیں؟

مؤطا امام مالک، مسند امام عظیم جو کہ بخاری سے پہلے مدون ہو چکی ہیں، کیا ان کی ذخیرہ کتب احادیث میں کوئی اہمیت نہیں ہے؟ جبکہ مؤطا کی شرح خود مکتب اہل حدیث کے علامہ نواب وحید الزماں نے تحریر کی ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ بخاری شریف ہے ایسا کہنا کہاں تک درست ہے؟ یہ قانون کس نے وضع کیا ہے؟

کیا یہ قرآن کی کسی آیت سے قانون بنا ہے؟

حدیث کی کسی روایت سے وضع کیا گیا ہے؟

کسی صحابی کے قول سے یا صحابہ کے اجماع سے یہ قانون بنایا گیا ہے؟

اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر اس پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے؟

حالانکہ بخاری شریف میں بھی ضعیف روایات موجود ہیں کیونکہ ان کی اسناد میں جہمی، قدری، رافضی اور مرجہ عقائد کے راوی موجود ہیں اور ایسے راوی بھی ہیں جو منکر الحدیث، داعی اور وہمی تھے جیسا کہ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی

نے اس کی وضاحت کی ہے مثلاً:

(۱) باب الاستعناء بالماء کے تحت امام بخاری نے ایک روایت اس سند کے ساتھ ذکر کی ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ وَأَسْمَةَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ .
الحدیث (بخاری شریف جلد اول ص ۲۷)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے: عطاء بن ابی میمونہ اس کے بارے میں خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ

عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ أَبُو مُعَاذٍ مَوْلَى أَنَسٍ وَقَالَ يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَكَانَ يَرَى الْقَدْرَ .

(کتاب المغاز، اخیر ص ۲۷۱)

یعنی یہ شخص عقائد قدریہ کا حامل تھا۔ (تذکرہ ائمہ شیعہ ص ۲۱۲)

(۲) اسی طرح امام بخاری نے کتاب المغازی میں ایک حدیث ذکر کی ہے:

حدثني عباس والوحيد قال حدثنا عبد الواحد عن ايوب ابن
عائد قال حدثنا قيس بن مسلم قال سمعت طارق ابن شهاب
يقول حدثني ابو موسى الاشعري قال بعثني رسول الله صلى
الله عليه وسلم . الحدیث (بخاری جلد ثانی ص ۶۲۳)

اس روایت میں ایک راوی ہے: ایوب ابن عائد اس کو بھی امام بخاری نے خود مرجئی لکھا ہے فرماتے ہیں: "ایوب بن خالد الطائی کان یروی الارحاء۔"

(کتاب المغاز، اخیر ص ۲۵۳)

ایوب ابن خالد الطائی عقائد مرجہ کا حامل تھا۔ (تذکرہ ائمہ شیعہ ص ۲۱۲)

مقام حیرت

حافظ ذہبی، ایوب بن عائد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ

وكان من المرحضة قال له البخاري واورده في الضعفاء
لارجاله والعجب من البخاري يغمزه وقد احتج به .

(كتاب الضعفاء الجليل ص ۲۵۲)

امام بخاری نے ایوب بن عائد کو مرجعہ قرار دے کر اس کا شمار ضعیفاء میں کیا
ہے اور حیرت ہے کہ اس کو ضعیف قرار دے کر پھر اس سے استدلال بھی
کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحدیث ص ۱۱۳)

(۳) اسماعیل بن ابان کوئی ایک راوی ہے اس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ

اسماعيل ابن ابان عن هشام بن عروة متروك الحديث كنيته

ابو اسحاق الكوفي . (حدی اساری جلد ثانی ص ۱۵۱)

اسماعیل بن ابان جو ہشام بن عروہ سے روایت کرتا ہے متروک الحدیث ہے۔

(تذکرۃ الحدیث ص ۱۱۳)

اس متروک الحدیث راوی سے امام بخاری نے اپنی صحیح (البخاری) میں متعدد
احادیث روایت کی ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اسماعيل ابن ابان الوراق الكوفي احد شيوخ البخاري ولم

يكثر عنه . (كتاب الضعفاء الجليل ص ۲۵۲)

اسماعیل بن ابان الوراق کوئی امام بخاری کے اساتذہ میں سے ایک ہیں اور

امام بخاری نے ان سے بہت زیادہ احادیث روایت نہیں کی ہیں۔

ان کے علاوہ زبیر بن محمد التیمی، سعید بن عروہ، عبداللہ بن ابی ابید، عبدالملک بن

اثین، عبدالوارث بن سعید، عطاء بن السائب بن یزید، خمس بن منہال یہ تمام

راوی ضعیف ہیں اور کتاب الضعفاء الصغیر میں امام بخاری نے ان کے ضعف کی

تصریح کی ہے اس کے باوجود صحیح بخاری میں ان لوگوں کی روایات کو درج کیا ہے۔

(۴) شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ

ضعیف لوگوں سے روایت کے علاوہ کبھی امام بخاری سے سند (حدیث) میں

راویوں کے نام کے سلسلے میں بھی خطا واقع ہو جاتی ہے چنانچہ امام بخاری نے

”اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة“ کے تحت ایک حدیث اس

سند کے ساتھ وارد کی ہے کہ

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثنا ابو ااهيم بن سعد عن

ابيه عن حفص بن عاصم عن عبد الله بن مالك بن يحيى قال

ابن . (الصحیح البخاری جلد اول ص ۹۱)

اس سند کے بیان میں امام بخاری سے دو غلطیاں واقع ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ

نحسین عبداللہ کی والدہ کا نام ہے نہ کہ مالک کی اور امام بخاری نے اسے مالک کی

والدہ قرار دیا ہے دوسری یہ کہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

سمعت رجلا من الازد يقال له مالك بن يحيى ان رسول الله

صلى الله عليه وسلم رأى رجلا الحديث .

اس حدیث دانیوں نے مالک سے روایت کیا ہے حالانکہ یہ حدیث مالک کے

بیٹے عبداللہ بن مالک سے مروی ہے مالک تو مشرف بہ اسلام بھی نہیں ہوئے

تھے۔ مسلم نسائی ابن ماجہ نے بھی اس سند کو بیان کیا ہے لیکن ان کی سند میں یہ

غلطیاں نہیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

الوهم فيه موضعين احدهما ان يحيى والد عبد الله لا مالك

وقالیهما ان الصحبة والرواية لعبد الله لا لمالك .

(فتح الباری ج ۲۹)

اس روایت میں دو جگہ وہم ہے اول یہ کہ تحسینہ عبد اللہ کی والدہ ہے نہ کہ مالک کی
ثانی یہ کہ صحابی اور راوی عبد اللہ ہیں نہ کہ مالک۔ (تذکرۃ الھد ثین ص ۲۱۴)
(۵) سند کے علاوہ نفس حدیث کے متن میں بھی امام بخاری سے کافی تسامح واقع ہوئے
سطور ذیل میں ان میں سے بعض غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کتاب الزکوٰۃ میں امام بخاری نے ایک حدیث وارد کی ہے:

عن عائشة ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطول لکن
یدا فاضلوا قصبة یدر عنہا شکانت سودۃ اطولھن یدا فاعلمنا
بعدا انما کانت طول یدھا الصدقة و کانت اسرعا لحوقا بہ
صلی اللہ علیہ وسلم و کانت تحب الصدقة .

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعض ازواج نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی ازواج میں سے کون
سب سے پہلے آپ کے ساتھ واصل ہوگی؟ فرمایا: جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے یہ
کن کر سب اپنے اپنے ہاتھ ماپے لگیں اور ان میں لمبے ہاتھ سودہ کے تھے اور بعد
میں ہم کو معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے اور سودہ کا سب سے پہلے
انتقال ہوا اور وہ صدقہ سے محبت رکھتی تھیں (یعنی صدقہ کثرت سے دیا کرتی
تھیں)۔

اس حدیث کے جملہ ”کانت اسرعا لحوقا بہ“ میں ”کانت“ کی ضمیر سودہ
کی طرف راجع ہے جس کا مفاد یہی ہے کہ آپ کے بعد ازواج مطہرات میں
سب سے پہلے سودہ کا وصال ہوا اور یہ بات تمام اصحاب سیر اور ارباب تاریخ کی
شہادت سے قطعاً باطل ہے کیونکہ آپ کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت

تجش کا ۲۰ ہجری میں وصال ہوا اور حضرت سودہ کا وصال تو اس کے بہت بعد ۵۴
ہجری میں ہوا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۸۲) اس حدیث میں راوی سے زینب کا لفظ
چھوٹ گیا ہے عبارت یوں ہونی چاہیے: ”و کانت زینب اسرع لحوقا
بہ“ صحیح مسلم میں یہ جملہ اس طرح ہے:

کانت زینب اطول یدا لانہا کانت تعمل وتصدق .

حضرت زینب لمبے ہاتھ کی تھیں اس لیے کہ وہ زیادہ صدقہ دیا کرتی تھیں۔

بہر حال یہ امام بخاری کا کام تھا کہ وہ اس راوی کی روایت کو اپنی صحیح میں درج
کرتے جس کی روایت میں یہ تاریخی غلطی نہیں ہوئی جیسا کہ امام مسلم نے کیا ہے
حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک طویل بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس
روایت میں ابو عوانہ کو وہم ہوا ہے۔ (فتح الباری جلد چہارم ص ۲۰)

(تذکرۃ الھد ثین از علامہ امام رسول سعیدی شارح صحیح مسلم ص ۲۱۴-۲۱۵)

(۱) باب احداث المرأة علی غیر زوجہا کے تحت امام بخاری نے یہ حدیث وارد کی ہے کہ

عن زینب بنت ابی سلمۃ قالت لما جاء نعی ابی سلمیان من
الشام دعت أم حبیبۃ بصفرة فی یوم الثالث من الحدیث .

(بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۰)

زینب بنت ابی سلمہ کا بیان ہے کہ جب شام سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی
موت کی خبر آئی تو حضرت ام حبیبہ نے تین دن کے بعد سوگ ختم کر دیا۔ اے
اس حدیث میں امام بخاری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابوسفیان کی وفات کی اطلاع
شام سے آئی تھی حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر قطعاً غلط ہے کیونکہ با اتفاق مؤرخین
ابوسفیان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

..... قال ابی وجہ سے بعض مقام پر نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے اور حافظ ابوبکر بنیسا پوری نے کہا ”اس

آسان کے صحیح مسلم سے بڑھ کر کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے“۔ (تذکرۃ الھد ثین ص ۲۰۲)

وفی قوله "من الشام" نظر لان ابا سفیان مات بالمدينة بلا خلاف بين اهل العلم بالاخبار والجمهور انه مات اثنتين وثلاثين وقيل سنة ثلاث ولد في شيء من طرق هذا الحديث تقييده بذلك الا في رواية سفیان بن عيينة هذه واطنها وهما. (فتح الباری ج ۳ ص ۲۸۸)

اس روایت میں شام کے لفظ پر اعتراض ہے کیونکہ مؤرخین میں سے کسی کا اس بات پر اختلاف نہیں ہے کہ ابوسفیان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۳۲ ہجری یا ۳۳ ہجری میں ہوا تھا اور اس واقعہ میں شام کی قید میں نے سفیان بن عیینہ کی روایت کے سوا اور کہیں نہیں دیکھی اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو درج کرنے میں امام بخاری نے کامل غور و خوض اور تحقیق و تتبع سے کام نہیں لیا۔

(تذکرہ المجاہدین ص ۲۱۹ اعلام غلام رسول سعیدی)

(۷) فضل من شہد بدرًا اور غزوۃ الرجع میں امام بخاری نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

وقتل عبيد بن جراح بن عامر بن نوفل يوم بدر .

یعنی عیب نے جنگ بدر میں حارث ابن عامر ابن نوفل کو قتل کیا تھا۔

اس جگہ بھی امام بخاری نے سخت مغالطہ کھایا ہے کیونکہ عیب نام کے دو شخص ہیں عیب بن عدی اور عیب بن اساف اور تمام تر اہل مغازی کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا وہ عیب بن اساف ہیں اور امام بخاری نے حدیث میں جس عیب کا واقعہ ذکر کیا ہے وہ وہ ہیں کہ جن کو مشرکین نے گرفتار کر کے مکہ میں سولی دے دی تھی وہ عیب بن عدی ہیں اور عیب بن عدی نہ تو غزوۃ بدر میں شریک ہوئے نہ ہی انہوں نے حارث کو قتل کیا

لہذا ان کے بارے میں امام بخاری کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ عیب نے حارث کو قتل کیا تھا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

ان اهل المغازی لم يذكر منهم احد ان عبيد بن عدی شہد بدرًا ولا قتل الحارث بن عامر والما ذکرُوا ان الذي قتل الحارث بن عامر ببدر عبيد بن اساف وهو عبيد بن عدی

وهو خنزرجي وعبيد بن عدی اوسى. (فتح الباری ج ۸ ص ۲۸۲)

اہل مغازی میں سے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ عیب ابن عدی جنگ بدر میں حاضر ہوئے اور نہ ہی انہوں نے حارث کو قتل کیا تھا انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے حارث کو قتل کیا وہ عیب ابن اساف تھے اور اس واقعہ میں جس کا ذکر ہے وہ عیب ابن عدی ہیں اور عیب ابن عدی قبیلہ اوس کے ہیں اور عیب ابن اساف قبیلہ خنزرج کے۔

یہی اعتراض علامہ بدرالدین عینی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۱۰۰ پر ذکر کیا ہے۔ (تذکرہ المجاہدین ص ۲۱۲-۲۱۷)

(۸) باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں امام بخاری نے ایک حدیث وارد کی ہے جس میں ذکر ہے:

ثم دعا عليًا فامرہ ان يجلد فجلده ثمانين .

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۲)

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلایا کہ کوڑے لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس کو اسی کوڑے لگائے۔

امام بخاری نے اس روایت میں اتنی کوڑے مارنے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت علی نے چالیس کوڑے مارے تھے چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

فی روایۃ معمر فجعلہ الولید اربعین حلدہ و ہذہ الروایۃ اصح من روایۃ یونس والوہم فیہ من الراوی۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۷۷)
معمر کی روایت میں ہے کہ ولید کو چالیس کوڑے لگائے گئے اور صحیح تر روایت یہی ہے اور اس روایت میں راوی کو وہم لاحق ہوا ہے۔
حافظہ بدرالدین عینی بھی (عمدة القاری ج ۶ ص ۲۰۴ پر) یہی تحریر فرماتے ہیں۔

(تذکرۃ المحققین ص ۲۱۸)

(۹) باب ما ذکر فی الاسواق کے تحت امام بخاری نے مذکور ذیل حدیث وارد کی ہے:

عن ابی ہریرۃ الدوسی قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صائفۃ النہار لا یکلمنی ولا اکلمہ حتی اتی سوق بنی فینقاع فجلس بغنا بیت فاطمۃ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۲۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت گھر سے باہر نکلے میں اور آپ دونوں خاموش تھے یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں جا کر بیٹھ گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ کا گھر بنی قینقاع کے بازار میں تھا حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں تھا بلکہ ان کا مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مکانوں کے درمیان تھا ناقل کو اس روایت میں وہم ہوا ہے صحیح مسلم کی روایت میں یہ وہم نہیں ہے اس میں اس طرح ہے کہ

حتى جاء سوق بنی فینقاع ثم انصرف حتى اتی فناء فاطمۃ۔

یعنی حضور بنو قینقاع گئے بازار تشریف لائے پھر واپس تشریف لے گئے حتی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں داخل ہوئے۔ چنانچہ حافظہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال الداؤدی سقط بعض الحديث عن الناقل او ادخل حديثا فی حدیث لان بیت فاطمۃ لیس سوق بنی فینقاع انتہی وما ذکرہ او لا احتمالا ہو الواقع۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۴۴)

داؤدی نے کہا کہ ناقل سے حدیث کے بعض الفاظ ساقط ہو گئے یا اس نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کر دیا کیونکہ حضرت فاطمہ کا مکان بنو قینقاع کے بازار میں نہیں تھا علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ داؤدی نے جو پہلا احتمال ذکر کیا ہے (یعنی ناقل سے بعض الفاظ ساقط ہو گئے) اصل میں وہی واقعہ ہے۔

مزید تفصیل کے لیے عمدة القاری ج ۱۱ ص ۲۳۹ ملاحظہ فرمائیں۔

(تذکرۃ المحققین ص ۲۱۹-۲۱۸)

(۱۰) امام بخاری نے تقصیر الحائض المناسک کتبھا الا المطواف کے عنوان سے ایک باب ذکر کیا ہے اور اس کے تحت تعلیقاً یہ حدیث لائے ہیں:

كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يذكر اللہ علی کل اعیانہ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۲۴۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

اس حدیث کو بیان کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنہی شخص اور جانکدہ عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں حالانکہ یہ بات شرعاً ممنوع ہے چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ

اراد البخاری بابا ہذا وبما ذکرہ فی ہذا الباب الاستدلال

علی جواز قرأۃ السجۃ والحائض لان المذکر اعم من ان

یکون بالقوآن او بغيرہ۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۱۷۰)

اس حدیث کو بیان کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنہی شخص اور جانکدہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں کیونکہ ذکر عام ہے اور قرآن وغیر قرآن

دونوں کو شامل ہے اور حافظ ابن حجر اس باب کے تحت لکھتے ہیں کہ
ان مزادہ الاستدلال علی جواز قرأۃ الحائض والجنب .
(صحیح الباری ج ۱ ص ۲۲۲)

اس حدیث سے امام بخاری کی مراد حائضہ اور جنبی کی قرأت قرآن پر
استدلال ہے۔ (تذکرہ لکھنؤ ٹین ص ۲۲۱-۲۱۹)

اس ساری بحث سے ہماری مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا ان کی کتاب الصحیح
البخاری کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں ہے بلکہ جو لوگ بات بات پر صحیح بخاری سے دلیل
کے خواہاں ہوتے ہیں ان سے سوال کرنا مراد ہے کہ تم جو کہتے ہو صرف بخاری شریف ہی
سے دلیل دکھاؤ کیونکہ وہ ہی صحیح کتاب حدیث ہے تو تسامح و اغلاط تو اس میں بھی موجود
ہیں اگرچہ وہ تمہارے نزدیک قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے تو باوجود اغلاط و
تسامح کے اس سے دلیل مانگتے ہو تو دوسری کتب احادیث تمہیں کیوں قابل قبول و لائق
حجیت معلوم نہیں ہوتیں جبکہ مسلم شریف کو بھی بعض مغاربہ نے سب کتابوں سے صحیح شمار
کیا ہے اور جامع الترمذی کہ جس کی ہر ہر حدیث کے بعد امام ترمذی نے اس حدیث کا
پایہ و مرتبہ بھی بیان فرمادیا ہے باقی تمام کتب احادیث کو تم قابل قبول اور لائق حجیت تسلیم
کیوں نہیں کرتے بالخصوص جس موضوع پر ہم آئندہ اوراق میں تحریر کرنے والے ہیں وہ
فضائل نبوی کا موضوع ہے اور جن محدثین نے کتاب اللہ کے بعد بخاری کا قانون وضع
فرمایا ہے انہوں نے ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ ضعیف روایات بھی فضائل کے ابواب میں
قابل قبول ہیں لیکن تم اپنے مطلب کا قانون تو تسلیم کرتے ہو اور دوسرے قانون کو
جھٹلاتے ہو کیا یہی انصاف ہے؟

ع۔ بندہ پرور متصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

فضائل کے باب

میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں

(۱) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن اللہ عز وجل شیء فیہ فضیلہ فاحذ بہ ایماناً بہ
ورجاء ثوابہ اعطاه اللہ تعالیٰ ذلک وان لم یکن كذلك .

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۱ رقم: ۲۲۱۳۲۰)

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور
ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا
فرمائے اگرچہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

(۲) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن اللہ عز وجل شیء فیہ فضیلۃ فاحذ بہ ایماناً بہ
ورجاء ثوابہ اعطاه اللہ ذلک الثواب وان لم یکن ما بلغہ

حقاً۔ (المروعات لابن الجوزی ج ۲ ص ۱۵۲)

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچی وہ اپنے یقین اور اس
ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ ثواب عطا

کرے اگرچہ جو حدیث اسے پہنچی تھی نہ تھی ہو۔

(۳) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما جاءكم خیر منی قلعة او لم اقله فانی اقولہ وما جاءکم عینی من شر فانی لا اقول الشر۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۶۷)

جو تمہیں میری طرف سے اچھی بات کا حکم پہنچے خواہ میں نے وہ بات کہی ہو یا نہیں تو تم یہ سمجھو کہ وہ بات میں نے کہی ہے اور جو میری طرف کوئی بُرا حکم منسوب کرے کن لو! میں بُری بات کا حکم نہیں دیتا۔

(۴) حضرت حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اسے وہ ثواب عطا فرمائے اگرچہ وہ حدیث باطل ہو۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ای ورب هذه البلدة اله منی وأنا قلعة۔

ہاں! اس شہر کے رب کی قسم! بے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے

فرمائی ہے۔ (الذرائع طبعی بحوالہ جامع الاحادیث جلد ۱۱ ص ۲۶۹)

(۵) حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن اللہ تعالیٰ فضيلة فلم یصدق بها لم یفلح۔

جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے گا۔ (مسند ابی حنیفہ ج ۳ ص ۲۸۷)

مندرجہ بالا روایات سے سورج کی طرح ظاہر ہو گیا کہ فضائل میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں اور جو انہیں تسلیم نہ کرے وہ فضل سے محروم رہتا ہے۔

تو جب فضائل اعمال یا فضائل انبیاء و اولیاء میں وارد احادیث قبول کرنا نہ قبول کرنے سے بہت زیادہ فضیلت و اہمیت رکھتا ہے تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و مناقب میں کیوں قابل قبول نہ ہوگا۔

اور پھر حضور کے فضائل و محامد اور مناقب کے لیے صحیح بخاری کی روایات کیوں طلب کی جائیں گی؟ مقام حیرت ہے کہ اپنے مولویوں کے فضائل میں تو کتابوں کی کتابیں تحریر کر دی جائیں، کوئی شرک و بدعت لازم نہ آئے اور امام الانبیاء کے فضائل و مناقب پر شرک و بدعت کے بیٹھے ہو جائیں؟ کیا کبھی کسی گستاخ رسول نے ”حیات نواب و حید الزماں وغیرہ یا اشرف السوانح“ تذکرۃ الرشید“ وغیرہ پر صحیح کی کسی روایت کی دلیل طلب کی ہے بلکہ ان کے فضائل میں تو مسئلہ نورانیت کو بھول کر مولوی رشید گنگوہی کو نور اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق ”میں کبھی نہیں بھولا“ کے الفاظ تحریر ہوں۔ (تذکرۃ الرشید اور سیرت ثانی) مگر حضور علیہ السلام کے لیے دلائل از بخاری طلب کیے جائیں۔

تف ہے ایسے اسلام اور ایسے مسلمانوں پر۔

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے

(۱) آیت مبارکہ رحمت

ارشادِ ربانی ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ ۱ الانبیاء: ۱۰۷)

”اور (اے حبیبِ صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے

رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔“

اس آیت کریمہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالمین سے پہلے موجود

ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمین سے قبل موجود نہ ہوں تو

عالمین ان کی رحمت سے کیسے مستفیض و مستفید ہوں؟

ع جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

عالم ارواح سے عالمِ حشر تک بے شمار عالمین ہیں اور حضور علیہ السلام تمام عالمین

کے لیے رحمت ہیں تو آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ عالم ارواح سے بھی پہلے میرے آقا

علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے۔

اللام للنفیع

علماء نحو کے نزدیک حرف لام کئی معانی میں مستعمل ہے کہیں نسبت کے لیے تو کہیں

اضافت کے لیے نحو کی کتب میں متعدد معانی لکھے ہوئے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ

”اللام للنفیع“ لام نفع کے لیے بھی آتا ہے آیت کریمہ مندرجہ بالا میں عالمین پر لام

داخل ہے ”رحمة للعالمین“ تو مطلب صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

ذات والا صفات کی رحمت سے تمام عالمین نفع لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے میرے

آقا نافع ہیں اور تمام عالمین اس نفع سے مستفید و مستفیض ہونے والے حضور علیہ السلام

چونکہ نافع ہیں اس لیے محتاج الیہ ہیں اور تمام عالمین محتاج اور قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ محتاج

الیہ پہلے ہوا کرتا ہے اور محتاج بعد میں۔

ایک مثال

مثال کے طور پر ہر پیدا ہونے والا بچہ سب سے پہلے اپنے لیے خوراک کا محتاج

ہوتا ہے کیونکہ اگر اسے خوراک نہ ملے گی تو وہ زندہ نہیں رہ سکے گا تو خوراک اس کی زندگی

کے لیے نافع ہے اور محتاج الیہ تو اللہ تعالیٰ نے بچہ کو بعد میں پیدا فرمایا اور اس کی پیدائش

سے پہلے اس کی والدہ کے پستانوں میں اس کی خوراک کا انتظام فرمادیا اس مثال سے

ثابت ہوا کہ محتاج الیہ پہلے اور محتاج بعد میں ہوا کرتا ہے۔

قرآن کریم سے مثال

دیکھئے! انسان اپنی زندگی کے لیے چھت ’فرش‘ پانی ’دانہ وغیرہ کا محتاج ہے تو اللہ

تعالیٰ نے انسان کو بنانے سے پہلے یہ سب کچھ بنا کر انسان کو پیدا فرمایا اور اسے جتنا کر

ارشاد فرمایا:

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ. (پ البقرہ: ۲۲)

”وہی (اللہ تعالیٰ) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا (فرش) اور آسمان

کو چھت بنایا اور اتارا آسمان سے پانی (بارش) اور نکالا اس کے ساتھ

تمہارے لیے رزق پھلوں سے۔“

غور فرمائیے! آیت کریمہ ”هٰذَا“ میں ضمیر ”لکم“ پر بھی لام داخل ہے اور وہ بھی

نفع کا فائدہ دے رہا ہے یعنی تمہارے نفع کے لیے زمین کو فرش آسمان کو چھت بنایا اور تمہارے نفع کے لیے آسمانوں سے زمین پر بارش برسا کر پھل پیدا کیے تاکہ تمہارا رزق (خوراک) مہیا ہو سکے۔

تو انسان بعد میں بنا کیونکہ محتاج تھا اور زمین آسمان پھل وغیرہ پہلے بنائے کیونکہ محتاج الیہ تھے اسی طرح عالمین بعد میں بنے کیونکہ رحمت مصطفیٰ کے محتاج تھے اور حضور علیہ السلام پہلے تخلیق ہوئے کیونکہ محتاج الیہ تھے۔

اب عالمین میں ہر شی داخل ہے زمین و آسمان جن و انسان حور و ملک غرضیکہ عالمین کا ذرہ ذرہ عالمین کو شامل ہے تو یہ سب کچھ بعد میں اور حضور اس سب کچھ سے پہلے۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھا نہ ظاہر تھا خدا پہلے

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے (ﷺ)

غور فرمائیے! یہی لفظ عالمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بیان ربوبیت کے لیے ارشاد فرمایا۔

رب العالمین اور رحمۃ للعالمین

ارشاد ربانی ہے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (پ ۱۱۱ ص ۱)

”تمام تعریضات اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے۔“

تو عالمین اس کی ربوبیت کے محتاج تھے اور ربوبیت ذات خدا محتاج الیہ اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز تھے پہلے اور سب کچھ بعد میں اور جو جو چیز عالمین کی اس کی ربوبیت سے مستفید ہو رہی ہے وہ وہ چیز عالمین کی نبی رحمت کی رحمت سے مستفیض ہو رہی ہے۔

اگر رب ہو کر کوئی ہستی ہر چیز سے پہلے ہے تو وہ ذات خدا ہے
اگر رحمت ہو کر کوئی ہستی ہر چیز سے پہلے ہے تو وہ ذات مصطفیٰ ہے

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

اب اگر کوئی یہ توقف شخص یوں کہے کہ معاذ اللہ عالمین پہلے تھے اور رب بعد میں تو اس کا یہ قول شرعاً عقلاً نظراً ہر طرح سے باطل ہوگا کیونکہ جو عالم بھی اس کی ربوبیت سے پہلے متصور ہوگا وہ اس کی ربوبیت سے مستفیض نہ ہو سکے گا اور کسی بھی عالم کا اس کی ربوبیت سے مستفیض نہ ہونا محال ہے اسی طرح اگر کوئی بے عقل یوں کہے کہ عالمین پہلے اور رحمت مصطفیٰ بعد میں تو اس کا یہ قول بھی مردود ہوگا کیونکہ جو عالم بھی ذات مصطفیٰ علیہ السلام سے پہلے متصور ہوگا وہ حضور علیہ السلام کی رحمت سے مستفیض نہ ہو سکے گا اور یہ امر محال اور آیت کریمہ رحمت کے خلاف ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

عالمین کی تفسیر

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ان المراد من العالمین جمیع الخلق وهو صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لکل منہم الا ان الحفظ مؤلف متفاوۃ ویشترک الجمیع فی انہ علیہ السلام سبب لوجودہم بل قالوا ان العالم کله مخلوق من لورہ صلی اللہ علیہ وسلم (درجہ العالی پ ۷۷ ص ۱۰۰)
عالمین سے تمام مخلوق مراد ہے اور واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین میں سے ہر ایک کے لیے رحمت ہیں لیکن ہر ایک کا حصہ رحمت مختلف ہے البتہ

اس بات میں تمام شریک ہیں کہ سب کے وجود کا سبب آپ کی ذات ہے بلکہ صوفیاء نے فرمایا ہے کہ تمام عالم کا ظہور حضور کے نور سے ہوا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ

فان العلمین لا شئک انہ حقیقۃ فیما سواہ . (شرح شلارح ص ۳۷)

حقیقت عالمین کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے پر ہوتا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ اللہ کی ذات پاک کے سوا سب کچھ عالمین میں شامل اور رحمت مصطفویہ کا محتاج ہے لہذا سب کچھ بعد میں بنا ہے اور ذات مصطفویہ و حقیقت محمدیہ سب سے پہلے ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

کیا شان احمدی کا جن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے



آیت کریمہ میں لفظ ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ اور وہابیہ دہانہ کی کن ترانیاں

ہم نے ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کی تشریح و توضیح لفظ ”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ سے کی اور اس طرح شان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اجاگر کرنے کی اپنی سی کوشش کی مگر دیوبندی وہابی اس حقیقی شان کو بھی گھٹا کر پیش کرنے کے لیے یہ تو لیتے ہیں اور لفظ ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کے متعلق بھی معاندانہ انداز بیان رکھتے ہیں اس مقام پر صاحب تفسیر نعیمی علامہ مفتی افتخار احمد نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ و تفسیر ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ

”قرآن مجید میں کیسی شان کی طرز بیانی ہے کہ اپنی ربوبیت عالمینی کا چرچا و تذکرہ اپنے محبوب اور محبوب کی اُمت کی زبان سے کروایا کہ اے بندو! تم کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ مگر اپنے حبیب کی رحمت عالمینی کا چرچا اور تذکرہ خود فرمایا وہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر اور یہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر فرما کر بتا دیا کہ جہاں تک میری ربوبیت کی وسعت ہے وہیں تک میرے حبیب کی وسعت رحمت، ہماری شہنشاہی ہمارے نبی کی وزارت مصطفائی ہے نہ ربوبیت سے کوئی جگہ خالی نہ رحمت سے اظہار ربانیت عالمینی کے لیے بھی پوری ایک مکمل آیت اور اظہار رحمت عالمینی کے لیے بھی ایک مستقل آیت یہ فائدہ دونوں جگہ عالمین فرمانے سے حاصل ہوا مگر اتنی صاف واضح آیت و کلام کے باوجود وہابی دیوبندی اپنا جلا پا عداوت نبوت، حسد، بغض، گستاخی، جہالت بلکہ ابوجہلیت چھپا نہ سکے آیت تو بدل نہ سکے چونکہ وہ مخالف اللہ میں ہے البتہ

ترجمہ و تفسیر میں عقرنی ڈنگ اور احمقانہ نشر چلائی دینے چنانچہ تھانوی صاحب ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

اشرف علی تھانوی

اور ہم نے ایسے مضامین نافذ دے کر آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کے لیے۔ (ترجمہ تھانوی طبع تاج کبھی)

عاشق الہی میرٹھی

میرٹھی وہابی ترجمہ اس طرح کیا گیا:

اور ہم نے دنیا جہان کے لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(عاشق الہی میرٹھی طبع تاج کبھی)

محمود الحسن دیوبندی

محمود الحسن وہابی صاحب اس طرح ترجمہ کرتے ہیں:

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہان کے لوگوں پر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی مودودی

مودودی صاحب وہابی ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

اے محمد! ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت

ہے۔ (مودودی تفسیر)

دیگر وہابی تراجم

اور ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔ (وہابی ترجمہ)

چار طرح کی خیانت

ان (تراجم) میں چار طرح خیانت اور بدعتی ہے عام طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ

فقط جلاپا اور حسد کی عداوت ہے۔

پہلی خیانت: آیت کے الفاظ میں دنیا جہان کا لفظ نہیں ہے۔

دوم: آیت میں مکلفین لوگوں کا لفظ نہیں ہے یہ صرف انسانوں کو کہا جاتا ہے۔

سوم: بنا کر بھیجا آیت میں بنا کر کا لفظ نہیں ہے اس خیانت نے بتایا کہ نبی کریم

پہلے رحمت نہیں تھے جب بعثت ہوئی تب رحمت بنے۔

چہارم: دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہیں یہ الفاظ آیت میں نہیں۔

اس ترجمے کا مضموم ہے کہ نبی کی ذات بالکل رحمت نہیں ان کو بھیجنا ہماری رحمت

ہے اگر آیت کا یہی مقصود یہاں ہوتا تو ”و رحمة منا“ ہوتا میں کہتا ہوں اگر یہاں عالمین

کا ترجمہ اپنی بدعتی اور خیانت سے ”دنیا والے مکلفین کرنا ہے“ یا یہ کہنا ہے کہ ”اور کسی

بات کے واسطے نہیں“ تو رب العالمین میں بھی عالمین کا ترجمہ صرف دنیا والوں اور مکلفین

لوگوں کا رب کہو اور دوسری جہنم کیوں لیتے ہو پوری جہنم حاصل کرو بہر کیف یہ علمی جہالت

نہیں بلکہ حسد و عداوت کی جہالت ہے۔ (تفسیر فی ج ۱ ص ۵۷۷-۵۷۸)

فقیر المحتاج الی المولی القدر محمد مقبول احمد سرور عرض کرتا ہے کہ آیت کریمہ کا یہ

ترجمہ کرنا کہ ”دنیا جہان کے لوگوں“ اور پھر یعنی کے لفظ سے اس ترجمہ میں اپنی رائے

داخل کرنا کہ ”یعنی مکلفین پر مہربانی کے لیے“ صراحتہ قرآن وحدیث کی مخالفت اور تفسیر

بالرائے کے مترادف ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَا آزَسَلْنَاكَ إِلَّا حَكْمَةً لِلنَّاسِ۔ (پ ۲۲ ص ۲۸)

”اور اے محبوب! ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام

آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔“

اب اس آیت میں بلا قید مکلفین اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی رسالت کو علامۃ

الناس کے لیے ثابت فرمایا تو اس رسالت کو مکلفین سے عقید کرنا قرآن کریم کی اس نص

قطعی کی سرسراختافت نہیں تو اور کیا ہے ایسے ہی رب العالمین کی وضاحت سورۃ والناس کی

آیت: اَمَّا مَن مَّوَدَّ هَؤُلَاءِ فَاُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ

قُلْ اَتُحِبُّ ذَیْنَ النَّاسِ (پ ۳۰ ص ۱۰)

”اے محبوب! آپ فرمادیجئے کہ میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے۔“

اب تھانوی اور ذریت تھانویہ سب مل کر بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ صرف مکلفین ہی کا رب ہے؟ کیا وہ دیوبندیوں، وہابیوں، سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں، بدھ مت، یہودیوں، نصرانیوں و دیگر غیر مکلفین کا رب نہیں ہے؟

کیا چند پرند، حیوانات وغیرہ کا رب کوئی اور ہے، معاذ اللہ؟ اور کیا یہ عقیدہ شرکیہ نہیں ہے؟ اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ

اَوَسَلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً . میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹) (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۱۱۱ اسنن الکبریٰ ج ۲ ص ۳۳۳)

تو کیا نبی کریم علیہ السلام کی رسالت و رحمت کو صرف مکلفین تک محدود کرنا اس حدیث مبارکہ کی صریح مخالفت نہیں اور بیمارانِ وہابیہ و دیانہ کے حکیم الامت کے تعصب و عنادِ نبوت پر مبنی نہیں؟ جبکہ لفظ ”رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ اور ”رَحْمَةُ الْعَالَمِیْنَ“ پکار پکار کر یہ عقیدہ بیان فرما رہا ہے کہ۔

رب نے فرمایا میری قدرت کی حد کوئی نہیں

اور میرے محبوب کی رحمت کی حد کوئی نہیں

پھر حضرت تھانوی اور ان کے تبعین بتائیں کہ سینکڑوں احادیث و واقعات جو کہ احادیث و سیر کی کتب میں موجود ہیں کہ جانوروں نے حضور کی رحمت سے استعانت کی اور سرکار نے ان کی دلگیری فرمائی، ہرنی، اونٹ، کبوتر، بکریاں وغیرہم سب حضور سے طلبِ رحمت کرتے رہے اور حضور نبی رحمت ان کو اپنی رحمت سے نوازتے رہے ان سب واقعات و احادیث کا انکار کیا ممکن ہے؟

اس سلسلہ میں خود تھانوی صاحب کی اپنی ہی کتب ”نشر الطیب“ جمال الاولیاء وغیرہ ناظرین ہیں مطالعہ کیجئے اور اس دورنگی چال پر ماتم کیجئے کہ

ع ناطقہ سر بگمیاں ہے اسے کیا کہئے

پھر تھانوی، میرٹھی، محمود الحسن اور سودوی و دیگر کا یہ کہنا کہ ”جہان کے لوگوں کے لیے“ یا ”دنیا والوں کے حق میں“ کیا صریح جہالت نہیں ہے؟ اس لیے کہ لفظ عالم نہیں فرمایا گیا بلکہ ”عالمین“ فرمایا گیا ہے مگر گستاخانِ رسالت علی طور پر یتیم ہوا کرتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی جوچھن لیتا ہے

عقل مند آدمی اتنا تو جانتا ہے کہ آخرت میں حضور علیہ السلام کی شفاعت سے ہمیں جنت ملے گی تو حضور دنیا و آخرت دوا کے لیے رحمت قرار پائے مگر یار لوگ اس بات کو تب تسلیم کریں جبکہ پہلے حضور کو آخرت میں شفیع المذنبین تسلیم کریں؟

مضامین نافعہ

تھانوی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں کہ

اور ہم نے ایسے مضامین نافعہ دے کر آپ کو اور کسی بات کے لیے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کے لیے۔ (ترجمہ تھانوی مطبوعہ تاج کھنٹی)

تھانوی صاحب کا یہ قول بھی ان کے علمی طور پر یتیم ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ مضامین ظاہر ہے قرآن کریم کے ہی مضامین ہو سکتے ہیں اور قرآن کریم اقوالِ مصطفیٰ کا نام ہے ارشادِ ربانی ہے کہ

اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ مَّحْمُوْدٍ (پ ۳۰ ص ۱۹)

”بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا (کہنا) ہے۔“

اور بقول اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا یہ قرآنِ مصطفیٰ کا نام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ

سُئِلَتْ عَائِشَةُ الصَّدِيقَةُ عَنْ اخْلَاقِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ. (کنز العمال ج ۸ ص ۸۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبی اکرم علیہ السلام کے اخلاق کے متعلق تو فرمایا کہ حضور کا اخلاق قرآن ہے۔

تو ثابت ہوا کہ قرآن صفت ہے اور صاحب قرآن موصوف ہیں تو حیرت کی بات ہے کہ صفت مصطفیٰ (مضامین) تو نافذ (لغ دینے والی یعنی رحمت ہوں) اور موصوف رحمت نہ ہو؟

ع بدیں عقل و دانش بپایہ گریست

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ. (پ ۵ ای اسرائیل ص ۸۶)

”اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں دو چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔“

حیرانی ہے تھا نوی صاحب کے عقیدہ پر کہ اللہ تعالیٰ تو صفت محبوب کو بھی (یعنی قرآن کو بھی) رحمت قرار دے اور تھا نوی صاحب صاحب قرآن اور موصوف قرآن کو رحمت تسلیم نہ کریں اور ترجمہ میں آئیں بائیں شائیں کا سہارا لے کر صرف یہ کہیں کہ ”مکلفین کے لیے مہربانی کرنے کے لیے“ مہربانی تو عام انسان ایک عام انسان پر بھی کر سکتا ہے پھر خاصہ نبوت کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ عقیدہ درست یہی ہے کہ میرے آقا علیہ السلام کا وجود مسعود سراپا رحمت ہی رحمت ہے اور ابتداء آفرینش سے منتہاء قیامت تک سراپا رحمت ہے انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار جیسے اب ان کی اس رحمت سے مستفیض ہو رہے ہیں محشر میں بھی ہوں گے۔

ذات مصطفیٰ سراپا رحمت

مولوی مودودی صاحب ان سے بھی چند ہاتھ آگے بڑھ گئے وہ لکھتے ہیں کہ

اے محمد! ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔ (مودودی تفسیر)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود رحمت نہیں آپ کا تشریف لانا دراصل (صرف) اللہ کی رحمت ہے۔

ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوچھی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:

اِنِّی لَمْ اَبْعَثْ لِعَالَمًا اِنَّمَا بَعَثْتُ رَحْمَةً: اِنَّمَا بَعَثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ

اَبْعَثْ عَذَابًا. (کنز العمال ج ۱ ص ۱۹۱)

میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں تو (سراپا) رحمت بھیجا گیا ہوں۔

مگر مودودی صاحب کو تعصب نبوت کے اتھاہ اندھیروں میں گم ہونے کی وجہ سے ذخیرہ کتب میں یہ حدیث کہیں نظر نہ آئی اور ذات مصطفیٰ کو سراپا رحمت تسلیم کرنے سے بڑی ڈھٹائی سے انکاری ہو گئے اور آڑیہ لی کہ حضور کا آنا اللہ کی رحمت ہے۔

بھلا اس علم و عقل سے عاری ماڈرن مفسر سے کوئی پوچھے کہ اللہ کی رحمت کا کون منکر ہے؟ جو تم اس قدر تفسیر بالرائے کا سہارا لے کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہو حضور نے فرمایا: من فسر القرآن ہرالبہ فلیتوء مقعده من النار۔

(ترمذی مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔

منکر تو رحمت مصطفیٰ کے پیدا ہونے تھے اس لیے ذات مصطفیٰ کو رحمت قرار دیا گیا

تاکہ ان بے ایمانوں کا رد ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ تو رحیم و رحمان ہے قرآن کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں اپنی ذات پاک کو رحمت قرار نہیں دیا کیونکہ وہ جبار و قہار بھی ہے ہاں

ذات مصطفیٰ کے لیے فرمایا کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

”اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام عالمین کے لیے رحمت۔“

جانور کو ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے باقی ہر جگہ اللہ و رسول دونوں کا اس کی وجہ یہی ہے کہ عند الذبح جانور پر رحمت رحمت کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے وہ وقت قہر کا وقت ہے اس لیے ارشاد ہوا کہ اس وقت میرا اور صرف میرا نام ہی لو کیونکہ میں قہار بھی ہوں میرے حبیب کا نام نہ لو کیونکہ وہ قہار نہیں صرف رحمت ہی رحمت ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شیخ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۲) آیت مبارکہ اول و آخر

ارشاد خداوندی ہے کہ

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(پ ۲۷۷ الحدید: ۳)

”وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے

والا ہے۔“

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

۱۔ خواجہ بابہ مولوی ابراہیم میرسہ کوئی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ان سے ”الحق ہر (ابراہیم میرسہ کوئی) کو علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کلمات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ میں پھر ص ۳۶۸)

دہلیہ نجد کے مشہور ائمہ حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المصنف اہل ہر گھنے ہیں کہ

اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم الرحمت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس حکمت کہ دین اسلام کے منشاء (باقی مابقیہ صفحہ پر)

کہ یہ آیت کریمہ حمد خدا بھی ہے اور نعمت مصطفیٰ بھی۔ (مدارج النبوت جلد اول ص ۷)
تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اول بھی ہیں اور آخر بھی۔

(تجربہ شیخ مصطفیٰ کو شہادت چہرہ کو چنی اس کی نورانیت کے بلو میں ہے۔ شاہ کربلا نے ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک سوتوں کو از سر نو چادری کر دیا اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو دینی اسلام فداہ روی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علامہ کوکبہ نقاب کیا گیا ان کی اجارہ داری کو پہنچایا اور وہ کاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قائل تو ضرور ہیں کہ نہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے لیکن اس بات کی ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تعمیر و تعمیر کے طور پر حجت شرعی بنایا جائے یہ عظیم تہدید کی کارنامے جن تین پاکیزانہوں نے انجام دیے ان کے اسم گرامی یہ ہیں:

اول: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے دین اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

دوم: شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا۔

سوم: شیخ احمد بن عبدالحق محدث دہلوی عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۱۱ اعتصام ص ۹۵، تاریخ ۱۹۵۳ء)

دہلیہ کی اہل حدیث کا نظریں دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر و اشاعت قرآن و حدیث پر کافی توجہ فرمائی۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۲۶۸، اپریل ۱۹۳۳ء)

مولوی محمد دہلوی دہلی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ”سیدی خاتم المصلحین والحمد للہ“ لکھا ہے۔ (حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: اشباح دہلی دہلی ص ۱۵ جولائی ۱۹۶۲ء)

دو ہندوؤں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضور کی کہلاتے ہیں انہی میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ (الافاضات النبویہ ص ۶ ج ۷ ص ۱۸)

حضور علیہ السلام اول بھی ہیں آخر بھی

(احادیث)

(۱) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ عزوجل آدم اختبرہ بینہ فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرانی اسفلہم نورا ساطعا فقال هذا ابنک احمد هو الاول وهو الآخر وهو اول شافع واول مشفع .

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۴۷ رقم ۲۲۵۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند نور (کی صورت میں) دیکھا عرض کی: الہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شافع اور یہی سب سے پہلا مشفع مانا گیا۔

(۲) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: ”السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن“ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں جبریل

نے عرض کی: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

وسمک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا وسمک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر وخاتم الانبیاء الی آخر اعم .

(شرح شفاء بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۵۰۵)

آپ کا نام اول رکھا کہ آپ سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور آپ کا نام آخر رکھا کہ آپ سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر خاتم الانبیاء و نبی اُمت آخرین ہیں۔

(۳) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث .

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۴۷ رقم ۲۲۵۹۶) والکلمات الابیہیم جلد اول ص ۶۹ تفسیر در مختار لیسلی جلد پنجم ص ۱۸۳ تاریخ

کامل لابن عدی ج ۱ ص ۱۰۱ سرادیر فہرست لاری ص ۲۷۲ البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ثانی ص ۳۰۷

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھجھا گیا۔

(۴) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث .

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد اول ص ۹۹ کنز العمال رقم الحدیث ۳۱۹۱۶) کامل لابن عدی ج ۱ ص

جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۳۶۷

میں تمام لوگوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب سے آخر میں بھجھا گیا۔

(۵) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

انما بعثت فاتحاً وخاتماً۔ (مجمع البحار ج ۱ ص ۷۹)

میں بھیجا گیا (باب نبوت) کھولنے اور بند کرنے ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فتح باب نبوت پہ روشن درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرمایا: اے حبیب!

جعلتك اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَاٰخِرَهُمْ بَعَثًا وَجَعَلتك فَاتِحًا

وْخَاتَمًا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰)

میں نے تمام نبیوں سے پہلا نبی آپ کو بنایا مگر ان تمام سے آخر میں مبعوث

کیا اور میں نے تجھے ہی افتتاح کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنایا۔

(۳) آیت مبارکہ اَوَّلِيَّتِ مَظْهُوِيَّة

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلْ اِنَّ صَلَوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ لَا

شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمُوْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(پ ۸ انعام ۱۶۲-۱۶۳)

”تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا

سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا ۝ اس کا کوئی شریک نہیں

مجھے بھی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۝“

اس آیت مبارکہ میں لفظ ”اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ“ ”ہو الاول“ کے مفہوم کو

واضح کر رہا ہے مطلب یہ ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول ہیں اس لیے کہ آپ

تمام مسلمانوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔

مفسر بے نظیر محدث شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت

کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں، حضرت جبریل و

میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے ”اَلْاَوَّلُ بِرَبِّكُمْ“ کے جواب میں سب

سے پہلے حضور نے ”نبلی“ فرمایا تھا پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے۔

(تفسیر نور العرمان ص ۲۳۸ حاشیہ ۲۰)

مجدد الوہاب یہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ

آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ اول عینین تھے خلق میں اور آپ کی نبوت

مقدم تھی اور آپ اپنی طینت میں منبذل تھے۔

چش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ

ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ

ای ختم رسل قرب تو معلوم شد

دیر آمدہ ذراچ دور آمدہ

اور سب سے پہلے آپ ہی سے یشاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے

”اَلْاَوَّلُ بِرَبِّكُمْ“ کے جواب میں ”نبلی“ کہا اور آدم و جمیع مخلوقات آپ کے لیے

پیدا ہوئے۔

(حیات وحید الزماں المشتملہ العصر یہ سن مولد غیر البریہ ص ۲۰ آذاب نبوت قادی طیب دیوبندی عطر

اور دہ ص ۱۸ ذوالفقار علی دیوبندی)

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول المسلمین ہیں اور حقیقی میں اول ہیں اس لیے فرمایا کہ ”اَلْاَوَّلُ

وَالْاٰخِرُ“ ”شاعر شرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

.....مولانا داؤد غزنوی دہلی اور مولانا ابوبکر غزنوی دہلی نے نواب صدیق الحسن کو مجدد تسلیم کیا ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ
اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اب ان تمام احادیث مبارکہ کی تصدیق ہوگئی جن میں نبی کریم علیہ السلام نے اپنا
نور اول ہونا بیان فرمایا ہے کہ جبکہ آپ اول المسلمین ہیں اور حوالہ اول کے مصداق ہیں تو
سب اشیاء سے پہلے آپ کا وجود نوری ہی ہو سکتا ہے اور وہ نور اول مخلوق ہے اس کا بیان
انشاء اللہ العزیز احادیث مبارکہ کے باب میں کیا جائے گا۔

(۳) آیت مبارکہ اقرأ توحید

ارشاد ربانی ہے کہ

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا .

”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں! ہم نے گواہی
دی۔“

تمام مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ

اول من قال بلی فہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(عوالمات گزرتے ہیں)

سب سے پہلے جس نے بلی کہا وہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گویا کہ یہ آیت مبارکہ ”اول المسلمین“ کی اور ”ہو الاول“ کی توضیح و

ا..... امام جمال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول من قال بلی (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱)

مولوی اشرف علی تھانوی نے تفسیر الخلیل ص ۹ پر یہ حدیث درج کی ہے۔

ناسخہ بن گئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام اول مؤمن ہیں اس لیے کہ وہ تخلیق میں
اول ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ ”اول ما خلق اللہ نوری“ اس کا
عنقریب انشاء اللہ العزیز بیان کیا جائے گا اس حدیث مبارکہ کو اکابرین و ہابیین و دیانہ نے
اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے..... گویا کہ۔

تیرے ہی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات تیری
تیری ہی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات تیری

اور۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(۵) آیت مبارکہ میثاق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَ اِذْ اٰخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَّا اٰتٰیْکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَ حِکْمَةٍ ثُمَّ
جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتَوْمِنَنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ .

(پ ۳ آل عمران: ۸۱)

”اور یاد کیجئے جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور
حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس و رسول کی تمہاری کتابوں کی
تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد
کرنا۔“

مصدق اور مصدق

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ”مُصَدِّقٌ“ اہل علم کو بار بار دعوت فکروے رہا
ہے کہ ذرا غور کیجئے یہ لفظ جس کا مصدر ”تصدیق“ ہے اس سے اسم فاعل ہے جس کا معنی
ہے: تصدیق کرنے والا اور جس کی تصدیق ہوئی وہ ہے اسم مفعول یعنی ”مصدق“۔

مصدق پہلے ہوتا ہے

قاعدہ یہ ہے کہ ”مصدق“ پہلے ہوتا ہے اور ”منصدق“ بعد میں مثال کے طور پر میں یہ کہوں کہ

”میں تصدیق کرتا ہوں، زید عالم ہے۔“

تو اگر میں زید سے پہلے ہوں گا تو زید کی تصدیق کروں گا اور اگر زید مجھ سے پہلے ہے میں بعد میں تو میں زید کی تصدیق کیونکر کروں گا۔

آیت کریمہ میں فرمایا گیا: اے گروہ انبیاء! یہ رسول اعظم تم سب کی رسالتوں اور نبوتوں اور کتابوں و صحائف کی تصدیق فرمائے گا تو اگر میرے آقا ان تمام انبیاء و رسل سے پہلے ہوں گے تو جیسی ان کی تصدیق فرمائیں گے اسی لیے فرمایا کہ

كُنْتَ نَبِيًّا وَاَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ وَاَدَمَ بَيْنَ السُّورِ وَالْجَسَدِ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے روح و جسد کے درمیان تھے۔

اور فرمایا کہ

كُنْتَ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ .

میں تمام انبیاء سے خلقت میں اول اور بعثت میں آخر ہوں۔

انشاء اللہ آئندہ اوراق میں یہ احادیث مکمل خواجیات و توضیحات کے ساتھ بیان کی جائیں گی فی الحال تو آیت کریمہ میں لفظ ”مصدقاً“ کی تفہیم مقصود ہے کہ

ع: ”شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

آیت کریمہ مندرجہ بالا میں یہ الفاظ بھی اولیت مصطفیٰ کو ثابت کر رہے ہیں کہ
لَتُؤْمِنَنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ .

تم البتہ ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور البتہ ضرور بالضرور ان کی مدد کرنا۔

اب اگر ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے پہلے نہ ہوتو ان پر ایمان لانا کیسا اور ان کی مدد کرنا کیسا؟ ایمان مفصل میں ہر مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرَسَلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ الْخَيْرِ وَشَرِّهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ .

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ اس کی کتابوں اس کے رسولوں اس کی طرف سے اچھی بُری تقدیر پر اور موت کے بعد پھر دوبارہ اُٹھائے جانے پر۔

تو اب ذاتِ باری ملائکہ کتابیں رسل عظام اور اچھی بُری تقدیر کا وجود پہلے ہے تو ان پر ایمان لایا جائے گا بصورت دیگر تو ایمان لانے کا تصور بھی محال ہوگا بالکل اسی طرح عالم ارواح میں میرے آقا پر ایمان لانے کا وعدہ تمام انبیاء سے لیا جا رہا ہے اور تمام انبیاء نے شبِ معراج آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر اس کا ثبوت بھی فراہم فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود تھے..... موجود تھے تو ان کے پاس تشریف لائے۔

ہمہ انبیاء در پناو تواند

مقیم در بارگاہ تواند

تو بدر منیری ہمہ اخترند

تو سلطان ملکی ہمہ لشکرند

یہی وجہ تھی کہ حضور سے قبل آخری نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت دی۔

(۶) بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام

ارشاد فرمایا:

وَمَیْمَنًا اَوْ یَسُوْلًا یَّاتِیْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ . (پ ۶۸، القاف: ۶)

”اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔“

آتا وہی ہے جو پہلے موجود ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنے کی بشارت دی معلوم ہوا حضور پہلے موجود تھے۔

مبشر اور مبشر

آیت کریمہ میں لفظ ”مبشر“ پر غور کیجئے یہ بھی اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: خوشخبری دینے والا اور جس کی خوشخبری دی گئی وہ ہے ”مبشر“ (اسم مفعول) ظاہر ہے خوشخبری دینے والا یعنی مبشر بعد میں ہوگا اور جس کی خوشخبری دی جائے گی یعنی مبشر وہ پہلے ہوگا مثال کے طور پر میں ایسے کہوں کہ

لوگو! میں تمہیں زید کے آنے کی خوشخبری دیتا ہوں۔

تو زید پہلے موجود ہوگا تو آئے گا جیسی تو اس کے آنے کی بشارت درست ہوگی بالکل اسی طرح نبی کریم علیہ السلام پہلے موجود تھے تو آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دی گئی اسی لیے میرے آقا نے فرمایا:

انا دعوة ابی ابراهیم وبشارة عیسیٰ۔ (مظاہر شریف ص ۵۱۳)

میں اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا شرا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔

لفظ ”یٰ یٰ یٰ“ پر غور کریں!

اسی طرح آیت کریمہ میں لفظ ”یٰ یٰ یٰ“ بھی اذیتِ مصطفویہ کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ آتا وہی ہے جو پہلے موجود ہو مثلاً کسی عالم دین کا اعلان ہوا کہ فلاں علامہ صاحب آج رات خطاب فرمائیں گے۔

تو وہ علامہ صاحب خطاب کے لیے جی آئیں گے جبکہ پہلے زندہ موجود ہوں گے

اگر ان کا وجود ہی نہیں ہوگا تو اعلانِ باطل اور کذبِ بیانی پر مبنی ہوگا اسی طرح ”یٰ یٰ یٰ“ وہ آئیں گے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود اور زندہ ہیں بصورتِ دیگر آمد کا اعلان معاذ اللہ تعالیٰ باطل اور کذبِ بیانی پر محمول ہوگا اور انبیاء جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا کرتے کیونکہ اگر معاذ اللہ ان سے جھوٹ سرزد ہو تو سارے کا سارا دین ہی مشکوک ہو جائے گا اور ایسا ہونی نہیں سکتا ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان جب ہی مبنی بر صداقت ثابت ہوگا جبکہ حضور علیہ السلام پہلے سے موجود ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جب بھی ذکرِ آمد محبوب فرمایا تو ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے مثلاً:

(۷) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ (پ ۲، النور: ۱۵)

”تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ گیا۔“

پہلے موجود تھا تو آیا۔

(۸) اسی طرح فرمایا:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ۔ (پ ۱۰، النور: ۳۳)

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔“

پہلے کہیں موجود تھا تو بھیجا۔

(۹) ایسے ہی ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا۔ (پ ۱۸، البقرہ: ۲)

”وہی ہے جس نے اُمیوں میں رسول مبعوث فرمایا۔“

پہلے موجود تھا تو مبعوث فرمایا۔

یہ تمام نصوصات قطعیات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت پر دلالت کرتی ہیں ان کے مقابلہ میں صرف بخاری شریف کی روایات کا مطالبہ کرنا اور ان آیات مبارکہ سے اغماض برتنا اور تسامح سے کام لینا صرف جہالت ہی نہیں بلکہ انکارِ قرآن کے

متعارف بھی ہے اور قانونی محدثین کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کے مقابلہ میں صرف حدیث مشہور وہی پیش کی جاسکتی ہے دیگر تمام اقسام حدیث نص قطعی یعنی آیات قرآنی کے مقابل پیش نہیں کی جاسکتیں اگر وہابیہ اس اصول سے واقف ہیں تو انہیں بخاری سے ان آیات کے مقابل دلائل کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔

تمہارا قانون محتاج دلیل اور محل نظر ہے

مخالفین و معتزضین کا یہ کہنا کہ ہم صرف بخاری ہی کو ماننے ہیں کیونکہ قرآن کے بعد بخاری ہی کا درجہ ہے خود محتاج دلیل اور محل نظر ہے کیونکہ
اولاً: بخاری کا درجہ قرآن کے بعد ہے لہذا پہلے قرآن سے دلائل لو۔
ثانیاً: بخاری کا اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہونا قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے دو آیت پیش کرو۔

ثالثاً: اگر قرآن سے ثابت نہیں تو بخاری کی ہی کسی روایت سے ثابت کرو۔
رابعاً: اگر بخاری میں نہیں تو حدیث کی کسی کتاب سے ثابت کرو۔
خامساً: اگر کسی صحیح سے نہیں تو ضعیف روایت سے ہی ثابت کرو۔
سادساً: اگر قرآن وحدیث سے ثابت نہیں تو کسی صحابی کے قول سے ہی ثابت کرو۔
سابعاً: اگر کسی صحابی کے قول سے ثابت نہیں تو کسی تابعی کے فتویٰ سے ثابت کرو۔
ثامناً: اگر قرآن وحدیث وصحابہ کے قول یا تابعی کے فتویٰ سے ثابت نہیں تو کیا یہ قانون بدعت ہے کہ نہیں؟

تاسعاً: اگر بدعت نہیں تو دلیل دو اگر ہے تو کون سی بدعت ہے؟
عاشر: اگر بدعت سیہ ہے تو چھوڑ دو اگر حسن ہے تو باقی بدعات حسن کو بھی قبول کرو۔
تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ۔

تم اہل سنت کے معمولات حسن کی مخالفت کا ڈھنڈورا صرف یہ کہہ کے پیٹتے ہو کہ یہ حضور کے دور میں نہیں تھے بتاؤ! کیا بخاری حضور علیہ السلام کے دور میں تھی؟

اگر نہیں تھی اور یقیناً نہیں تھی تو پھر یہ ترجیح بلا مرجح کیوں؟ دیگر کتب احادیث سے اعراض کس وجہ سے؟ کیا اگر کوئی حدیث بخاری میں نہیں لیکن دیگر کتب احادیث میں ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا؟

پوری ذریت وہابیہ سے سوال

میں پوری ذریت وہابیہ کو سوال کرتا ہوں کہ ایک ایسی حدیث جو کہ بخاری ہی کیا مسلم ترمذی نسائی اور ابوداؤد میں بھی نہیں ہے صرف ابن ماجہ میں ہے کہ
مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ (ابن ماجہ)
تو کیا اس حدیث مبارک کا انکار کرو گے؟ کرنا بھی چاہو تو نہیں کر سکو گے ورنہ مزدور تمہارا کچھ مر نکال کر رکھ دیں گے۔

تو اگر بخاری کے علاوہ کسی کتاب میں (ابن ماجہ میں) حدیث ہے بخاری و دیگر صحاح کی کتب میں نہیں ہے اور وہابیہ اہم اس کو مان رہے ہو تو پھر کیا یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت کا اظہار نہیں کہ حضور کی شان کی بات آئے تو صرف بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہو دوسری کتب احادیث کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہمارے نزدیک آقائے نامدار علیہ السلام کی شان حدیث کی جس بھی کتاب میں ہو وہ قابل حجت ہے اور لائق تسلیم ہے یہ تو کتب احادیث کی بات ہے ہمارے آقا و مولیٰ بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ یا رعاہ مصطفیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ میرے آقا کی شان وعظمت کی بات اگر ابو جہل بھی کرے تو تسلیم کر لو کیا تم نے یہ واقعہ پڑھایا سنا نہیں کہ ابو جہل لعین نے کہا:

اے ابوبکر! اگر کوئی کہے کہ میں آن کی آن میں رب سے ملاقات بھی کر آیا ہوں تو تم تسلیم کر لو گے؟ فرمایا: جی! کہنے والا کون ہے؟ اس نے کہا: وہی تیرا بھائی ہے تو میرے آقا صدیق اکبر نے یہ نہیں دیکھا کہ روایت کرنے والا ابو جہل ہے بلکہ یہ دیکھا کہ بات میرے محبوب کی عظمت و شان کی ہے تو فرمایا:

لئن قال لصدق. (الرباض النضر، ج ۱ ص ۱)

اگر انہوں نے فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔

اس لیے ہم تو اپنے نبی کی شان جس کتب سے بھی ملے گی اسے تسلیم کریں گے اور عین ایمان سمجھیں گے، بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے نور سے تخلیق کے عقیدہ سے گھبراتے ہیں اور اسے شریک بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کی آنکھیں کان ناک دیگر اعضاء ہمارے جیسے ہوں وہ ہمارے جیسا بشر ہے نور نہیں ہو سکتا اس کو نور ماننا عقیدہ ضالہ ہے، معاذ اللہ! تو کیا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح چاہے پیدا کرے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (پ ۶ اہلِ نداء ص ۱)

”جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے پیدا فرمایا اور اسے ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) قرار دیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے مٹی سے پیدا فرمایا اور اپنا خلیفہ قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے حضرت جبریل امین کی پھونک کے وسیلہ سے پیدا فرمایا اور انہیں روح اللہ و کلمۃ اللہ قرار دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حسن تخلیق کا شاہکار ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے جیسے چاہے تخلیق فرمائے۔

فرشتے نور سے پیدا ہوئے اور جن آگ سے

(۱) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْبَشَرُ مِنْ نَارٍ.

(مسلم شریف کتاب الایمان ص ۶۰ مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۵۳ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰ مسیح الروایۃ ج ۸ ص ۱۳۳ تفسیر درمنثور للنسائی ج ۶ ص ۱۳ اہدایہ و انہایہ لابی کثیر ج ۵ ص ۵۵۳ تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۱۱)

مساجد ج ۲ ص ۳۳۳ کنز العمال رقم الحدیث: ۱۵۱۵۲۔ ج ۶ ص ۶۱۱ (المصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۳۷۵)

تمام فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور تمام جن آگ سے۔

روح ایک عظیم فرشتہ ہے

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

الروح ملك من الملائكة ما خلق الله مخلوقاً اعظم منه فاذا

كان يوم القيامة قام وحده صفاً. (تفسیر بخاری ج ۵ ص ۵۱۳)

روح نامی ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑی کوئی

دوسری مخلوق نہیں بنائی جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ فرشتہ انہما ایک صف میں

کھڑا ہوگا۔

۱۔۔۔ اسی روح نامی فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پاس بھیجا تو ہر پورا محل بشر بنا کر اس کی رو آنکھیں کان ناک وغیرہ سب کچھ ہمارے ہی جیسے تھے سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

فَارْتَدَّلَا إِلَيْهَا فُجُتًا فَمَنَعْنِي لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. (پ ۱۶ مریم ص ۱۷)

”تو اس (مریم) کی طرف ہم نے اپنا روحانی (فرشتہ) بھیجا وہ اس کے سامنے ایک حمد ست

آوی کے روپ میں ظاہر ہوا۔“

اب یہ روح یعنی فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں تشریف لائے تو آج تک کسی وہابی کو جرات نہیں دلی کہ وہ کہے کہ یہ بھی ہماری طرح کے بشر ہیں اور نہیں ہیں کیونکہ جب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس آئے تو بالکل ہماری طرح ہی ان کے ہاتھ پاؤں آنکھیں کان ناک منہ وغیرہ تھے لہذا وہ نور نہیں ہیں اگر ان کو نور کہو گے تو شرک ہو جائے گا۔

ایسے ہی صحاح ستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے کہ ہم سرکار علیہ السلام کی بارگاہ و بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ

اذ طلع رجل شديد بياض الثياب وشديد مواد الشعاع لا يرى عليه آثار السفر

النج. (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

اچانک ایک شخص نمودار ہوا آنحضرتی سلیمان اس اور سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کے آثار دکھائی نہ

(ابن ماجہ ص ۱۰۷)

(۳) حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(بقیہ واثقہ فرشتہ سے کہتے تھے ارشاد)

”میں نے سوائے دو جنات کیے جب وہ واپس ہو تو سرکار نے فرمایا: اے عمر! انصاری من المسائل۔

جانتے ہو سوالات کرنے والا کون تھا؟

عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں: تو ارشاد فرمایا:

هو جبریل اناکم یعلیٰکم دینکم۔ (مختلوفہ ص ۱۱)

یہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

یہ طرح صحنہ میں ایک روایت موجود ہے کہ بنی اسرائیلیں کے ایک شخص نے ایک سواغر اذوقل کیا تو اپنی توبہ کے لیے اللہ کی تسبیح کی طرف چلا تو فوت ہو گیا اس کی روح لے جانے کے لیے جنت و دوزخ کے مالک آئے جب وہ ان سے ملے جانے کے لیے بھگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ بھیجا۔ بخاری، مسلم، مختلوفہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ

جاء ملك في صورة آدمي فاتاها ملك في صورة آدمي۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۲۳)

وہ فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔

یعنی جس طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں آنکھیں کان، ناک وغیرہ ہوتے ہیں اسی طرح اس کے بھی ہاتھ پاؤں آنکھیں کان، ناک وغیرہ تھے اس نے ان کا فیصلہ کیا۔

آج تک کسی راہبانی ملاں نے فتویٰ نہیں دیا کہ وہ فرشتہ ہمارے جیسا بشر تھا اگر اسے نور کہو گے تو مشرک ہو جائے اور نہ ہی اس کی نورانیت کا کسمائے انکار کیا ہے۔

لیکن کرم علیہ السلام ہماری بشری میں جلوہ گر ہوئے تو ہر وہابی نے یدراگ الا پاکہ

اوہے دی دو چھ ستے میرے دی دو اتی آ

اگھدا دی دیو دیو ہوتا تے میرا دی ہویا :

فرق کوئی دی نہیں۔

سوئے اس کے کیا کیا جا سکتا ہے کہ

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

ان فی الجنة لنهر لما يدخله جبریل دخله فيخرج فينفض الا خلق الله من كل قطرة تقطر منه ملكا۔

(تفسیر روز مشرق ج ۱ ص ۴۳، بحالی انصاری علیہ السلام ج ۱ ص ۴۸)

بے شک جنت میں ایک نہر ہے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس میں جا کر باہر آتے ہیں اور اپنے پر جھاڑتے ہیں تو جتنی بوندیں ان کے نوری پروں سے گرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر بوند سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت جبریل کے نوری غسل کی نوری بوندوں سے فرشتے پیدا ہوں تو ان کے نور میں سرمو کی واقع نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نور سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق ہوں تو نور اللہ میں کی کیوں واقع ہوتی ہے؟

ع بدیں عقل و دانش بپایہ گریست

حضرت جبریل امین علیہ السلام کے غسل نوری کے نوری قطروں سے فرشتے پیدا ہو سکتے ہیں تو جس کے نور سے خود جبریل تخلیق ہوئے ہوں اس نور اعظم سے تمام مخلوق پیدا ہو تو شرک کیوں ہو جاتا ہے؟ جیسا کہ خود اس منبع نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا من نور الله وكل المخلوق من نوري۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۱۰)

میں نور اللہ سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہے۔

(۴) بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت ہے کہ رسول مقسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لله ملكة ترعد فرائضهم من خيفته ما منهم ملك تقطر

منه دموع الا وقعت ملكا قائما يسبح۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۶۹، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۲ ص ۳۰۷، اتحاف السادة المتولي ج ۹ ص ۲۶)

ص ۲۶، کفر احوال رحمہ اللہ ص ۲۹۸، ج ۱ ص ۳۶۶)

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوفِ خدا سے ان کا ہند بند لرزتا ہے ان میں

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ لِنَهْرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَوَانُ يَدْخُلُهُ الْجِبْرِائِيلُ كُلَّ يَوْمٍ فَيَنْغَمِسُ فِيهِ انْغِمَاسَهُ مِنْهُ يَخْرُجُ فَيَنْتَفِضُ انْتِفَاضَةً فَيَخْرُجُ عَنْهُ سَبْعُونَ أَلْفَ قَطْرَةٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ مَلَكًا هُمْ الَّذِينَ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَأْتُوا الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ فَيُصَلُّوا فَيَفْعَلُونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ فَلَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ أَبَدًا وَيُولَى عَلَيْهِمْ أَحَدُهُمْ ثُمَّ يُؤْمَرُ أَنْ يَقِفَ بِهِمْ فِي السَّمَاءِ مَوْقِفًا يَسْبِحُونَ اللَّهَ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

(تفسیر درمثور ج ۶ ص ۱۷۷ تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۴۰۴)

چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں جبریل علیہ السلام ہر روز اس میں ایک غوطہ لگا کر پڑھتا ہے جس سے ستر ہزار قطرات جھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھیں جب نماز پڑھ کر نکلتے ہیں پھر اس میں کبھی نہیں جاتے ان میں سے ایک کو ان پر افسر بنا کر حکم فرمایا جاتا ہے کہ آسمان میں انہیں ایک جگہ لے کر کھڑے ہو جاؤ وہ وہاں قیامت تک تسبیح الہی میں مشغول رہیں گے۔

(۸) حضرت علاء بن ہارون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِجِبْرِائِيلَ كُلِّ يَوْمٍ انْغِمَاسٌ فِي الْكَوْثَرِ ثُمَّ يَنْتَفِضُ فَكُلُّ قَطْرَةٍ يَخْلُقُ مِنْهَا مَلَكٌ . (کتاب الثواب لابی شیخ بحوالہ جامع الامااریت جلد پنجم ص ۶۳)

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ کوثر میں ایک غوطہ لگا کر پڑھتا ہے

ہے جس فرشتہ کی آنکھ سے جو آنسو پگھلتا ہے وہ گرتے گرتے فرشتہ بن جاتا ہے کہ کھڑا ہو کر رب العزت جل جلالہ کی تسبیح کرتا ہے۔

(۵) حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَا تَقْطُرُ عَيْنُ مَلَكٍ مِنْهُمْ إِلَّا كَأَنَّهُ مَلَكًا يَطِيرُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ .

(کتاب الثواب لابی شیخ)

ان فرشتوں میں سے جس کی آنکھ سے کوئی بوند نکلتی ہے وہ ایک فرشتہ بن کر خوف خدا سے اڑ جاتی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ

الرُّوحُ مَلَكٌ اعْظَمُ مِنَ السَّمَوَاتِ وَمِنَ الْجِبَالِ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ وَهُوَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ يَسْبَحُ كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ تَسْبِيحَةٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مِنْ كُلِّ تَسْبِيحَةٍ مَلَكًا يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفًّا وَاحِدًا . (تفسیر بخاری ج ۵ ص ۵۱۳)

روح ایک سب سے بڑا فرشتہ ہے آسمان و زمین و جبال و ملائکہ سب سے اس کا مقام چوتھے آسمان میں ہے روزانہ بارہ ہزار تسبیحات پڑھتا ہے ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے یہ روح نامی فرشتہ بروز قیامت اکیلا ایک صف ہوگا اور باقی تمام فرشتوں کی ایک صف ہوگی۔

تو جہ فرمائیے!

اگر فرشتہ کی تسبیح کے فیض سے فرشتہ پیدا ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تخلیق نہیں ہو سکتے؟ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

تو اصل وجود آدمی از نخت
دگر ہرچہ موجود او فرع تست

جھاڑتے ہیں تو ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے۔

(۹) حضرت نکرمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خلقت الملائكة من نور العزة۔

(کتاب الثواب لابن الشیخ بحوالہ جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۶۳۹)

فرشتے نور عزت سے پیدا کیے گئے ہیں۔

فرمائیے وہابی صاحب انور عزت کم تو نہیں ہو گیا؟ اگر نہیں ہوا تو نور مصطفویہ کو نور

خدا سے مخلوق ماننے سے نور خدا کیوں کم ہو جاتا ہے؟

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(۱۰) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بلغنی ان الملائكة روح خلقت من روح الله۔ (کتاب الثواب ایضاً)

مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ فرشتے روح ہیں جو روح ربانی سے پیدا کیے گئے

ہیں۔

اگر فرشتے روح اللہ سے پیدا ہو سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور اللہ سے

پیدا ہو سکتے ہیں۔

مصطفیٰ کے نور میں ہے ذات باری جلوہ گر

مصطفیٰ کا نور یوں کہیے خدا کا نور ہے

اور

نور نے گھلایا بنا کے نور نون خیر البشر

رحمة للعالمین دا لقب پایا نور نے

مندرجہ بالا دس احادیث مبارکہ سے فرمودات مجرب صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

تصدیق و تائید ہو گئی کہ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا..... اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

نُورِی..... نور

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشياء نور نبیک من نورہ۔

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور

سے پیدا فرمایا۔

ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مرکز نور منبع نور مہبط نور محور نور مصدر نور ہے اور

ذات باری تعالیٰ کے نور سے خلق کی گئی ہے باقی ساری مخلوقات اس مصدر نور سے پیدا کی

گئی ہے۔

شجر الحقین

صاحب جامع المعجزات علامہ الشیخ محمد الواعظ الرھاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ

آثار میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار ٹہنیوں والا ایک خوبصورت درخت پیدا

فرمایا جس کا نام شجر الحقین ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس درخت پر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک طاؤس کی صورت میں بٹھا دیا تو طاؤس نے وہاں ستر ہزار برس اللہ کی تسبیح بیان کی

اس کے بعد اللہ نے آئینہ حیا بنا کر طاؤس کے مقابل رکھا اپنے حسن و جمال کو دیکھ کر

طاؤس نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پانچ سجدے کیے جو فرض قرار پائے۔ یہی وجہ

ہے کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ٹھہرائیں۔

پھر طاؤس (نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب اللہ نے رحمت کی نگاہ ڈالی تو وہ شرم و حیا کے پسینہ سے شرابور ہو گیا۔

☆ اس نور کے سر مبارک کا پسینہ لے کر اللہ نے تمام ملائکہ پیدا فرمائے۔

☆ چہرہ انور کے پسینہ سے عرش کرسی 'لوح' 'قلم' 'سورج' 'چاند' 'جبابہ' نور کو اکب اور عجائبات عالم بنائے گئے۔

☆ سینہ بے کینہ کے پسینہ سے انبیاء و مرسلین علماء و کاملین اور شہداء و صالحین کی پاکیزہ بروحوں کو پیدا کیا۔

☆ پشت مبارک کے پسینہ سے بیت المعمور کعبہ بیت المقدس اور کائنات بھر کی سجدہ گاہیں تخلیق کی گئیں۔

☆ ابروئے پاک کے پسینہ سے مؤمنین و مؤمنات اور مسلمین و مسلمات پیدا ہوئے۔

☆ قدمان مبارک کے پسینہ سے مشرق و مغرب شمال و جنوب اور معدنیات و عجائبات پیدا فرما کر اللہ نے فرمایا:

”میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور! چاروں طرف دیکھو۔“

آپ نے چاروں طرف دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا یہ جلوے صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی اور حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انوار کے تھے۔

آپ کا نور اس کیفیت میں ستر ہزار برس تک اللہ کی تسبیح کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح کو جب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا تو تمام انبیاء کی ارواح نے یک زبان کہا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

پھر اللہ نے عقیق احمر سے ایک قندیل بنائی اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت دنیوی میں ڈھال کر قندیل میں رکھا۔

قندیل میں آپ اس طرح کھڑے رہے جس طرح نماز میں قیام ہوتا ہے تمام ارواح قندیل کا طواف کرنے لگیں، روحوں کا یہ طواف ایک ہزار برس تک جاری رہا۔

پھر اللہ نے ارواح کو حکم فرمایا کہ میرے محبوب کو دیکھو، روحوں نے تعمیل کی، ارواح میں سے جس جس نے

☆ سراقہ کو دیکھا وہ دنیا میں سلطان اور فرماں روا بن گیا۔

☆ ابروئے مبارک کو دیکھا وہ امیر عادل بن گیا۔

☆ آنکھ مبارک کو دیکھا وہ وسیع النظر اور کشادہ ظرف بن گیا۔

☆ پیشانی پر نگاہ ڈالی وہ نقاش بن گیا۔

☆ گوش مبارک کو دیکھا وہ مقبول فی الانام ہو گیا۔

☆ سینہ بے کینہ کو دیکھا وہ دانا و احسان کرنے والا بن گیا۔

☆ ناک مبارک کو دیکھا وہ طیب و عطر ہوا۔

☆ ہونٹ مبارک کو دیکھا وہ وزیر بن گیا۔

☆ دہن شریف کو دیکھا وہ روزہ دار بن گیا۔

☆ دانتوں کی زیارت کی وہ حسین و جمیل ہوا۔

☆ زبان مبارک دیکھی وہ بادشاہوں کا سفیر ہوا۔

☆ خلق انور کو دیکھا وہ واعظ ناصح اور مؤذن بن گیا۔

☆ ریش مبارک کی زیارت کی وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوا۔

☆ گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر ہو گیا۔

☆ دست مبارک کو دیکھا وہ نجی بن گیا۔

☆ انگشت مبارک دیکھیں وہ خطاط اور خوشنویس ہوا۔

☆ شکم انور پر نگاہ ڈالی وہ صابر اور قناعت پیشہ بن گیا۔

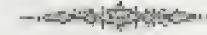
☆ کندھوں کو دیکھا وہ عابد و زاہد بن گیا۔

☆ پاؤں مبارک دیکھے وہ مہاجر بن گیا۔

☆ ناخن مبارک دیکھے وہ قاضی مفتی یانچ بن گیا۔

لیکن جن روحوں نے آپ کو بالکل نہ دیکھا وہ یہودی نصرانی مجوسی اور فراعنہ ہوئے حقیقت حال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ”جامع الدرر“ میں اسی طرح منقول ہے۔

(جامع المسخرات اردو میں ۱۳۲۱ء مطبوعہ لاہور)



احادیث مبارکہ.....

اولیت نورِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

(۱) نبی مکرم ہادی عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حوالہات: (۱) تفسیر نیشاپوری ج ۸ ص ۵۵ (۲) تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۳۸ (۳) تذوینی فیض الرسول

ص ۲۷ (۴) تفسیر عرکس البیان ج ۳ ص ۲۳۸ (۵) تفسیر حنبلی قاری ص ۱۳۹ (۶) ذرقانی شریف ج ۱ ص ۳۷

(۷) مدارج النبوت قاری ج ۲ ص ۲۸ (۸) بیان اسما و اسماء ابن الجوزی ص ۲۴ (۹) مطالع المسرات للفاہی

۱۔۔۔۔۔ مطالع المسرات میں علامہ قاضی نے اس حدیث نقل کی ہے کہ

قد قال الانشعری انہ تعالیٰ نوراً لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ من لعلۃ

نورہ والملائکۃ شہد تلك الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ

نوری ومن نوری خلق کل شیء۔

سید ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے نہ اور نوروں کی طرح اور نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی روح القدس اسی نور کی تابش ہے اور فرشتے ان نوروں کے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے اسی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ (فتاویٰ فیض

الرسول ص ۲۹ مطبوعہ شبیر برادرزاد لاہور جامع الاحادیث ج ۱ ص ۳۶۷ مطبوعہ شبیر برادرزاد لاہور)

دہلی میں دہلی ہندوؤں کے مسلمان پڑھانے والے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷ مطبوعہ کراچی

میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیثیں (یعنی اول ما خلق اللہ نوری اور لولائے لہما خلقت

الافلاک) کتب صحاح میں موجود نہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ”اول ما خلق اللہ نوری“ کو نقل کیا

ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم! ہندو رشید احمد گنگوہی۔ (۱۴۰۲ھ فتاویٰ فیض الرسول ص ۲۹ مطبوعہ شبیر برادرزاد لاہور)

ص ۲۷ (۱۰) شرح قصیدہ المانی ص ۳۵ (۱۱) معارج ملبوست ج ۱ ص ۳۳۱ کن اول
دیو بنوی کتب: (۱۲) معراج الوردہ شرح قصیدہ بردہ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۲۳ (۱۳) اشہاب
القب ص ۴۷ (۱۴) فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۷ (۱۵) نشر الطیب مولوی اشرف علی تھانوی ص
دہلی کتب: (۱۶) یک روزی مولوی اسماعیل دیوبلی ص (۱۷) اکرام محمدی ص ۳۶۸-۳۶۹ (۱۸) نبات
الحدیث ج ۳ ص ۳۲۲ نواب وحید الرحمن اہل حدیث (۱۹) احسن المواعظ ص ۲ مولوی محمد ابراہیم دیوبلی مطبوعہ
کتب خانہ رشیدیہ دیوبند علامہ ازیں (۲۰) المواعظ للحدیث ص (۲۱) تاریخ انیس ص
(۲۲) تاریخ انیس النجیل ص

(۲۳) مولوی مصصام وہابی اپنی سی حرفی میں رقمطراز ہیں کہ

کاف کن دیاں منزلاں پہلیاں کن چدوں میرے نبی دی کوئی ہوئی سی
رب لکھ چھڈ یا ختم مرسلان دا، مٹی آدم دی اچے نہ گوئی ہوئی سی
مصصام اوں مردہ زمین دے بھاگ جاگے تھو کی مدتوں پہلوں دی موئی ہوئی سی

(۲) حدیث جابر رضی اللہ عنہ

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قلت یا
رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه اللہ
تعالیٰ فیل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل
الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرۃ
حيث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم
ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا
قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق قسم
ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن
الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة
اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الكرسي
ومن الثالث باقی الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق

من الاول السموات من الثانی الارضین ومن الثالث الجنة
والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء..... الحدیث بطولہ۔

(۱) المواعظ للحدیث ج ۱ ص ۵۵ (۲) شرح مواہب لرد قانی ج ۱ ص ۵۵ (۳) مدارج النبوت
للحدیث دیوبلی ج ۲ ص ۲ (۴) تاریخ انیس للحدیث ج ۱ ص ۲۳ (۵) سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۷ (۶) مطالع
السر ص ۲۱۰ (۷) حجة الله على الخلق ص ۲۸ (۸) انوار الہدیہ ص ۹ (۹) تحفۃ المشہد ص ۱۰۰ (۱۰) فتاویٰ
حدیث ص ۵۱ (۱۱) الدرر النبیہ ص ۲ (۱۲) نشر الطیب ص ۸ (۱۳) جامع الاحادیث جلد پنجم ص ۳۶۶
(۱۴) الصفت لعبد الرزاق ج ۱ ص (۱۵) دلائل النبوة للعلی ص (۱۶) معارج النبوت ج ۱ ص ۳۳۹
(۱۷) حبیب اعظم ص ۲۳-۲۵

خیال رہے کہ امام عبد الرزاق، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام
احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے دادا استاذ ہیں۔
امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں متعدد احادیث کی روایت امام عبد الرزاق سے
بالواسطہ کی ہے تو کیا بخاری کے دادا استاذ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! مجھے بتا
دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟
فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے
تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت
الہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ،
فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن اور آدمی کچھ نہ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ
نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم،
دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کیے، پہلے
سے فرشتگان حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا
کیے، پھر چوتھے کے چار حصے کیے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین،

تیسرے سے بہشت و روزخ بنائے پھر چوتھے کے چارھے کیے (الی آخر اللہ یث) حدیث طویل ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوت میں غور و روایت فرمایا۔

اجلہ احمد دین مشائخ امام قسطلانی مواہب اللدیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرنی اور علامہ قاضی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیاربکری قمی اور شیخ محدث دہلوی مدارج النبوت میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تحدیل و استحوا فرماتے ہیں۔

(جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۲۶۷)

بالجملہ وہ تعلق اُمت بالقول کا منصب تجلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے تعلق علماء بالقول وہی عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔ (جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۲۶۷) علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی الحدیث اللدیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ورد بہ

۱۔ "من سورہ" حدیث مبارکہ میں لفظ "من سورہ" سے خالقین نور مصطفیٰ کو بڑی اذیت ہوتی ہے اور وہ کہا کرتے ہیں کہ اللہ کے نور سے نور کیسے ہو گئے کیا اس طرح اللہ کا نور کم نہ ہو فقیر ایک مقام پر تفسیر کے لیے گیا دیکھتا ہوں تو وہاں ایک دہائی مولوی نے میری تفسیر کے بعد صبح دس دیا اور کہا: اوگوا دیکھو اگر ایک گاؤں میں سے آدھا کلو کال لیا جائے تو باقی کتنی رہ جائے گی؟ لوگوں نے کہا: باقی آدھ کلو رہ جائے گی مولوی صاحب نے کہا: تو رات والے مولوی نے کہا: اللہ کے نور سے نبی کا نور پیدا ہوا تو کیا گنہم کی طرح اللہ کا نور کم نہ ہوا؟ خدا کی قدرت اسی کے سامعین میں سے آپ دیکھائی لے کہا: مولوی بن امیر سے دادا کے زمانہ میں ایک کنواں تھا لوگ اس سے پانی لیتے رہے پھر میرے باپ کے دور میں بھی پانی نکالتے رہے اب میرا دور ہے لوگ اسی طرح پانی بھرتے رہے جیسا کہ کنویں کا پانی ایک ہفتہ بھی کم نہ پڑا مولوی ایسا کیا اللہ کا نور ہمارے کنویں سے بھی کم تھا کہ نبی کا نور اس سے پیدا ہوا تو وہ کم نہ پڑ گیا؟ مولوی سے کوئی جواب نہ دیا اور اپنا سامنہ لے کر کھیلانی فنی ہنسنے لگا جیسا کہ کہادت ہے کہ کھیلانی پانی کھھانو ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الحدیث الصحیح۔

بے شک ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ

حدیث صحیح میں وارد ہوا۔ (جامع الاحادیث جلد ہفتم ص ۲۶۷)

(بقیہ حاشیہ) مولوی صادق سیالکوٹی دہلوی اپنی کتاب بحال مصطفیٰ میں لکھتا ہے کہ

بعض جاہل اور غالی حضور کے نور کو "نور من نور اللہ" کہتے ہیں یعنی حضور اللہ کے نور میں سے ہیں چنانچہ ایک موضوع حدیث بھی ہے کہ ہیں "انما من نور اللہ والخلق من نورہ" میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری صفت میرے نور سے ہے یہ حدیث کسی یہودی دشمن اسلام و رسول نے گھڑی ہوئی ہے تاکہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھ کر خود کو بت غفرائیت اور بلند و ازم کی راہ پر چلے گئیں تاریخ۔ (بحال مصطفیٰ ص ۱۳۶)

مکمل بات تو یہ کہ یہ احادیث موضوع نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے متعدد حوالوں سے اور تعلق علماء بالقول کے قانون سے ثابت کیا دوسری بات اکیا یہ تمام ائمہ جنہوں نے یہ حدیث اپنی کتب میں نقل کی ہے بقول مولوی صادق سیالکوٹی دہلوی کے یہودی اور دشمن اسلام و رسول ہیں ایک یہ مولوی اور اس کی منشی بھر فرقی (فرقہ) ہی مسلمان اور محبت اسلام و رسول ہے؟

میں کافر تو کافر سادے کافر ہیں

پورے ملک میں مؤمن یہی اکیلا ہے

ایسے ہی عالمت ڈائریش گستاخ اپنے کھنی کے متعلق ان کا اپنا مدوح شورش کا شعری کہتا ہے کہ

میں نہیں کہتا فلاں ابن فلاں گستاخ ہے

اس قبیلے کا ہر اک سر و جواں گستاخ ہے

مولوی صادق کے پیروکاروں سے بعد مولوی صادق کے فقیر کا سوال ہے کہ تانا؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ

السلام روح اللہ ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْنَاهُ بِإِنشَاءِ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَزَوْجِ

يَسَّةَ. (پ ۱۵۱: ۱۵۲)

"مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے

یہاں کی ایک روح"۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کے مطابق روح من روح اللہ ہیں کہ نہیں اگر تہجد را جواب لئی میں ہے

نور مقرر قرآن ہوا اگر اثبات میں ہے تو جنہیں نور من نور اللہ سے تکلیف کیوں اگر بقول قرآن عیسیٰ علیہ السلام کے

متعلق روح اللہ کا عقیدہ درست ہے تو حضور کے متعلق نور اللہ کا عقیدہ بھی درست ہے نہ کہ یہ یہودیوں نصرانیوں

ان احادیث مبارکہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور بطور مادہ تھا اور حضور کا نور اس مادہ کا حصہ یا ٹکڑا بلکہ مطلب یہ ہے کہ نور خدا کے فیض سے نور مصطفیٰ معرض وجود میں آیا جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر انطیب میں ذکر کیا اور اجل ائمہ نے اس کی یہی تشریح و توضیح فرمائی ہے چنانچہ صاحب جامع الاحادیث نے امام احمد رضا علی حضرت فاضل بریلوی سے یہی نقل فرمایا ہے: ”وہو هذا“

(بقیہ حاشیہ) دشمنان اسلام و رسول کا عقیدہ ہے بلکہ یہ قرآنی اور عثمانی رسول و نبی اسلام کا عقیدہ ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِ زُجُجًا (پ ۱۸ ص ۷۲)

”اور اس (آدم علیہ السلام) میں اپنی طرف کی روح چھوڑ کر“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام میں اپنی روح چھوڑ دی تو کیا اس سے اللہ کی روح کم ہو گئی؟ معاذ اللہ؟ اور کیا اس کی روح کے حصے ہو گئے؟ اور کیا آدم روح اللہ ہے؟ تو اگر آدم علیہ السلام روح اللہ بھی ہیں اور روح اللہ کم بھی نہ ہوئی اس کے حصے اور کوسے بھی نہ ہوئے قرآن اس پر شاہد عادل ہے تو حضور کو نور اللہ کہنے سے یہ سب کچھ کیونکر ہو جاتا ہے؟ یہ انتہاء تعصب رسالت اور عداوت محبوب علیہ السلام نہیں تو اور کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خالوا محبوب کا حق تھا یہی
مشق کے بدلے عداوت کیجئے

اور

وہ صیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر ہر
ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے

تو جس طرح ”حسن روحی“ ہو سکتا ہے اور ”روح منہ“ ہو سکتا ہے اسی طرح ”من نور اللہ“ بھی ہو سکتا ہے جس طرح حضرت یحییٰ روح اللہ ہیں اسی طرح حضور نور اللہ ہیں اور جس طرح یحییٰ روح اللہ اور آدم من روحی کہنے سے اللہ کی روح کا ٹکڑا ہونا ناممکن آتا اسی طرح حضور کو نور اللہ کہنے سے بھی اللہ کے نور کا ٹکڑا ہونا لازم نہیں آتا جو جواب تمہارا روح اللہ کے اثبات میں ہے وہی جواب ہمارا نور اللہ کے اثبات میں ہے اس مقام پر تمام علماء محدثین نے اللہ تعالیٰ کے نور کے فیض سے نور محمدی کی تخلیق کا بیان تحریر فرمایا ہے جس طرح سورج نور ہے اور اس کی روشنی تمام عالم میں پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے مگر یہ روشنی سورج کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ اس کے فیض کا اثر ہے اسی طرح حضور بھی خدا کی نور کے فیض کا اثر اور سراج نور ہے۔

شمع سے شمع روشن ہو جاتا ہے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس کی مثال میں کہا جاسکتا ہے لیکن اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر چمکی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں جو کہا جائے گا ہزاروں ہزار وجود پر ناقص و ناقص ہو گا پھر یہ کہ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی:

كَمِشْكُورَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (پ ۱۸ ص ۷۳)

”جیسے طاق کہ اس میں چراغ ہو۔“

کہاں چراغ قندیل اور کہاں نور رب جلیل یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو چمکی کہ

”نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا۔“

اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آ جاتا جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الہی کا کیا کہنا نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضروری نہیں چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے پھر کہاں وہ اور کہاں یہ علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کمال چاند کے برابر نورے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک نہیں پہنچیں گے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم! (جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۶۸)

..... سابقہ اوراق میں حدیث چار میں بیان ہو چکا ہے کہ چاند اور سورج حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئے وہاں ان چاند اور سورج کو نور مانتے ہیں مگر جس نور عظیم اور نور من نور اللہ سے یہ چاند اور سورج بہتے ہیں اس دائمی ستودہ صفات کو نور نہیں مانتے یہ عجیب منطقی ہے؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت کلامی ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

یہ جو مہر و مادہ ہے اطلاق آتا نور کا	بھیک خیرے نام کی ہے اور استجارہ نور کا
وضع واضح میں تری صورت ہے معنی نور کا	یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں نگہ نور کا
شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زہاچہ نور کا	تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

وجود نور مصطفیٰ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے

(۳) نبی کریم رؤف الرحیم درہم علیہ الخیرہ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

كنت نوراً بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام .
میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار
کے حضور ایک نور تھا۔

(۱) ۱۴۰۱ھ: باب اللہ فیہ ج ۱ ص ۱۶۹ (۲) زرقانی شریف ج ۱ ص ۳۹ (۳) جواہر النجار ص ۷۷ (۴) انوار محمدیہ

ص ۹ (۵) حیدر اللہ علی الطہرین ص ۳۱۶ (۶) تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰

۔ فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حضور علیہ السلام نبی تھے

(۴) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟

قال و آدم بين الروح والجسد . (عن شقيق بن ابي صالح عارضى الله عنه عن مبرة

الفرغ مني الله عنه)

(۱) جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۱ (۲) کنز العمال ج ۱ ص ۳۵۰ (۳) المعتمد رک الخاتم ج ۲ ص ۶۶۶-۶۰۹

(۴) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۲ (۵) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۹۰ (۶) اتحاف السادة المذہبی

ج ۱ ص ۳۵۳ (۷) تاریخ الکثیر للذہبی ج ۱ ص ۳۷۲ (۸) المعتمد العظمیٰ ج ۲ ص ۳۰۰

رسول الله صلى الله عليه وسلم سے عرض کیا گیا: حضور کے لیے نبوت کس وقت

ثابت ہوئی؟ فرمایا: جبکہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

نوٹ: ترمذی شریف صحاح ستہ میں ایک ممتاز مقام رکھنے والی کتاب ہے مگر

وہابی کے مطلب کی نہیں ہے ایک اور حدیث پاک میں سرکارِ دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ

جسے حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

(۵) اسی مکتوب عند اللہ فی ام الكتاب لخواجہ النہیں وان آدم

لمنجدل فی طہنتہ .

(۱) مستدام محمد بن فضل ج ۳ ص ۱۲۸ (۲) کنز العمال ج ۲ ص ۱۹۲۰

بے شک بالیقین میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا

اور نور آدم اپنی مٹی میں تھے۔

وہابی کہتا ہے کہ صرف لکھے تھے بالفعل نہ تھے تو اس بے عقل سے پوچھئے کہ لکھے تو

تمام نبی تھے پھر اس میں امام الانبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی تھی اس کی تائید وہ حدیث کرتی

ہے جو اس سے پہلے ہم نے بیان کر دی کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم روح و جسد

کے درمیان تھے تو اس حدیث میں بھی نبی تھے کہ آدم اپنی مٹی میں تھے کا مفہوم ظاہر و

باہر ہے اسی مفہوم کا اظہار مندرجہ ذیل حدیث پاک سے بھی ہوتا ہے۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرمایا: اے حبیب!

جعلتك اول النہیں خلقاً و آخرهم بعثاً وجعلتك فاتحاً

وخاتماً . (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰)

میں نے تمام نبیوں سے پہلا نبی آپ کو بنایا خلقت کے اعتبار سے اور ان

تمام کے آخر میں آپ کو مبعوث فرمایا اور میں نے آپ کو ہی افتتاح کرنے

والا اور اختتام کرنے والا بنایا۔

(۷) مدارج النبوت میں شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے نقل

فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جعلني فاتحاً وخاتماً . (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت کا افتتاح کرنے والا اور اختتام کرنے والا بنایا۔

۔۔۔ حافظ ابن کثیر بھی وہابیوں کے مدوح ہیں اور امام بھی حالانکہ وہابی غیر عقید ہیں۔

(۸) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت ازل النبیین فی الخلق و آخرہم فی البعث .

(۱) کنز العمال: ۲۸۱۲۰ (۲) دلائل النبوة لابی نعیم ج ۶ ص ۶ (۳) تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۵ ص ۸۴ (۴) الکامل لابن عدی بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۲۷ (۵) الاسرار المرفوعة لقاری ص ۱۵۲ (۶) البدایہ والنہایہ لابن کثیر دمشقی ج ۲ ص ۳۰۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب نبیوں کے بعد بھیجا گیا۔

(۹) عن قتادۃ رضی اللہ عنہ مرسلًا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت ازل الناس فی الخلق و آخرہم فی البعث . (۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۹۶ (۲) کنز العمال: ۳۱۹۱۶ (۳) الکامل لابن عدی بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۶۷

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلًا روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سب لوگوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

(۱۰) عن ابی قلابۃ رضی اللہ عنہ مرسلًا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثت فاتحًا و خاتمًا . (جمع الجوامع للسیوطی: ۷۷۰۹) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مرسلًا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھیجا گیا دریا کے رحمت کھولتا ہوا اور نبوت و رسالت ختم کرنا ہوا۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتح باب نبوت پہ روشن درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اور

قرون ہدی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند ہدی کا نکلا ہمارا نبی
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

اے جبریل! میں وہی ستارہ ہوں

(۱۱) ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبریل! ”کم عمروک“ آپ کی عمر کتنی ہے؟ عرض کیا: یہ تو مجھے خبر نہیں! اتنا جانتا ہوں کہ ایک نوری تار و ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اور غائب ہو جاتا تھا وہ میں نے ہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا ہے زمین و آسمان سے پہلے۔ فرمایا: ”واللہ انا ذلک الکوکب“ اللہ کی قسم اوہ تارا ہم ہی تھے۔ (روح البیان ج ۱۱)

بعض علماء نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عماد شریف سرکا کر سر مبارک دکھایا تو وہ تارا سر مبارک پر موجود تھا۔

(تفسیر فیضی مفصل ج ۱۱ ص ۷۴ سیرت علیہ جو اہر اجماع تاریخ کبیر بخاری)

(۱۲) جبریل سے بھی پہلے

صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت وجود عطا فرمایا تو مجھے افکار و ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا پھر مجھے پوچھا: ”من خلقتک“ (جبریل تھے

کس نے پیدا کیا ہے) میں نے عرض کیا: اے پروردگار! "من انت الواحد الفہار العزیز الجبار فی الیل والنہار وانا عبد الذلیل الخاضع المتقار" بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کا کوئی خطاب نہ کیا گیا، پھر دریافت فرمایا: "من خلقت ومن انسا" (جبریل تجھے کس نے پیدا کیا اور میں کون ہوں؟) میں نے کہا: اے پروردگار! "انت خالقہ ورازقی ومحبی وممیتہ ووارثی وانا عبد الضعیف المسکین المستکین" پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا اور مجھے پوچھا گیا: میں کون ہوں اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: "انت اللہ الخالق الباری وانا العبد العائد الخاضع الخاشع" پھر اللہ تعالیٰ سے فرمایا: جبریل! تم نے صحیح کہا، میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی: اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے؟ حکم ہوا: سامنے دیکھو! میں نے اس نور کے دائیں بائیں جنوب شمال نور کے ارد گرد چار ہالے دیکھے، میں نے دریافت کیا: یا اللہ! یہ نور کون ہے؟ اس کی ضیاءوں سے میری آنکھیں چندھیا کی جارہی ہیں فرمایا: یہ نور اس شخص کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے تمام فرشتوں اور دوسری مخلوقات کو صرف اسی کی برکت سے پیدا کروں گا اور اس کے وجودِ گرامی کو ان سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے عرشِ کبریٰ و قلمِ بہشت و دوزخ اسی ہستی کے طفیل وجود میں آئیں گے۔

حبیبی و صفی و نبی و سیرتی و خلقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم .

میں نے دریافت کیا: یا اللہ! یہ چار نور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا: آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابابکر صدیق اکبر ہیں بائیں طرف آپ کے مشیر عمر ابن الخطاب ہیں آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان ابن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں رضی اللہ عنہم۔

شمار افراد پس میں پیچھے کی جگہ حضرت عثمان بن عفان کی بیٹن کی گئی ہے اور سامنے حضرت علی المرتضیٰ تشریف فرما ہیں میں نے دریافت کیا: اے اللہ! یہ پانچ افراد کتنے برگزیدہ ہیں فرمایا: یہ میرے دوست ہوں گے جو ان کو دوست رکھے گا میں اس کو دوست رکھوں گا جو ان سے دشمنی رکھے گا میں ان سے دشمنی کروں گا ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ان کے دوستوں کو بہشت میں اپنی رضا دوں گا اور ان کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں اپنے قہر میں مبتلا کروں گا۔ واللہ المقتد من الصلال (سوانح النبوت جلد دوم ص ۲۵-۲۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ علیہ السلام روضہ لاہور)

نور نبی و اوس ویلے واحدوں زمیں اسماں دی نہیں سی
نہ سورج نہ چن نہ تارے اہے آن زمان دی نہیں سی
لوح قلم نہ عرش نہ کرسی اہے کون مکان دی نہیں سی
اعظم آدم حوا والا اہے نام نشان دی نہیں سی
ایک اور پنجابی شاعر فرماتے ہیں کہ

بس احدی یا فر احمد سی ایہ کل پیارا کل بنیاں
یاراں دیاں گلاں یار جانش آدم تے پیارا کل بنیاں

اس قدر دلائل سے حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ اَوَّل ہونا ثابت ہوا اور باقی مخلوقات کا آپ کے نور سے اور آپ کے نور میں نور اللہ ہونے کا ثبوت ملا آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز "بے دو جہاں تمہارے لیے" یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ایجادِ عالم اور سب کائنات ہونا ثابت کیا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم .

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد کائنات ہیں

بنے دو جہاں تمہارے لیے

(۱) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدرر العظیم فی مولد الکرم" کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے آدم! ہم نے تمہاری کنیت ابو محمد رکھی ہے۔

عرض کیا: یا اللہ! اس کی حکمت کیا ہے؟ فرمایا: اے آدم! اپنے سر کو اٹھائیے! جب انہوں نے سر کو اٹھایا تو پردہ عرش میں نور محمدی کو دیکھ کر عرض کیا: اے پروردگار عالم! یہ نور کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ تیری ذریت اور اولاد میں سے ایک عظیم نبی کا نور ہے جس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔

لولاہ لما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا۔

اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو میں تمہیں (بھی) پیدا نہ کرتا اور نہ کسی آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو۔

اس کی تائید دو روایت بھی کرتی ہے جسے امام حاکم نے روایت کیا کہ حضرت آدم نے عرش پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا تو پوچھا: یہ کون سی ہستی ہے؟

فرمایا: اے آدم! اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

(المواہب مع الزہد ج ۱ ص ۳۴)

(۲) ملا علی القاری دہلی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ یا محمد! لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار ولہی رواۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔

(۱) مشہدات کبیر ص ۵۹ (۲) مسند الفردوس الدینی (۳) کنز العمال ج ۱ ص ۳۳۱ (۴) انوار جمال

ص ۸۵-۱۶۹-۱۹۳

اے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ اگر

آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

گر ارض و سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ

اے یحییٰ! خود بھی (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم دو کہ ان میں سے جتنے لوگ ان کے ظہور کا زمانہ پائیں ان پر ایمان لائیں۔

فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔

(انھما نیکبرنی ج ۷ ص ۷)

اگر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور

..... امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وہ امام ہیں جنہوں نے متعدد مرتبہ بیداری میں امام الانبیاء و سنی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حالت بیداری میں بالمشافہہ مجتہز مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

(المیزان الکبریٰ ص ۳۳۳ مطبوعہ مصر)

نہ ہی جنت و دوزخ کو۔

امام حاکم نے اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۶۷۲)
(۴) بلکہ احادیث قدسیہ میں یہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا لَكَ لِمَا أَظْهَرْتَ الرُّبُوبِيَّةَ - (جواہر البحار)

اے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

(۱) کتبہات مجدد الف ثانی دفتر سوم کتاب ۱۳۲ (۲) عملہ الورد ص ۷۱ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

(۵) حدیث قدسی میں ارشادِ ربانی ہے کہ اے میرے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)!

لَوْلَا لَكَ لِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلاكَ -

اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

(۶) ایک اور مقام پر فرمایا:

لَوْلَا لَكَ يَا مُحَمَّدُ لِمَا خَلَقْتَ الْكَائِنَاتَ -

اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(۱) تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰ (۲) جواہر البحار ج ۳ ص ۲۹۹

(۷) ایک اور روایت میں یوں بھی ہے کہ

كُنْتَ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتَ اَنْ اَعْرِفَ فَخَلَقْتَ الْخَلْقَ فَخَلَقْتَ

محمداً - (۱) جواہر البحار ج ۳ ص ۲۳۶ (۲) موضوعات کبیر ص ۲۹۹

میں ایک مخفی اور سر بستہ خزانہ تھا مجھے اس امر سے محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے ظہور (یعنی محمد) کو پیدا کیا۔

یہ حدیث پاک معنی صحیح ہے۔

عاشقِ مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف علی گندیز رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ فرمادیا ہے

اپہ دھرتی نہ ہندی نہ اسان ہندا جے پیدا نہ عرشاں دامہمان ہندا

اپہ شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے نہ جنت نہ جنت دا سامان ہندا

اپہ جلوے اپہ منظر یہ نگیں نظارے محمدے ہونے تھیں ہوئے نیں سارے

جے پیدا نہ ہندے محمد پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہندا

(۸) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام سے فرمایا:

اَنْتَ نُوْرٌ نُّوْرِي وَ سِرٌّ سِرِّي وَ كَنْزٌ هِدَايَتِي وَ خِزْيَانٌ مَعْرِفَتِي

فَجَعَلْتُ لَكَ مَلَكِي مِنَ الْعَرْشِ اِلَى مَا تَحْتَ الثُّرَى (الہی ما

تَحْتَ الْاَرْضِيْنَ) كَلِمَةً يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَلْب رِضَاكَ يَا

محمد - (جلی النجین ص ۱۵۱)

آپ میرے نور کا نور ہیں میرے راز کا راز میری ہدایت کا مرکز میری

معرفت کا خزانہ ہیں میں نے عرش سے تحت الثریٰ یعنی فرش تک آپ پر

قربان کر دیا تمام (لوگ) میری رضا چاہتے ہیں اور میں اے محمد! آپ کی

رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(۹) اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو

فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ نُوْرِهِ ثُمَّ قَالَ كَوْنِي حَبِيبِي..... اَنْتَ عَشَقْتَنِيْ وَ اَنَا

عَشَقْتُكَ -

(۱) نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۱۸۷ (۲) المجالس رہنمائی ج ۳ ص ۲۵ (۳) مولد امروں ص ۱۲

پس اپنے نور سے ایک ٹھکی نور کی بھری اور اسے فرمایا: تو میرا حبیب ہو جا!

..... تو میرا عشق ہے اور میں تیرا عشق ہوں۔

جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا

حریم ناز سے پردہ اٹھانے کا خیال آیا

خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا
محمد مکملی والے کو بنانے کا خیال آیا

(۱۰) پھر نور محمدی کو فرمایا:

یا محمد انا وانت وما سواک خلقت لاجلک .

(۱) (نور جمال مصلیٰ ص ۱۲۵)

اے محمد! اس وقت میں ہوں اور آپ ہیں اور آپ کے سوا جو کچھ ہے میں
نے آپ کے لیے پیدا کیا ہے۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

سرکار علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی سے یہ اعزاز پا کر یوں سپاسنامہ عرض کیا:
اللہم انت وما انا وما سواک ترکک لاجلک .

اے مولا! تو ہی ہے میں نہیں ہوں میں نے تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب
کچھ تیرے لیے چھوڑ دیا۔ (۱) مکتوبات شریف جلد دوم ص ۹۶۰ (۲) شرح قصیدہ بردہ
خرپاتی ص ۷۱ (۳) تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۲ (۴) تفسیر احمدی ص ۲۲۹

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

جناب محمد برائے الہی

جناب الہی برائے محمد ﷺ

(۱۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ یقول:

خلقت الخلق لآخر فہم کرامتک ومنزلتک عندی لولاک ما

خلقت الدنیا . (تاریخ دمشق لابن عساکر بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے تمام مخلوق اس لیے بنائی کہ آپ کی
عزت اور آپ کا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں اور آپ نہ
ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنین و چنناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

(۱۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! صدقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا میری مغفرت فرما! رب العالمین نے فرمایا: تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے
پہچانا؟ عرض کیا: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں
اپنی روح ڈالی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا تھا: "لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" (جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں نے
جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے پیارا ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی ادعنی بحفہ فقد غفرت

لک ولو لا محمد ما خلقتک .

(۱) المسند رک الخیر ج ۲ ص ۶۷۲ (۲) الراکب المہج ج ۵ ص ۳۸۹ (۳) کنز العمال: ۲۲۱۲۸

ج ۱ ص ۳۵۵ (۴) البیہقی والبیہقی لابن کثیر ج ۸ ص ۸۱ (۵) تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۲ ص ۱۳۷

(۶) احادیث مستطی ص ۲۵۶ (۷) جامع الاحادیث ج ۵ ص ۳۶۰ (۸) التوسل الالہی ص ۱۰۶

اے آدم! تو نے سچ کہا، بے شک وہ مجھے تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب ہے

اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا

ہوں اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے (بھی) نہ پیدا کرتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نه آدم یافتے توبه نه لوح از غرق نھجا
(۱۳) سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سرکارِ ابد قرارِ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضورِ کارب فرماتا ہے:

بے شک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزیز ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ بے شک میں نے دنیا و اہل دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں۔
وَلَوْلَا مَا خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا لَوْلَا مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔

اور اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر بحوالہ جامع الاحادیث ج ۵ ص ۴۵۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمہ فرمایا کہ
ہے انہی کے دم قدم سے بارغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا اگر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو
اور۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان امیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ساڑھے تین لاکھ سال قبل
تخلیق نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں کہ

اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ قدرت نے خود بنایا تھا اور چالیس ہزار سال اپنی نگاہِ خاص میں رکھا (حضرت طینۃ آدم بیدہی اربعین صباحا) میں نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور چالیس ہزار سال اپنی نگاہ میں رکھا لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تین لاکھ پچاس ہزار سال پہلے اپنے نورِ احدیت سے پیدا فرمایا (اِنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْی)۔ (معارج النبوت ج ۱ ص ۲۲۹-۲۵۰ مطبوعہ مکتبہ نبویہ کالج بخش روزانہ پور)

اے آدم! اگر مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا

مزید فرماتے ہیں کہ

شرح تعرف میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سیدنا آدم (علیہ السلام) نے پایہ عرش پر کھڑے آتے آتے اللہ ﷻ دیکھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ ذہن و قلب میں مرتسم ہو گیا بہشت میں داخل ہوئے تو مشرق و مغرب درودِ یوازاں اشجار و ازھار غرضیکہ ہر طرف اسمِ محمدی جلوہ فرمایاں ہیں۔

ایک دن حضرت شیث علیہ السلام سے اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو نامِ محمد سے آراستہ نہ ہو حتیٰ کہ عرش و کرسی و لوح و قلم مدارج جنان منازل رضوان کو اسمِ محمد سے مزین پاتا ہوں۔

حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والدِ اکرم سے پوچھا: آیا آپ بلند مرتبت ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے مگر تیسری بار درپاخت کرنے پر فرمایا: بیٹا! محمد رسول اللہ کی تعریف میں میری ایک ہی بات یاد رکھ لو جو مجھے اللہ تعالیٰ نے

فرمائی ہے:

لَوْلَا كَلِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكُ وَلَا الدُّنْيَا وَلَا الْآخِرَةُ وَلَا السَّمَوَاتُ
وَلَا الْاَرْضُ وَلَا الْعَرْشُ وَلَا الْكُرْسِيُّ وَلَا اللَّوْحُ وَلَا الْقَلَمُ وَلَا
الْجَنَّةُ وَلَا النَّارُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتَكَ يَادَمُ .

(معارف النبوت جلد ثانی ص ۷۷ منقولہ مکتبہ خیریت بیچ بخش روزنامہ نور)

اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک، دنیا و آخرت، زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح و
قلم اور جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو
اسے آدم ایش تھے (بھی) پیدا نہ کرتا۔

اسے آدم! یہ اجرام فلکیہ و اجسام سفلیہ تو تمہاری خاطر بنائے گئے ہیں مگر تم
میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو (اگر محمد نہ ہوتے تو اے آدم! میں تمہیں پیدا
نہ کرتا)۔

ہم آئے یہاں تمہارے لیے انھیں بھی وہاں تمہارے لیے
دین میں زبان تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

نور مصطفیٰ علیہ الخیرۃ والصلوٰۃ جبین حضرت آدم علیہ السلام میں

صاحب معارج النبوت علامہ معین واعظ کا شفی تحریر فرماتے ہیں کہ

میر گازدونی میں کعب الاحبار کے حوالے سے یہ روایت لکھی گئی ہے کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام کے وجود منور کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصباح نور سے
ضیاء بخشی گئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی جبین
پر نور سے درخشاں ہو چنے لگا، حضرت آدم علیہ السلام اس نور کی بصیرت سے چیونٹی کے
قدموں کی آواز سن سکتے تھے آپ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی: یا اللہ! یہ دُعا
کیا ہے؟ فرمایا: یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کا زمزمہ ہے جو تمہارے خمیر میں ملایا گیا
تھا، وہ تمہارا فرزند ہوگا اور تم اس کے باپ۔

اے خوش حال آنچنان فرزند

کہ پدر را باو ست استلبار

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ نور محمدی کو اپنے مقام
سے اٹھا کر مغفرت و غفران کے دریا کی طرف رواں کیا گیا، پھر یہ نور پوری تابانیوں کے
ساتھ پانچ سو سال کی مسافت طے کر کے حضرت آدم کے پاس پہنچا۔

خواب سے بیدار ہوئے تو اس نور کی شعاعوں کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا گئیں
اور آنکھوں کا نور بے نور ہونے لگا، پوچھا: یا اللہ! یہ کیسا نور ہے جو ہر روشنی کو خیرہ کرتا جاتا
ہے؟ حکم ہوا: یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اس
کے رتبہ کو اعلیٰ علیین سے بلند تر کروں گا، اس کی امت سے اپنے بہشت کو بھر دوں گا، اس
کا کلام ساری دنیا سے فصیح ہوگا، اس پر قرآن نازل کروں گا جو کبھی موقوف نہ ہوگا۔

اس کے بعد ہر پیغمبر کے لیے کرسی بچھا دی گئی، ان کرسیوں میں سب سے اونچی کرسی
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دی گئی، حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے
نور کی ضیاء نکلتی اور ہر نبی کی اپنے لیے کرسی پر براجمان ہوتی جاتی۔

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی پر نور کی بارشیں ہونے لگیں تو حضرت
آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ستر ہزار شعاعیں اس کرسی پر نور سے ابھر رہی ہیں، ملائکہ
ملکوت ان انوار کی برکات سے نوازے جا رہے ہیں، آپ کا اسم گرامی عرشِ اعظم کے
پردوں پر منقش ہے ہر طرف سے مشک و عنبر کی خوش کن خوشبو کے جھوکے آرہے ہیں،
آسمان و زمین کی حرکتیں سرت و شادمانی کا گہوارہ بن گئی ہیں، ہر مخلوق سے یہ آواز آرہی
ہے کہ یہ نور سرور پیغمبر اس ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، آدم! تمہیں صد مبارک ہو کہ یہ نور مجسم
ہے۔ اے کہ بہت خوشحال ہے اس فرزند کا جس کی وجہ سے اس کے باپ کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ استلبار
باب استدلال ہے جس کا مطلب ہے: ظہور مطلب کرنا یعنی کہ حضور آدم علیہ السلام کے ایسے بلند مرتبہ فرزند ہیں کہ
آپ کی وجہ سے شان آدم کا ظہور مطلب ہو رہا ہے اور وہ ظہور پندہ پر ہو رہی ہے۔

تمہارے بیٹے ہوں گے۔

دربارِ خداوندی سے صدا آئی:

یہ بندہ میرا پسندیدہ اور حبیب ہے یہ دین حقیقت پر مبعوث ہوگا شفاعت کبریٰ کے اقتدار کا مالک ہوگا اور میرے خاص بندوں میں سے ہوگا وہ دنیا والوں کے لیے نور ہوگا جو اس نور کی اتباع کرے گا بہشت میں جگہ پائے گا آسمانوں پر اسے احمد کے نام سے پکارا جاتا ہے زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جائے گا مسندوں میں حاجی کے نام سے مشہور ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: یا اللہ! مسندوں میں آپ کا نام حاجی کیوں ہے؟ فرمایا: آپ کے وجود سے کفر و شرک کی سیاہیاں محو ہو جائیں گی آپ کا زمانہ قیامت کے قریب تر ہوگا اور وہ ذکر میں اول پیغمبروں ہوگا اور بعثت میں آخرین انبیاء ہو گا۔

کوئی پیغمبر آپ سے بلند رہے نہ ہوگا اور کوئی امت امت محمدیہ سے اعلیٰ نہ ہوگی میرے حبیب کی امت ہمیشہ پاک ہوگی اس کا نور آسمان و زمین کے درمیان ستاروں کے نور کی طرح درخشاں ہوگا۔ (معارج النبوت جلد دوم ص ۲۸-۲۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، مئج بخش روز لاہور)

اسی طرح دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام پر نور محمدی کو جلوہ گر کیا گیا وہ ایسا دکھائی دیا کہ اسے نورانی خلعت اور شرف و مجد کے لباس سے مزین فرما دیا گیا ہے وہ پیغام رسالت پہنچانے لگے اور اپنے ساتھیوں کو علم و حلم و رحمت و شفقت کا غور بناتے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی امت کے مہاجر و انصار اہل ارادہ و اختیار پر اللہ کے انعامات کی بارشیں ہوتی دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دائیں ہاتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بائیں ہاتھ اور باقی انبیاء کو خدمت میں کھڑے پایا اور حضور علیہ السلام کی تعظیم میں دست بستہ دیکھا تو انتہاء مسرت سے اسنے مسکرائے کہ مشرق و مغرب آپ کی مسکراہٹ کی نورانیت سے روشن ہو گیا نہایت خوشی سے عرض کی: یا اللہ! میرے لیے بس

اتنا ہی کافی ہے کہ آپ میری اولاد سے ہیں حضرت آدم نے یہ کہتے ہوئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح و نصرت کے لیے دعا کی اور آپ کے وجود پاک پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے اظہارِ افتخار کیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(معارج النبوت جلد دوم ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، مئج بخش روز لاہور)

خلیق نورِ مصطفیٰ تمام موجودات سے نو لاکھ سال پہلے ہوئی

علامہ کاظمی صاحب معارج النبوت تحریر فرماتے ہیں کہ اشرف المصطفیٰ میں ابو موسیٰ مدنی نے تحریر کیا ہے کہ

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات سے نو لاکھ سال پہلے تخلیق کیا گیا تھا اور اس کے سلسلہ میں فراشانِ قدرت نے قرب الہی میں مناسب مقام متعین کیا تھا اور وہ نور حسب مشیت ایزدی اس بساطِ عالم کے گرد مصروف طواف رہا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہا اس کے بعد بارگاہ رب الارباب سے سجدہ کا حکم ملا اور تین لاکھ سال اس جہان کے جس کا ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لیکن اس جہان کا ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہے اس سجدہ میں مصروف رہے اور دورانِ سجدہ ان الفاظ سے خالق و مالک کو یاد کرتے رہے۔

سبحان العلیم الذی لا یجھل سبحان العلیم الذی لا یجھل

سبحان الجواد الذی لا یجھل

جب خالق کائنات جل ذکرہ کی حکمت اس بات کی متفہمی ہوئی کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس خاکدانِ عالم سے کیا جائے تو اس نے اس نور سے ایک جوہر کو پیدا فرمایا اور اس کو اپنی نظر قدرت سے نوازا حق سبحانہ و تعالیٰ کی نظرِ حیت سے وہ جوہر پانی پانی ہو گیا اور ایک ہزار سال تک آنکھ کی تپکی کی طرح متحرک رہا اس کے بعد اس جوہر کو دس حصوں میں تقسیم کیا اور اس کی پہلی تقسیم سے عرش کو پیدا کیا اس کی مسافت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے چار لاکھ پائے بنائے اور ہر ایک پائے سے دوسرے تک

فاصلہ چار لاکھ سال کی مدت رکھی دوسرے حصہ سے قلم کو پیدا کیا جس کا طول پانچ سو سال کی راہ اور عرض چالیس سال کی راہ تھا۔

ایک روایت کے مطابق صد (۱۰۰) انبوب تھے اور ہر انبوب تقریباً پچاس سال کی مسافت کے برابر تھا اس کے بعد قلم کو شکم ہوا "انکسب" لکھنے قلم نے دریافت کیا: اے پروردگار! کیا لکھوں؟ خطاب ہوا: "علمی فی خلقی وما هو کائن الی یوم القیامۃ" مخلوق کے بارے میں میرا علم قیام قیامت تک ہونے والی باتوں کے بارے میں سب کچھ لکھ دے قلم نے پھر سوال کیا کہ ابتداء کہاں سے کروں؟ رب کریم نے فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے ابتداء کر قلم نے جب بسم اللہ لکھا نام الہی کی ہیبت سے اس کا قلم (قلم کا وہ باریک حصہ جس سے لکھا جاتا ہے) شق ہو گیا اور کئی سال اسی نمونہ کے عالم میں شقی پر پھیرا رہا۔

اس کے بعد "انہو حصن" کی کتابت سے مزید شق ہوا اور "رحیم" کی کتابت سے مزید انشاق پیدا ہوا اس کتابت اور وقفہ میں مزید نو سو سال کی مدت گزری اور یہ مدت جس کا حساب لگایا جا رہا ہے اس عالم دنیا سے متعلق نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ یہ مدت عالم آخرت کے حساب سے ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

۱۔ علامہ کاشانی کی یہ تخریر جامع ترمذی کی اس حدیث کی نہیں تخریر ہے جسے گستاخان رسالت بطور انکار اذیت نور مصطفیٰ پیش کیا کرتے ہیں کہ مرکا علیہ السلام نے فرمایا: "اول ما خلق اللہ القلم" سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ (جامع الترمذی) لہذا پہلے تو قلم کو پیدا کیا گیا ہے اور تم کہتے ہو کہ پہلے نور مصطفیٰ کو تخلیق کیا گیا ہے؟ اس کا جواب اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا کہ تم فرمادے: اے قلم! لکھ۔ عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو فرمایا: جو کچھ دو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ تو ہم عرض کرتے ہیں: وہ "مساکین" یعنی جو کچھ دو چکا تھا وہ کیا تھا؟ کیا ہر ہے کہ وہی نور مصطفیٰ تھا جس کی تخلیق اس سے قبل ہو چکی تھی۔ دوسرا عقیدہ اس حدیث پاک سے ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو علم ماکان وما کان الی یوم القیامت سب کا سب عطا فرمایا تھا جیسا تو فرمایا کہ جو کچھ ہوا وہی اور جو تا قیام قیامت ہوگا وہی لکھ تو ان بے عقل باہیوں سے کوئی بوجھ کر نور مصطفیٰ سے تحقیق شدہ قلم کو باری تعالیٰ علم ماکان وما یکان عطا فرما سکتا ہے تو اس محبوب کو کیوں نہیں عطا کر سکتا جس کے نور سے قلم بھی بنا۔ یہی بحث علامہ کاشانی تحریر فرما رہے ہیں۔

ایک اور روایت کے مطابق تحریر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے درمیان (تیسری کی روایت کے مطابق) ہزار سال ہزار ہا سال اور بعد میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی کتابت مکمل ہوئی اس لیے خالق عالم جل وعلا نے قسم سے یاد فرمایا۔
بسم اللہ کا ثواب

اپنے عزت و جلال کی قسم اگر اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرد ایک مرتبہ بسم اللہ تلاوت کرے تو اس کے نامہ اعمال میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اس کے بعد قلم کو شکم ہوا: لکھو

انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسول اللہ من استسلم بقضائی وصبر علی یلاتی وشکر علی نعمائی ورضی بحکمی کتبہ صدیقاً وبعثہ یوم القیامۃ مع الصدیقین ومن لم یستسلم ولم یصبر علی یلاتی ولم یشکر علی نعمائی ولم یرضی بحکمی فلیختر الہا سوائی .

بے شک میں میں ہی اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں جس نے میری قضاء کو تسلیم کیا اور میری بلا پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر کیا اور میرے حکم پر راضی ہوا میں اس کو (اپنا صدیق) دوست لکھوں گا اور قیامت کے دن اس کو صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے تسلیم نہ کیا (میری قضاء کو) اور صبر نہ کیا میری آزمائش میں اور شکر نہ کیا میری نعمتوں کا اور میرے حکم پر راضی نہ ہوا اسے چاہیے کہ میرے سوا (کوئی اور) معبود اختیار کر لے۔

اس کے بعد یہ حکم ملا کہ بارش کے قطرؤں زمین کے سنگریزوں، چٹروں کے پتوں اور بندوں کے رزق کے دانوں اور شب و روز کی تعداد لکھو اسی طرح قیامت تک پیش

آنے والے واقعات کی تعداد بھی لکھ ڈالو۔

قلم کو عظمت مصطفیٰ علیہ السلام کا صلہ

کتاب انظار میں لکھا ہے کہ جب قلم نے نام نامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تو بارگاہِ احدیت میں سرسبز ہو گیا اور ایک ہزار سالِ مجدہ میں پڑا رہا اس کے بعد سر اٹھایا اور بارگاہِ رسالت میں سلام کیا تو خالقِ عالم نے حضور علیہ السلام کی طرف سے سلام کا جواب دیجئے ہوئے فرمایا:

وعلیک السلام وعلیک منی الرحمة اوجبت لك رحمتی
ولمن صدق به وامن به .

اور تم پر سلام اور تجھ پر میری طرف سے رحمت واجب ہو چکی تیرے لیے
میری رحمت اور جس نے اس کی (حضور کی) تصدیق کی اور جو ایمان لایا
اس کے لیے بھی۔

اے قلم! تجھ پر سلامتی ہو اور تجھ پر میری جانب سے رحمت ہو تو نے اپنے لیے
جنت واجب کر لی۔ علاوہ ازیں جو حضور علیہ السلام کی تصدیق کرے اور ان پر ایمان
لائے اس کے لیے رحمت الہی مقرر ہوگی اس دن سے سلام کرنا سنت اور جواب سلام
فرض قرار دے دیا گیا۔

شرف المصطفیٰ کی تیسری روایت کی جانب رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
نور کے تیسرے حصہ سے لوح (حقیقی) کو پیدا کیا گیا، تفسیر تیسیر کے مطابق کہ لوح کو ایک
سفید موتی کے دانہ سے تخلیق فرمایا جس کے کنارے یا قوتِ سرخ کے تھے اس کا عرض
زمین سے آسمان تک کی مسافت کے مطابق مقرر فرمایا (طول کا اندازہ نہیں) اس کو یہ
خصوصیت عطا ہوئی کہ باری تعالیٰ روزانہ اس کو تین سو ساٹھ بار شرفِ رؤیت عطا فرماتا
تھا اس پر تحریر تھا:

یحییٰ میتا ویمیت حیا ویغنی فقیرا ویفقر غنیاً ویعز ذلیلاً

ویدل عزیزاً .

مردہ کو زندہ فرماتا ہے اور زندہ کو موت سے ہمکنار فرماتا ہے، فقیر کو مالدار اور
مالدار کو فقیر کرتا ہے ذلیل کو عزت عطا فرماتا ہے اور عزت والے کو ذلت کی
سزا عطا کرتا ہے۔

لوح کا اعلیٰ حصہ (بلند حصہ) عرشِ اعظم سے لگا ہوا ہے اور زیریں (نچلا) حصہ کو
ایک فرشتہ تھامے ہوئے ہے جو ہر کے چوتھے حصہ سے چاند اور پانچویں سے سورج کو
پیدا فرمایا۔ (معارف المنہوت جلد اول ص ۳۳۳ تا ۳۳۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ تیج بخش روڈ لاہور)

چھٹے حصہ سے بہشت کو پیدا فرمایا اور اس کو اولیاء کا مسکن اور اصفیاء کی منزل قرار دیا
اور جنت کو ان پانچ چیزوں سے آراستہ کیا: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، سخاوت نفس،
کبیرہ گناہوں سے اجتناب، قیام اور تجوذاً لہی۔

ساتویں حصہ سے دن کو پیدا فرمایا اسے دنیا والوں کی زندگی کے کاروبار کے لیے
وقف کر دیا۔

آٹھویں حصہ سے ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور ان میں مختلف گروہ بنائے اور انہیں اپنی
عبادت اور مومنین و مومنات کی طلبِ مغفرت کے لیے مقرر فرما دیا۔
نویں حصہ سے کرسی کو بنایا، آج۔

اور دسویں حصہ سے جسم محمدی کے نور کو پیدا فرمایا اور اس ذرہ سے وہ ذرہ خاکی مراد
ہے جس سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک بنا۔

ایک اور روایت کے مطابق دسویں حصہ سے حضور کے جسم کے نور کو پیدا فرمایا اور
اس کو عرشِ اعظم کے دائیں جانب جگہ عطا فرمائی اور اس کو چار ہزار سال تک اپنی عبادت
وریاست میں مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔

(معارف المنہوت جلد اول ص ۳۳۷ تا ۳۳۸)

ایک نفیس روایت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے بارے میں شیخ سعید گازرونی نے لکھا ہے کہ

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تخلیق ہوا تو عرش الہی کے نزدیک بحر رحمت میں ایک سفید مرغ کی شکل میں چار ہزار سال تک تیرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہمید میں ان الفاظ میں مشغول رہا:

سبحان العظیم الذی لا یجھل سبحان القدیم الذی لا یزال
سبحان الکرم الذی لا یبخل سبحان الحلیم الذی لا
یجھل .

جب نور مبارک بشری شکل میں جلوہ گر ہوا تو اس وقت آپ کے جسم مبارک پر چار ہزار ایک سو بیس ہل مبارک تھے ہر مونے مبارک سے ایک ایک قطرہ پانی نکلا اور اس سے ایک ایک نبی کا نور پیدا کیا گیا جس سے پیغمبروں کی ارواح پیدا کی گئیں۔ (حارج المات جلد اول ص ۳۸۸)

سب نبی نور محمد سے ہوئے ہیں پیدا
اسی دریا سے ہوئیں نہریں یہ جاری ساری

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

”بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا“

روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ خدائی اپنی ظاہر کروں تب سارے جہان سے پہلے نور مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کیا، پس وہ نور مثل ستون کے بلند ہوا اور چمکا اور اللہ پاک کو سجد کیا الحمد للہ الحمد للہ پڑھتا رہا تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس واسطے ہم نے تم کو پیدا کیا کہ شروع خلقت کی تم سے کروں گا اور خاتمہ پیغمبری

کا تم پر ہے اور بعد تمہارے کوئی نبی قیامت تک نہ ہوگا پھر حق تعالیٰ نے آپ کے نور سے لوح و قلم عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ اور چاند سورج اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا پھر قلم کو حکم دیا کہ عرش پر لکھ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ .

قلم نے جس وقت یہ کلمہ لکھا اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے ہزار برس تک جہدے میں پڑا رہا پھر جب ہوش میں آیا سراٹھا کر کہا: یا رب! محمد کون ہے؟ کہ جس کا نام تیرے نام کے بعد لکھا ہے ارشاد ہوا کہ اے قلم! ادب سے بول ادب سے قسم ہے اپنے جاہ و جلال کی انکس پیدا کیا میں نے جہان کو آلا بخاطر اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جب قلم نے یہ خطاب باعتبار سنا بہت سے پھٹ گیا اور بلند آواز سے پکارا:

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ .

(بہار غلط مولوی اشرف علی تھانوی ص ۳۸۸)

”قلم تو ذکر محبوب سن کر جذبات سے پھٹ گیا“ وہاں پہنچا: تمہارے جگر کیوں نہیں پھٹتے۔“

سبحان اللہ کیا انداز عشق رسالت تھا اور اس میں انداز حسن خطابت! اللہ اکبر فقیر سرور

تھانوی صاحب کے اس اقتباس سے مندرجہ ذیل اسوہ ثابت ہوئے:

(۱) سب سے اول اللہ تعالیٰ نے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق فرمایا

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمام مخلوقات کی ابتدا ہوئی

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے لوح، قلم، عرش، کرسی، بہشت، دوزخ، چاند

سورج اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا گیا

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شیشواہ خطابت حضرت علامہ صاحبزادہ الفنا رآمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر جب ان روایات کو بیان فرماتے کہ قلم حضور علیہ السلام کے فضل و محلات پر پھٹ گیا تو ایک جملہ فرماتے کہ سارا مجمع عشق رسالت سے ہرگز ہو کر عرش عرش کراہتا ہو فرمایا کرتے:

(۴) سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پیدا کیا گیا

(۵) قلم نے باوان بلند اُکھلوئے وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھا۔

مگر اس تعصب کا براہو کہ جس نے انہی کی روحانی اولاد سے یہ سب کچھ کفر و شرک و بدعت قرار دلوایا، گویا کہ مولوی اشرف علی تھانوی ہی اپنے روحانی فرزندوں کے فتووں کی زد میں آ گئے۔

ہم تو بڑے فسوس سے یہی کہیں گے کہ

یوں نہ نکلیں آپ بر چھٹی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اور اگر تاجدار بریلی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمادیا کہ

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا

بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

اور حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیں کہ۔

تو اصل وجود آمدی از غُثت

دگر ہرچہ موجود او فرع تست

اور حضرت جمیل قادری کہہ دیں کہ

میں وہ سخی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد

میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

تو کون سا گناہ ہو جاتا ہے حضرت تھانوی بھی تو یہی کچھ تحریر فرما رہے ہیں؟

اور یہ کہنا کہ "الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" بریلی کا درود ہے اور

مولانا احمد رضا کی ایجاد ہے کس حد تک درست ہے؟ جبکہ تھانوی صاحب کے مطابق یہ

درود عرش پر قلم کا درود ہے۔

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام

زینت عرش مطلق الصلوٰۃ والسلام

تھانوی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم سے یہ ارشاد فرمایا:

"اے قلم! ادب سے بول ادب سے قسم ہے اپنے جہاد و جلال کی! نہیں پیدا کیا میں

نے میں نے جہان کو اِلَّا بخاطر اپنے حبیب کی"۔ تو کوئی جرم نہیں ہے اور تاجدار بریلی

اگر فرمادیں کہ

زمین و زمان تمہارے لیے کہیں و مکاں تمہارے لیے

چنیں و چنان تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

وہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے انھیں بھی وہاں تمہارے لیے

تو قصر نجدیت و تھانویت و ہایت میں اتنا شدید زلزلہ کیوں برپا ہوتا ہے اور اس کی

بنیادیں کیوں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اور وہ دھڑام سے نیچے کیوں گرنے لگتا ہے، سچ ہے

میلاد رسول پر قصر ایللیت بھی تو لرزہ بر اندام ہوا تھا، اگر آل اہلبیس اپنے جد بزرگوار کی

یاد تازہ کر لے تو کیا عجب ہے؟

لیکن یہ امر بالکل حق ہے کہ جب تک غلامان رسالت موجود ہیں انشاء اللہ!

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا

خدا اہل سنت کو آباد رکھے نبی جی کا میلاد ہوتا رہے گا

میلاد پر خوشی نہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے، وہ بانی امام و مجدد کا ارشاد

مجدد ابوبابہ نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی رقمطراز ہیں، ملاحظہ ہوا وہ فرماتے

ہیں کہ

"جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا

حصول پر اس نعمت کے نکرے وہ مسلمان نہیں"۔

(اشادہ معمریہ سن مولد خیر البریہ نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی ص ۱۲)

فرمائیے وہابی صاحب! کیا آپ کی جماعت اہل حدیث کے مجدد نواب صاحب بہادر جناب صدیق الحسن بھوپالوی مشرک یا کافر یا بدعتی تو نہیں ہو گئے اور تم جو ہر وقت ان فتوؤں کا رخ غلامان رسالت کی طرف کر کے شرک و کفر و بدعت کے ہم برساتے رہتے ہو کہیں وہ سیدھے نواب صاحب پر تو نہیں برس رہے؟

اتنی نہ بڑھا پاکی دامان کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور

بڑے سیدھے بڑے سادھے کہیں کے
ذرا دھبے تو دیکھو آستین کے

وہابی صاحب! تم نے سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمانوں سے مناظرے مجادلے اور مباحث کے میدان جو گرم کر رکھے ہیں ذرا سنہیل کے آنا ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں اگر تم ہمیں نہ چھیڑتے تو شاید ہم بھی خاموش رہتے۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آمد مصطفیٰ (ﷺ) مرحبا مرحبا

جہنڈے لگانے کا ثبوت

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوت اور علامہ کاشفی نے معارج النبوت دیگر محققین اہل سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے کہ

بریدہ بن الحنصیب نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے نکل گئے ہیں اور قریش نے ان میں سے ہر ایک کے قتل یا قید کرنے پر سو

اونٹ دینے کا اعلان کیا ہے، طبع میں آ کر اس نے بھی اپنے قبیلے کے ستر سوار ساتھ لیے اور ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، بھاگ بھاگ چلا جا رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاملأ جب بریدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو سرکار نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بریدہ بن الحنصیب ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابو بکر! ہمارا کام خراب ہوا، پھر پوچھا: تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا: قبیلۃ اسلم سے ہوں، فرمایا: "اسلمنا" پھر پوچھا: کون سی قوم سے ہو؟ اس نے کہا: بنی سہم سے، فرمایا: "اخرج سہمک" تیرا تیرا نکل گیا، بریدہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شیریں گفتار سنی، حیران رہ گیا، اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں محمد ابن عبد اللہ خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہوں، بریدہ نے کہا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ" اور خلوص دل سے مسلمان ہو گیا اور وہ ستر سوار بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرف بہ اسلام ہو گئے، وہ رات بریدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری، علی الصبح عرض کیا: "جہنڈے کے بغیر مدینہ میں نہ جاسیے" پھر اس نے اپنی گچڑی کھولی اور نیزہ کے اوپر باندھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوا۔ (۱) معارج النبوت جلد سوم اردو ص ۲۲ (۲) مدارج النبوت جلد دوم اردو ص ۱۰۵ (۳) سیرت رحمۃ اللہ علیہ از قاضی سلیمان منصور پوری وہابی ج ۱ ص ۸۵ (۴) فیہ ما فیہ جلد سوم ص ۱۰۱ (۵) شواہد النبوت ص ۱۱۸ از علامہ جامی (۶) سیرت حنیفہ ج ۲ ص ۵۵

قاضی سلیمان منصور پوری وہابی

قاضی سلیمان منصور پوری وہابی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت رحمۃ اللہ علیہ میں اس واقعہ کو بڑے وجداً میزج ہر ایہ میں تحریر کیا ہے ملاحظہ ہوا! لکھتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یثرب کو جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں بریدہ اسلمی ملا یہ اپنی قوم کا سردار تھا، قریش نے آنحضرت کی گرفتاری پر ایک سواونٹ کا انعام مشتہر کیا تھا اور بریدہ اسی انعام کے لالچ سے آنحضرت کی تلاش میں نکلا تھا، جب نبی (صلعم) کے

سامنے ہوا اور حضور سے ہمکلام ہونے کا موقع بھی ملا تو بریدہ دختر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا، اپنی پگڑی اتار کر نیزہ پر باندھ لی، جس کا سفید پھر برابو میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا کہ اس کا بادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدالت و انصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لارہا ہے۔

(سیرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول ص ۸۵ مطبوعہ پروگریسو بک ڈپوٹرو بازدارا اور)

عہدِ نبویؐ کا ماحول بالاسے بالخصوص قاضی صاحب کے اقتباس سے یہ واضح ہوا کہ

- (۱) نبی کریم علیہ السلام کی آمد پر صحابی رسول نے جھنڈا لہرایا۔
- (۲) بشارت (خوشخبری) بھی دی کہ اس کا بادشاہ، تشریف لارہا ہے۔
- (۳) ستر آدمیوں کا جلوس بھی نکالا جو کہ مدینہ منورہ میں آمد کی خوشی کا اظہار تھا۔
- (۴) سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی طرف سے ایسا کرنے کا کوئی حکم بھی ثابت نہیں بغیر کسی حکم کے یہ سب کچھ کیا۔

(۵) نبی کریم علیہ السلام نے منع بھی فرمایا اور جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے ہو اور آقا اس سے منع نہ فرمائیں، دوست تقریری ہوا کرتا ہے جس پر وہابیوں کا بھی اتفاق ہے۔

(۶) سنت کو بدعت کہنا سراسر جہالت اور شرعی اصولوں سے ناواقفیت و ہمت دھری کی دلیل ہے۔

(۷) قاضی وہابی نے بھی بخاری کو چھوڑ کر سیرت کی کتابوں سے یہ واقعہ نوٹ کیا ہے کیا قاضی صاحب بھی قابل مواخذہ ہیں؟

(۸) کیا صحابی بھی بدعتی ہو گئے معذرتاً! جبکہ فرمانِ رسول ہے کہ ”اصحابی کانتجوم باہم اقتدیتم اقتدیتم“۔ (مشکوٰۃ)

(۹) ثابت ہوا کہ جب اپنی پارٹی کا قائد آتا ہو تو جھنڈے لہرانے کی سنت ہے۔

(۱۰) جھنڈا لہرانے خوشی کی علامت ہے۔

تلك عشرة كاملة .

یہ ایک امر واقع ہے

یہ امر واقع ہے کہ جب بھی کسی پارٹی کے قائدین آتے ہیں تو بلا تفریق سنی وہابی

و یونہی

جلوس بھی نکالا جاتا ہے

راستے بھی سجائے جاتے ہیں

لائٹنگ بھی کی جاتی ہے

جھنڈے بھی لہرائے جاتے ہیں

مٹھائیاں بھی ہانپی جاتی ہیں

ہر پارٹی اپنے قائد کے لیے یہ سب اہتمام کرتی رہی ہے اور کرتی رہتی ہے۔

انفس اس امر پر ہے کہ اس وقت کوئی فتویٰ گردش میں نہیں آتا اور سب کچھ بلا شرائط جائز ہوتا ہے مگر جب تاجدارِ لولاک حبیب رب کائنات باعث تخلیق کون و مکان، جلوہ نورِ اول کے ظہور کا دن آئے اور حضور علیہ السلام کی پارٹی کے لوگ یہ سب اہتمام کریں تو فتووں کی مشینیں سراپا حرکت ہو جاتی ہیں اور دن رات شرک کے بم بدعت کے گولے اور کفر کے گرنیزہ برستے رہتے ہیں۔

کسی گستاخ رسول کے ہاں کوئی گستاخ ابنِ گستاخ پیدا ہو تو یہ سب کچھ جائز بلکہ ہر سال اس کی سالگرہ منا کر یہ تمام حرکات جائز اور جب باعث تخلیق کائنات کا یوم ولادت آئے تو ناجائز شرک، بدعت اور کفر۔ (فعوذ باللہ من هذه الخرافات)

تمہارے ہو بچے تو خوشیاں منائیں

خوشی سے یہ جھومیں پھیلیں نہ سائیں

نبی جی کا جب یوم میلاد آئے

تو بدعت کے فتوے تمہیں یاد آئیں

ہمیں آج تک اس منطق کی سمجھ نہیں آ سکی کہ آخر یہ سب فتوے وہابی مولویوں قاضیوں اور وہابی عوام الناس کے لیے کیوں نہیں اور صرف والی کائنات علیہ السلام اور ان کے غلاموں کے لیے کیوں ہیں؟ جبکہ یہ جھنڈے شب و لادت خود حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر لگوائے جسے وہابیوں نے اپنی کتابوں میں بڑے ترک و احتشام سے درج کیا ہے

ملاحظہ ہو! مولوی صدیق الحسن وہابی بھوپالوی لکھتے ہیں:

مولوی صدیق الحسن بھوپالوی اور میلاد کے جھنڈے

حضرت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ والدہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا تین علم دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک پشت کعبہ پر۔ (اشاعت احمدیہ سن مولد خیر میری ص ۹-۱۳-۱۴ از اب مدنی الحسن بھوپالوی)

علاوہ ازیں یہی روایت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حکیم الامت بیماران دیوبند نے نشر الطیب میں نقل کی ہے اور اکابرین امت کے محدثین نے اس روایت کو اپنی اپنی تصانیف کی زینت بنایا ہے عربی عبارت یوں ہے کہ

روایت ثلاثة اعلام مضروبات علماً بالمشرق و علماً بالمغرب و علماً علی ظهر الکعبة .

شب و لادت پر تین جھنڈے اللہ نے لگوائے

میں نے تین جھنڈے لگے دیکھے: (۱) ایک مشرق میں (۲) ایک مغرب میں (۳) اور ایک کعبہ کی پشت پر۔

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ کچھ یوں بھی ہیں کہ

نصب علم بالمشرق و علم بالمغرب و علم علی ظهر الکعبة .

تین جھنڈے لگادیے گئے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ

اللہ کی چھت پر۔

(۱) بیان اسناد النبی صلی اللہ علیہ وسلم از محدث ابن جوزی ص ۵۱ (۲) انصاف اکبری از امام سید علی ج ص ۳۸ (۳) مولد العروس از محدث ابن الجوزی ص ۷۱ (۴) معارج النبوت از علامہ کاشفی ج ۱ ص ۱۶ (۵) مدارج النبوت از شیخ محقق دہلوی ج ۲ ص ۱۶ (۶) شواہد النبوت از علامہ جانی اردو ص ۵۵ مطبوعہ ۱۴۰۲ (۷) المصابہ للحدیث ج ۱ ص ۱۱۳ (۸) نسیم الربیع شرح شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۷۵ (۹) ثبت ہند از شیخ محقق دہلوی ص ۲۹۱ (۱۰) حجة اللہ علی العالمین از امام بیہقی ص (۱۱) التعلیقات احمدیہ از مولوی صدیق الحسن بھوپالوی دہلی ص ۱۲ (۱۲) نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی ص (۱۳) الطیب القلم از علامہ علامہ رسول رضوی شارح بخاری ص ۲۵ (۱۴) انوار جمال مصطفیٰ از علامہ قسطنطینی خان ص ۱۰۳

جبریل امین نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا

تا عرش اُڑا پھر پرا صبح شب و لادت

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت مصطفیٰ علیہ السلام

رئیت الجماعة قد نزلوا من السماء ومعهم ثلاثة اعلام .

میں نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو آسمان سے اتری اور ان کے پاس تین جھنڈے تھے مزید فرماتی ہیں کہ

وعلمنا علی سطح الداری وعلما علی ظهر الکعبة وعلما

علی بیت المقدس .

(ان فرشتوں نے) ایک جھنڈا میرے مکان کی چھت پر دوسرا جھنڈا کعبہ

اللہ کی چھت پر اور تیسرا جھنڈا بیت المقدس پر (لگادیا)۔

(۱۵) نزہۃ النجس ج ۱ ص (۱۶) انصاف اکبری علی العالم ص ۸۱

۱۔ میں حیران ہوں کہ ان تمام اکابرین امت کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ روایت بخاری میں نہیں ہے لہذا اسمائے نقل نہ کریں یا یہ شریک و بدعت و کفر یہ عقائد ہیں معذ اللہ انہیں اپنی کتابوں میں جگہ نہ دی گئی و تمام انہوں سے ہے نیاز حضور علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہو کر نقل کرتے چلے آئے۔ (سمان اللہ سبحان اللہ)

شرک کی برائیوں کو دنیا سے دور کر کے دین کے کاموں میں غوص پیدا کریں گے ان کے قلعین اہل تقویٰ و مغفرت ہوں گے اور تمام نیکیاں اور اعمال خیر ان کی طرف منسوب ہوں گے اور اللہ کا نام لیے بغیر کوئی چیز نہ کھائیں اور پیئیں گے اچھائیوں کا حکم دے کر برائیوں سے روکیں گے نیکیوں میں سہقت کریں گے غریبوں اور مسکینوں پر شفقت اور رحم فرمائیں گے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور یہی صفات جو ان میں اور ان کے قلعین میں ہوں گی ہمارے لیے مصیبت و اذیت کا سبب نہیں گی۔ (مناہج الملوک جلد اول اردو ص ۷۳۳-۷۳۴)

وہابی اسی ہی اذیت جس نے شیطان کو اس وقت بھی پریشان کیے رکھا آج بھی پریشان کیے ہوئے ہے اس لیے وہ میلاد النبی پر اس وقت بھی مایوس و ناخوش تھا آج بھی اسی طرح مایوس و ناخوش ہے اور تا قیام قیامت رہے گا۔

بروز جمعہ کا خود سرکار علیہ السلام کے دست کرم میں بھی ہوگا الہدیت

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میدان محشر ہوگا خطیب عرصہ محشر جنوہ افراد ہوں گے نفسی نفسی کا عالم ہوگا تاج کی زمین ہوگی سوانیزے پہ سورج ہوگا ہر شخص سینے سے شراور ہوگا پچاس ہزار سال کی طوالت کا دن ہوگا داؤد علیہ السلام سورۃ الرحمن کی تلاوت کرتے ہوں گے نسل انسانی اپنی شفاعت کے لیے بے یار و مددگار گھوم رہی ہوگی جبکہ کل چار گھنٹے میں حساب و کتاب ہوگا اور باقی تمام عرصہ محبوب کریم علیہ اخیہ و التسلیم کی نعت خوانی ہو رہی ہوگی۔

یوم قیامت شاء مصطفیٰ کا دن ہے

مفسر شہیر محدث بے نظیر حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان بھگتانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ

”قیامت کا حساب صرف چار گھنٹے میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح خوانی میں صرف ہوگا رب فرماتا ہے: ”عَسَىٰ اَنْ يَّجْعَلَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْصُودًا“ (۷۹:۷) قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنز الایمان)

”خدا تعالیٰ خود حضور کی حمد فرمائے آپ کی حمد کا اعلان کرے۔“

(مرآت شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۲)

تو اس یوم قیامت میلاد کی محفل میں جھنڈا خود محبوب کریم علیہ السلام کے دست کرم میں ہوگا سرکار ارشاد فرماتے ہیں کہ

انما سبب ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبیدی لو آء الحمد ولا فخر وما من نبی يومئذ آدم ومن سواه الا تحت يوم القيامة لوائی الی۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ مرآت شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۱)

”قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں“ فخر یہ نہیں کہتا میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا فخر یہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مرقات ابن ماجہ احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ سرکار نے فرمایا:

”قیامت کے دن حمد کا جھنڈا ہمارے دست کرم میں ہوگا“ حضرت آدم اور ان کے سوا سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہوں گے ہم یہ فخر یہ نہیں کہتے۔“

دہا ہوا بتاؤ جس جھنڈے سے تمہیں بدعت یاد آتی ہے قیامت کے پر خطر میدان میں تم اس جھنڈے کے نیچے جانے کی خواہش کرتے ہو کہ نہیں؟

اگر کرتے ہو تو بدعت کہنا چھوڑو..... اگر نہیں رکھتے ہو تو بتاؤ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہو

اگر جنتی بھی بنتے ہو اور لواء الحمد کے نیچے بھی رہنا چاہتے ہو اور بدعت بھی کہتے ہو تو پھر سن لو بقول حضرت افتخار ملت ۔

اوہنوں کدی نہ مانی مل دا جہزا دوواں تہراں دا سا نچھا
اکو ای پاسہ رہندا ہیرے یا کھیرے یا رانچھا
اس لیے میرا یہ تمہیں عظیم مشورہ ہے کہ ۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ کسی خوشی کے موقع پر اعلان خوشخبری کرنے کے لیے جہنڈا نصب کرنا اور اپنی قیادت کی عظمت کا اظہار جہنڈے لگا کر کرنا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضور نے فتح خیبر کی خوشخبری جہنڈے سے دی

ملاحظہ ہوا خیبر کے موقع پر سرکار نے آنے والی کل کو فتح خیبر ہونے کی خوشخبری کا جہنڈا خود حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اور خوشخبری دیتے ہوئے کل کی فتح کی خبر بھی دی اور وہاں یہ ہے بھی بخاری شریف کی معتبر روایت کہ حضرت بھل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال يوم خيبر لا عطين هذه
الراية غدا رجلا يفتح والله علي يديه ۔

(۱) بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵ (۲) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۹ (۳) جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۳

(۴) مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ (۵) المسماة از حضرت شیخ محقق دہلوی ج ۳ ص ۲۱۳ (۶) مظاہر حق ج ۵

ص ۶۶۳ (۷) انصاف النہری عربی ص ۸ (۸) سرائے شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۳۵ مطبوعہ لاہور

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل میں یہ جہنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔“

فرمائیے وہابی صاحب! کیا خوشخبری پر جہنڈا نصب کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور غور کیجئے کہ فتح دے اللہ تعالیٰ اور دے بھی مولائے کائنات شیر خدا تا جہا در ظل اقی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ پر اور اس کی خوشخبری دیں امام الانبیاء سید المرسلین قائد الغر المحجلین صلی اللہ علیہ وسلم اور جہنڈا بھی عنایت فرمائیں تو اگر انہی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آمد ہو اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے فرمائے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (پ ۳ آل عمران: ۱۷۳)

”البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بہت بڑا احسان فرمایا جب ان میں رسول مبعوث فرمایا۔“

اللہ تعالیٰ احسان جتنا کر محبوب کی آمد کی خوشخبری بھی عطا فرمائے اور وہ خوشخبری بیان بھی بلسان محبوب کریم قرآن کریم میں ہو اور پھر شب ولادت جہنڈے بھی لگوائے اور ان مؤمنین کو جن پر احسان جتنا یا حکم بھی فرمائے کہ اے محبوب! ان سے فرما دیجئے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (پ ۱۱ انس: ۵۸)

”اللہ کا فضل اور اس کی رحمت (ملنے پر) انہیں چاہیے کہ یہ خوشی منائیں اور وہ (ان کا خوشی منانا) بہتر ہے اس سے جو کہ یہ جمع کرتے ہیں۔“

تو سنت اللہ کے مطابق اگر ہم جہنڈے جہنڈیاں لگا کر لوگوں کو آمد محبوب کی خوشخبری دیں تو بدعت و کفر و شرک کے فتوے کیوں؟

فتوے نہ دو بلکہ سنت اللہ کے مطابق خوشخبری سناؤ اور جہنڈے لگاؤ!

۱۔..... افتخار ملت شہنشاہ خطابت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ

”رب نے جہنڈے لائے میں ثبوت دینا ہے میں ثبوت نہ دیاں گھنڈا گھر کھڑا کر کے گولی مارا تے ہے میں ثبوت دے دیاں تے تھی جہنڈی توں دی لائے جہنڈوں رب نے جہنڈے لائے میں تے جیوں جہنڈیاں لاندیاں پڑ پڑی آ۔“

نغمہ صل علی کی دھوم ہے

وچند میں سارا زمانہ آ گیا

پرچم شان رسالت ہے بلند

کفر کو گردن جھکانا آ گیا

عید نبوی کا زمانہ آ گیا

لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا

شب ولادت لائٹنگ خود ذات باری تعالیٰ نے کروائی

ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ و دیگر کتب سیرت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ (رضی اللہ

عنہا) فرماتی ہیں:

انہا شهدت ولادة آمنة ابنت وھب أم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وکان ذلك لیل ولدته قالت

فما شئ انظر الیہ من البیت الا نور انی لانظر الی النجوم

تدنوا حتی انی لاقول لیقعن الی .

(اسیرۃ اعلیہ ج ۱ ص ۱۵۱ البدایہ النہایہ ج ۲ ص ۶۶ مطبوعہ مکتبہ دار الفکر بیروت)

جس شب مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی

میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی

میں نے دیکھا کہ کعبہ کی کوئی شئی ایسی نہ تھی جو روشن نہ ہوئی ہو (سارا بیت

اللہ منور ہو گیا اور لائٹوں سے بھر پور ہو گیا) اور ستارے زمین کے اٹنے

قریب آ گئے کہ میں کہتی تھی کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب انصاف الکبریٰ

شریف میں اس روایت کو تھوڑے سے تغیر سے یوں نقل فرمایا کہ

قالت فما شئ انظر الیہ فی البیت الا نور وانی لانظر الی

النجوم تدنوا حتی لاقول لیقعن الی فما وضعت خرج منها

نور اضاء له البیت والدار حتی جعلت لا اری الا نورا .

(انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳ فقرہ طیب فتاویٰ ص ۲۳ سیرت مصطفیٰ ص ۱۶۲ از ابراہیم ہریریا کوفی دہلی)

میں نے اس وقت جس چیز کو بھی دیکھا اسے نور ہی نور پایا میں نے دیکھا کہ

ستارے قریب آتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ یہ مجھ پر گر پڑیں

گئے پس جب حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

جنم دیا تو ان سے نور نکلا جس سے گھر اور سب درو دیوار منور ہو گئے حتیٰ کہ ہر

طرف نور ہی نور دکھائی دینے لگا۔

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ

خرج منی نور اضاءت له قصور الشام والبصری .

مجھ سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے شام اور بصری کے محلات روشن ہو

گئے۔

(۱) مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۶ (۲) مدارج النبوت ج ۳ ص (۳) انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۲

(۴) الوفا ج ۱ ص ۸۵ (۵) مواہب اللدیہ ص ۱۲۰ (۶) نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۷۶ (۷) اشاعت المعبر بہ ص ۱۰

نواب صدیق حسن بھوپالوی دہلی (۸) سیرت مصطفیٰ ص ۱۶۲ از ابراہیم ہریریا کوفی دہلی (۹) دہلی مصطفیٰ ص ۱

از مولوی صادق سیال کوفی دہلی (۱۰) الرحق الختم ص ۱۰۱ (۱۱) مختصر سیرت رسول از عبد اللہ بن محمد ابن عبد الوہاب

نجدی ص ۱۲ (۱۲) سیرت حلبیہ ص ۹۱ (۱۳) سولہ العرس ص ۲۵ (۱۴) الدر المنجم ص ۹۰ (۱۵) مشکوٰۃ

ص ۵۱۲ (و دیگر کتب تبخیر الفاظ)

کیوں جی وہابی صاحب!

بیت اللہ کس کا گھر ہے؟ اس میں یہ چراغاں اور لائٹنگ کس نے شب ولادت کی؟

کیا آپ کے گھر میں بلا اجازت کوئی دوسرا لائٹنگ کر سکتا ہے؟

معلوم ہوا! جبکہ بیت اللہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا گھر ہے تو اپنے گھر میں شب ولادت لائٹنگ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی کروائی اور صرف اپنے گھر میں ہی نہیں بلکہ اس ساری کائنات میں ایسی لائٹنگ کروائی کہ شام اور بھری کے محلات سیدہ آمد کو نظر آنے لگے۔

نور اندر نور باہر ہر سمت پھیلا نور ہے
بلکہ یوں کہئے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

گویا کہ ہم تو لائٹنگ اپنی اپنی بساط کے مطابق کرتے ہیں مگر ماں وہابی اس پر فتویٰ ہائے بدعت و کفر و شرک دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ لائٹنگ اپنی قدرت کے مطابق فرمائی اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس لائٹنگ سے منور ہو گیا۔

در اصل ذات باری تعالیٰ نے جھنڈے لگا کر لائٹنگ فرما کر ایک دقیق بات سبھا دی کہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ ایسا کرنے والے کون ہیں اور میرے محبوب سے ان کا کیا تعلق خاطر ہے؟

آپ نے کیا یہ ملاحظہ نہیں کیا کہ

اگر نو از شریف نے آنا ہو تو جھنڈے اس کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں اس کے کارکن کرتے ہیں۔

اگر زرداری صاحب نے آنا ہو تو جھنڈے اس کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں اس کے کارکن کرتے ہیں۔

اور جب مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آمد ہو تو جھنڈے ان کی پارٹی لگاتی ہے اور چراغاں ان کے کارکن کرتے ہیں۔ مسکد واضح فرمادیا کہ غور سے دیکھو!

جھنڈے لگائے والے کس کے کارکن ہیں؟ اور کفر و شرک و بدعت کہنے والے کس کے کارکن ہیں؟ چراغاں کرنے والی کس کی پارٹی ہے؟ اور اس پر جلنے جلانے والی کس کی پارٹی ہے؟

مسلم لگ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ بیچلز پارٹی کے قائد کی آمد پر جھنڈے لگائے یا چراغاں کرے اور بیچلز پارٹی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مسلم لگی قیادت کے آنے پر جھنڈے لگائے اور چراغاں کرے اسی طرح ابلیسی پارٹی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مصطفوی قیادت کے آنے پر جھنڈے لگائے اور چراغاں کرے بلکہ ان کا قائد تو میلاد النبی کے موقع پر روتا اور سر ہینٹا تھا ملاحظہ ہوا!

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر شیطان نے واویلا کیا

علامہ ابوالقاسم سبکی لکھتے ہیں کہ

ان ابلیس لعنہ اللہ ون اربع رنات رنة حین لعن رنة حین اھبط
ورنة حین ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورنة حین
انزلت لماتحة الكتب۔

(۱) رخص الاف جلد اول ص ۸۱ (۲) الہدایۃ النبیاء لابی بکر جلد دوم ص ۲۶۷-۲۶۹

غیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ
ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا کیلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا
گیا دوسری مرتبہ جب اس کو بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا تیسری مرتبہ جب
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور چوتھی مرتبہ جب سورۃ فاتحہ
نازل ہوئی۔ (غیاء النبی جلد دوم ص ۵۶ از غیاء الامت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

پتا چلا! شب ولادت ایک پارٹی خوشیاں منا رہی تھی اور ایک پارٹی سر پیٹ پیٹ کر
واویلا کرنے میں مصروف تھی۔ نامور مورخ اسلام خالق ترائیہ پاکستان ابوالاثر محمد حفیظ
جالدھری مرحوم نے اسی بات کو بیان کرتے ہوئے اپنی منظوم تاریخ اسلام ”شاہنامہ
اسلام“ میں ارشاد فرمایا کہ

جہاں میں جشن صبح عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان بیٹھا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

حضور علیہ السلام کے خدام ملائکہ کرام جھنڈے لگا رہے تھے چڑھائیں کر رہے تھے اور شیطان کے غلام سر پیٹ رہے تھے اور رونے دھونے میں مصروف تھے یہ ہے غلامانِ رسالت کا نرا انداز اور دشمنانِ مصطفیٰ کا بھونڈا طریقہ۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

سبب اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

ہم غلامانِ رسول اس جشن کو عید کے طور پر مناتے ہیں اور گستاخانِ رسالت یومِ سیاہ کے طور پر اور وہ ہم سے کہا کرتے ہیں کہ

”اسلام میں تو دو ہی عیدیں ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ، تیسری عید کا تصور اسلام میں نہیں، یہ تو ان بریلویوں کی بدعت ہے۔“

”۱۳ ربیع الاول وفات النبی کا دن ہے بریلوی اس دن عید مناتے ہیں۔“

”حضور کی وفات پر غم منانا چاہیے۔“

”بریلوی قرآن وحدیث سے تیسری عید کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔“

”ہم ربیع الاول میں وفات النبی کا نفر نسز کریں گے۔“

۱۔ یہ بات کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسا واقعہ ہوا تقریباً ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ ہجری کو چک ۷۷۷ ہذا لہذا درماں والا سوز کھڑا ہوا۔ میں ایک محفل سید مصطفیٰ کے سلسلہ میں تقریر کے لیے گیا جسے مزید مہتمم شاہ خوان رسول خانہ محمد رفیع قادری نے منعقد کیا تھا جس کی صدارت جیو طریقت حضرت سید شعلی شاہ صاحب کاظمی فرما رہے تھے اور صوفی محمد شریف نقشبندی مہدی اس محفل کی روح رواں تھے دورانِ تقریر صدر محفل نے مجھے بتایا کہ اسی علاقہ میں وہاں لوگوں نے ایک بہت بڑی کانفرنس کی ہے جس کا عنوان اشتہار ”وفات النبی کانفرنس“ تھا۔

میں بہت حیران ہوا کہ گستاخانِ رسالت گستاخی رسول کے اس مقام پر جا چکے ہیں کہ وہ زعمہ نبی کی وفات منارہے ہیں اور مگر میں محمد رسول اللہ پر جتنے ہیں جس کا منہم ہے کہ حضور آج بھی اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ زعمہ تھیں تو یہ گستاخ ایذا کبھی کبھار کس رسول کا پڑھتے ہیں اور اُستی کس نبی کے ہیں؟ ہمارا عقیدہ وہی ہے کہ

تو زعمہ ہے واللہ تو زعمہ ہے واللہ

مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

اس موضوع پر بحث کی گنجائش تو ان اوراق میں نہیں ہے لیکن مختصر بات کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ وہابی صاحب تم اہل حدیث کہلا کر حدیث کا انکار کر رہے ہو ملاحظہ ہوا

حدیث مبارکہ میں تیسری عید کا ثبوت موجود ہے

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

ان هذا يوم عید جعله الله للمسلمین۔

(ابن ماجہ ۷۷۷ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

بے شک یہ (جمعہ کا) دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید (کا دن) بنایا

ہے۔

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اور ایک سال کے اندر تقریباً اکیس دن جمعہ کے دن آتے ہیں وہابی ایک عید نہیں مانتے حدیث سے اکیس دن عیدیں ثابت ہو رہی ہیں بلکہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

جمعہ کا دن عیدین سے بھی زیادہ معظم ہے

ان يوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله وهو اعظم عند

الله من يوم الاضحی و يوم الفطر۔

(ابن ماجہ ۷۷۷ عن ابی امامیہ بن عبد اللہ ر)

بے شک جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے

عظیم دن ہے اور وہ (جمعہ کا دن) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ

کے دن سے بھی زیادہ شان والا دن ہے۔

وہابی صاحب! جو دن عیدین سے زیادہ عظمت والا ہے آپ اس کو عید کے برابر

بھی نہیں مانتے تو آپ کہاں کے اہل حدیث ہو۔

اور پھر تم کہتے ہو کہ

بارہ ربیع الاول وفات النبی کا دن ہے اس لیے خوشی نہ مناؤ بلکہ غم مناؤ۔
بتاؤ کہ جمعہ کا دن حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت یعنی تخلیق و
وفات کا دن ہے یا نہیں؟ آئیے! نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہی سن لیتے!
جمعہ کا دن تخلیق و وفات آدم علیہ السلام کا دن ہے

عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من
افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم علیہ السلام وفیه
قبض

(۱) ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۵۷ (۲) ابن ماجہ ص ۷۶ (۳) نسائی شریف ج ۳ ص ۲۸۳ (۴) مسند امام
مالک ج ۳ ص ۹۲ (تخیر فیہ) (۵) مشکوٰۃ ص ۱۲۰

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں سے
افضل دن جمعہ کا ہے اس میں آدم علیہ السلام تخلیق کیے گئے اور اسی میں قبض
کیے گئے (نوت ہوئے)۔

اب سرکاری کا ارشاد ہے کہ "جمعہ عید کا دن بلکہ عیدین سے اعظم دن ہے" سرکار
نے بڑی شہود سے فرمایا: جمعہ کو غسل کرو، تیل لگاؤ، اچلے کپڑے پہنو، عید کے دن کی
طرح مسجد میں تیاری کے ساتھ یعنی خوشی کے ساتھ آؤ اور سرکاری کا ارشاد ہے: جمعہ کے
دن تخلیق آدم بھی ہے اور وفات آدم بھی۔

تو وہابی صاحب! آپ کو چاہیے کہ جمعہ کو نہ نہاؤ نہ تیل و خوشبو استعمال کرو اور نہ
اچلے کپڑے پہنو بلکہ صف ماتم بچھا لیا کرو کہ یہ حضرت ابوالبشر سب کے ابا جان کی
وفات کا دن ہے۔

رضی اللہ عنہ و جماعت کی بات تو وہ سرکار علیہ السلام کے ارشادات پر عمل پیرا

ہوتے ہوئے اس دن کو عید بلکہ عیدین سے اعظم تصور کرتے ہوئے خوشی خوشی عید کی طرح
گزارتے ہیں۔

اور اگر تمہارا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں سوگ تین دن کا منانے کا ارشاد ہے
و چشم مارو شن ول ماشاؤ پھر یہی جواب ہمارا وفات النبی کے لیے ہوگا اس پر تمہیں کیوں
بے دھرمی سے سوگ کی یاد دلاتی ہے؟ اور ہم تو حضور علیہ السلام کا سوگ اس لیے بھی نہیں
مناتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔

میری حیات و ممات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں۔ (۱) مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴
(۲) انصاف لکھنؤ ج ۲ ص ۲۸۱ (۳) در تالی علی الموابہ ج ۳ ص (۴) مشکوٰۃ ص

وہابی صاحب! قرآن کس کی کتاب ہے؟ کس نبی پر نازل ہوئی؟ کس کی امت
کے لیے ہے؟ جواب یقیناً یہی ہوگا کہ! یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور پوری امت مصطفویہ کے لیے نازل ہوئی تو پھر بتاؤ اس میں
عیدین کے علاوہ ایک اور عید کا بیان موجود ہے کہ نہیں؟

ملاحظہ ہو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے دعا کی:

اللہم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا

و آخرنا۔ (پ ۱۱۳ المائدہ)

"اے اللہ! ہمارے پروردگار آسمان سے ہم پر مائدہ (دستر خوان) نازل

فرما (تو جس دن تو یہ دسترخوان نازل فرمائے گا وہ دن) ہوگا ہمارے پہلوں

اور پچھلوں کے لیے عید (کا دن)"۔

۱۔ ابوبکر کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہوا ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری
قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے نصاریٰ کے یہاں تو اُن کی عید ہے اور مسلمانوں کے یہاں جمعہ کی عید
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تو کیا یہ تیسری عید کا ثبوت نہیں ہے جو کہ قرآن میں موجود ہے؟ جب یہ آیت پڑھتے ہیں تو وہ بالی صاحب جلدی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ عیسائیوں کی بات ہے مسلمانوں کی نہیں تو سنئے! اگر یہی عقیدہ درست ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام عاشورہ کا روزہ منع فرما دیتے حالانکہ یہودیوں کو یہ روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم اس دن کا روزہ رکھیں ملاحظہ ہوا حدیث مبارکہ کہ

یوم عاشورہ کا روزہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں سب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن منائے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید منانا ہے۔ (ترمذی بحوالہ شیعہ احمدی ص ۱۶۸)

مصل کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس دن عید منائیں جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی، مگر یہودی کی عقل پورا ہے جس پھول گئی اور اس سے روکھ گئی کہ وہ یہ تو لکھتا ہے کہ "عید منانے کا مطلب یوم نزول کو عید منانا ہے" مگر جس دن رحمت اللطیفین اور نعمت عظمیٰ جلوہ گر ہوئی اس دن کو عید منانا اس کے نزدیک بدعت ہے۔

بدیں عقل و دانش ہایہ گریست

ان تمام یہودیوں و باہیوں نے اس آیت کے تحت جہ کو عید لکھا حالانکہ جمعہ کی عید کو کوئی شی نازل نہیں ہوئی وہ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کا دن مومنوں کے لیے عید ہے بات تو اس دن کی ہے جس دن مائدہ نازل ہوا، یہودی وہابی اس دن کو عید مناتے ہیں جس دن مائدہ نازل ہوا اور اپنی تعمیروں میں کھس کر اس دن کو بطور عید منانا کہتے ہیں مگر جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کبیر جلوہ گر ہوا اس دن کو عید نہیں منانے اور ہی تحریر کرتے بلکہ ایسا کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔

صمد الافاضل بدالامام حضرت مولانا سید نجم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے

ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس کو روزِ عید بنانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنے، شکر ادا کرنا، جلال و عظمت حاصل کرنا اور کچھ شکر نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے اس لیے ضروری ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر ادا کرنا اور اعجاز و کرم و حسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

(تذکرہ خواجہ عربی ص ۴۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی ہم اس کے شکر یہ میں روزہ رکھتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فمن احق واولیٰ بمومنی منکم فصامہ و امر بصیامہ .

(مکتوبہ شریف ص ۱۸۰ کتاب الصوم باب صوم التلویع فصل ثالث)

ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں پس خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل کتب صحاح میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو:

(۲) ابوداؤد شریف جلد اول ص ۳۳۸ (۳) جامع الترمذی جلد اول ص ۹۶

(۴) بخاری شریف جلد اول ص ۲۶۸ (۵) ابن ماجہ شریف ص ۱۲۴

تو اگر شکرانہ میں روزہ کا حکم دیا جا رہا ہے جس کی اصل حدیث پاک کے مطابق یہ ہے کہ یہودی اس دن کا روزہ رکھتے تھے تو اسی طرح عید کیوں نہیں منائی جاسکتی؟

آیت مندرجہ بالا سورہ مائدہ سے معلوم ہوا کہ مائدہ اترنے کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عید کا دن بتایا آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لیے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستِ خوان اتر اٹھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے نہیں بڑھ کر نعمت بلکہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس پر ذاتِ باری تعالیٰ نے مومنین پر احسان جتلا یا ہے لہذا اس نعمت کے ملنے یعنی سرکار کی ولادت کے دن کو بھی بطور عید منانا جائز ہے اور یوم میلادِ حقیقی یوم عید ہے۔

مزید ثبوت تیسری عید کا بخاری شریف سے

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قالت اليهود لعمر الکم تقرؤن آية لو نزلت فينا لاتخذناها

عيدًا فقال عمر اني لاعلم حيث انزلت و ابن انزلت و ابن

رسول الله صلى الله عليه وسلم حين انزلت يوم عرفة والا

واللہ بعرفة قال سفین واشک کان یوم الجمعة ام لا یوم اکملت لکم دینکم۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۶۲)

یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ایک ایسی آیت پڑھا کرتے ہو کہ اگر وہ ہم میں نازل ہوتی تو ہم اسے (اس کے یوم نزول کو) عید بنا لیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میں جانتا ہوں وہ آیت کیسے اور کہاں نازل ہوئی اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ یہ یوم عرفہ کے دن نازل ہوئی اور اللہ کی قسم! ہم (اس وقت) میدانِ عرفات میں تھے سفیان نے فرمایا کہ مجھے شک ہے کہ وہ دن جمعہ کا تھا یا نہ (جس دن عرفہ میں یہ نازل ہوئی: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) گویا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ اسے یہود پورا تم تو اس دن ایک عید مناتے اور ہماری اس دن دو عیدیں تھیں ایک یوم عرفہ اور دوسری یوم جمعہ۔

تو اسے دہاؤ!

اگر نزولِ آیت تکمیلِ دین کے دن کو ذیلِ عید کہا جاسکتا ہے اور کہنے والے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ہے بھی صحیح بخاری میں تو صاحبِ تکمیلِ دین کی ولادت کے یوم مبارک کو عید کیوں نہیں کہا جاسکتا؟ افسوس ہے تمہارے اس گندے عقیدہ پر کہ تم یہودیوں سے بھی گیا گزرا عقیدہ رکھتے ہو حالانکہ فقیر نے انہی دلائل کے پیشِ نظر عرض کیا ہے کہ

مؤمنوں پر فضلِ یزداں عیدِ میلادِ النبی
تجھ پہ ہو ہر عیدِ قرباں عیدِ میلادِ النبی
تیرا چہ چا چار سو ہے اہل سنت نے کیا
تجھ سے ہے بیزار شیطان عیدِ میلادِ النبی
زلزلہ تو نے کیا ایوانِ باطل میں پیا

کفر ہے تجھ سے حراساں عیدِ میلادِ النبی
دور ظلمت ہو گئی غالب ہوا نورِ خدا
ہے یہ سب تیرا ہی فیضان عیدِ میلادِ النبی
جشنِ میلادِ النبی سے برکتیں حاصل ہوئیں
ہر کسی پر تیرا احساں عیدِ میلادِ النبی
آگیا قرآن میں ”قَلْبُفُوحُوا“ حکمِ خدا
کیوں منائیں ہم نہ خوشیاں عیدِ میلادِ النبی
تیری آمد پر ہو قرباں سرور بے کس کی جاں
تیرے صدقے ہر مسلمان عیدِ میلادِ النبی

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا کہ

نارِ تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں رنجِ الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

دہا بی صاحب! اگر ایک مٹھی بھر جماعت یا فرقہ عیدِ میلادِ النبی نہیں مناتا تو فرقہ کیا پڑتا ہے ساری کائنات حتیٰ کہ اہلِ حرمین شریفین آج بھی عیدِ میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری دھوم دھام سے مناتے ہیں۔

جشنِ آمدِ رسول پر اثباتِ جلوس

گزشتہ اوراق میں جھنڈے لگانے کے ثبوت کے ضمن میں بیان ہو چکا کہ مدینہ منورہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے موقع پر حضرت سیدنا بریدہ سلمی صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے ستر آدمیوں کا جلوس بھی نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آتھی جلوس بھی نکلا تھا اور جھنڈا بھی لہرایا تھا بلکہ جب تک وہ قتل کے ارادہ سے آ رہے تھے تو نہ جھنڈا اٹھانے جلوس اور جب حضور علیہ السلام کی غلامی میں آچکے تو جھنڈا بھی اٹھا اور جلوس بھی۔

مدینہ منورہ میں جشن آمد رسول کے جلوس

کتب صحاح میں سے ایک مسلمہ معتبر کتاب مسلم شریف اٹھائیے اس میں موجود ہے کہ جب سرکار مدینہ سرور مدینہ مہبط وحی و مکینہ جن کا نور سے معمور سینہ اور مشک سے بہتر پسینہ وہ حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہو رہے تھے، مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنا رہے تھے تو عین اس وقت جشن آمد رسول کے سلسلہ میں

فصعد الرجال والنساء فوق البيوت وتفرق الغلمان والمخدم
ففي الطريق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول
الله. (مسلم شریف جلد ۱ ص ۴۱۹)

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے غلام اور خدام رستوں میں پھیل گئے یا محمد

۱۔ غلام اور خدام رستوں میں پھیل گئے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ کئی مختلف راستوں پر حضور علیہ السلام کے غلام موجود تھے اور ہر راستہ پر یا محمد یا رسول اللہ کی صدا کہیں بلند ہو رہی تھی تو یہ تسلیم کرو کہ ان غلامان رسالت کا عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا پر رست میں موجود ہیں چھی تو وہ یا رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے آج گستاخان رسول کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام ہر جگہ موجود نہیں ہیں تم یا رسول اللہ ہر جگہ پر پکارتے ہو یہ شرک ہے غلامیے موقع ہجرت جشن آمد رسول پر ہر رست میں جو حضور کے غلاموں نے یا رسول اللہ کے نعرے لگائے اور ہر رست میں سرکار کو جو پکارا تو کیا شرک کیا تھا غلامان رسول کی تو بروہ محشر بھی یہی علامت ہوگی۔

غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

تفاوت و ایجاد کیا یہ صحاح کی کتب میں احادیث موجود نہیں ہیں کہ شفاعت کے سلسلہ میں تمام امت نبویہ میدان محشر میں حضور علیہ السلام کو خواش کرتی ہوگی اور پکار پکار کر عرض کرتی ہوگی یا رسول اللہ امانی شفاعت فرمائیے۔

نہ کسی ہلاک بنی اسے نہ دکڑے ستائیاں بن دی اسے

اللہ دیا ستائیاں محبوبا گل تیرے ستائیاں بن دی اسے

محشر دوج سارے دو رو کے محبوب خدا نوں آکھن گے

اج دکڑی ساری امت دی سرکار دے آئیاں بن دی اسے

تو غلامان رسول میدان محشر میں بھی ہر راستہ میں یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے نظر آرہے ہوں گے۔

یا رسول اللہ! یا محمد! یا رسول اللہ! پکارتے ہوئے۔

بتائیے وہابی صاحب الصحیح مسلم صحاح کی کتاب ہے کہ نہیں؟ اس کے اندر حضور علیہ السلام کی آمد پر وہ سب کچھ کہ جو ہم غلامان رسول جشن آمد محبوب کے موقع پر کرتے ہیں اس کا ثبوت ہے کہ نہیں؟ یہ مردوں اور عورتوں کا چھتوں پہ چڑھنا اور غلاموں اور خداموں کا رستوں میں پھیلنا جلوس ہے کہ نہیں؟ اور ان رستوں میں ندائے یا محمد یا رسول اللہ نعرہ رسالت کا ثبوت ہے کہ نہیں؟ لیکن یہ سب کچھ اس وقت بھی غلاموں اور خداموں نے کیا تھا آج بھی غلام اور خدام ہی کرتے ہیں۔ گستاخان رسالت آج اپنے لیڈروں کے لیے جلوس نکالتے ہیں اور امام الانبیاء علیہ السلام کے جشن آمد والے جلوس کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ بروہ محشر ان کو بھی جلوس نکالنا پڑے گا۔

منکرین جلوس میلاد قیامت کے میدان میں جلوس نکالیں گے

ملاحظہ ہو! سورہ زمر کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَسَيَقُالُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ إِذْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا خِافَةَ لَهُمْ مِنْهُ وَلَا جُرْأَتٍ عَلَيْهِ أَلَمْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَآ أَكْفَرُوا بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (پ ۴۳ الزمر ۷۱)

”اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ درگروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے نا۔“

اور اگلی آیت میں ہے کہ

قِيلَ اذْخُلُوا ابْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا فَمَنْ مِّنْكُمْ الْمُتَكَبِّرِينَ (پ ۴۳ الزمر ۷۲)

”فرمایا جائے گا: جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہتے تو کیا ہی بُرا اٹھکانہ (ہے) متکبروں کا۔“

اسی طرح آقا علیہ السلام کے غلام بھی جلوس کی شکل میں جنت میں جائیں گے۔

غلامانِ مصطفیٰ بھی برومشر جلوس کی شکل میں جنت جائیں گے

وَسَيُقِي الْأَذْيُنَ النَّقْوَا وَيَتَهَمَّرُ الْبَحْبَحَةُ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ وَهَّاءُ
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا لَعَنَ (پ ۲۲/۱۳۰)

”اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ درگروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔“

غلامانِ رسول جو یہاں جشن آمدِ رسول کا جلوس نکالتے ہیں میدانِ محشر میں آمدِ مصطفیٰ ہوگی تو بھی جلوس نکالیں گے اور جیسے یہاں جلوس میں اپنی شفاعت کے طلبگار ہوتے ہیں ایسے ہی وہاں بھی طلبگار ہوں گے کہ مقامِ محمود پر

ع ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے اس لیے حق ہے کہ وہاں جلوس نکال کے شفاعت طلب کی جائے مگر گستاخِ ایند کہنی جو اپنے مولویوں، سیاحی لیڈروں کے لیے جلوس نکالنا عینِ توحید اور سرکار کے لیے جلوس نکالنا بدعت سمجھتی ہے وہاں بھی اپنے انہیں لیڈروں، مولویوں کے ساتھ جلوس میں ہوگی سرکار کی شفاعت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا کیونکہ یہ ہر وقت یہ راگ الاچے رہتے ہیں کہ کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا ”مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ“ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ

گناہگاروں کا روزِ محشر شفعِ خیر الانام ہوگا

وہیں شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا

کیونکہ فرمانِ محبوب ہے کہ

شفاعتی یوم القیامۃ لاهل الکتاب من امتی (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۹)

روزِ قیامت میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

شفاعتی للہالکین من امتی۔ (سارع الاربعین فی شفاعۃ سیدہ الخموین)

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

تو جلوس قیامت کے میدان میں بھی نکلے گا اور یہ بات ثابت ہے کہ آمدِ محبوب عرش پر ہو تو جلوس اگر فرش پر ہو تو بھی جلوس۔

جلوس آمدِ مصطفیٰ علیہ السلام در شبِ اسری

شبِ معراج محبوبِ خدا حبیبِ کبریا علیہ السلام کی آمدِ لامکاں پر بحکمِ ایزدی ملائکہ معصومین نے جلوس نکالا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عرش پر آج آمد ہے تو

اے جبریل! ستر ہزار فرشتہ تم ساتھ لے لو

اے میکائیل! ستر ہزار فرشتہ تم ساتھ لے لو

اور اے اسرافیل! وعزرائیل! ستر ستر ہزار فرشتگان تم ساتھ لے لو اور دو لاکھ اسی ہزار فرشتوں کا جلوس لے کر (جلوس معراجِ مصطفیٰ یعنی محبوب کے عرش پر آنے کا جلوس لے کر) محبوب کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ (ملخصاً درۃ الناجح ص ۱۱۸)

جشن آمدِ محبوب پر ہینرز بھی لگائے گئے

شبِ معراجِ جشن آمدِ محبوب علیہ السلام کے موقع پر آسمانوں کو ہینرز کے ساتھ سجایا گیا

ع محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

حکمِ خداوندی کے مطابق آسمانوں کے راستوں کو سجایا گیا اور ان راستوں پر محرائیں بنائی گئیں ان محرابوں پر ہینرز آویزاں کیے گئے جن پر مختلف آیات بھی لکھی گئیں

ملاحظہ ہو! علامہ عبدالرحمان صفوری فرماتے ہیں کہ

پہلا آسمان

پہلے آسمان پر بیتر لگایا گیا جس پر یہ آیت تحریر تھی:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

دوسرا آسمان

دوسرے آسمان کے بیتر پر لکھا ہوا تھا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

تیسرا آسمان

تیسرے آسمان کے بیتر پر درج تھا:

بِأَيِّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

چوتھا آسمان

چوتھے آسمان کا بیتر اس آیت سے مزین تھا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا

پانچواں آسمان

پانچویں آسمان کے بیتر کی زینت یہ آیت مبارکہ تھی:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

چھٹا آسمان

چھٹے آسمان کو اس آیت کریمہ سے رونق بخشی گئی تھی:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَرَحِيمٌ

ساتواں آسمان

ساتویں آسمان پر اس آیت مبارکہ والا بیتر آویزاں تھا:

مُنْخَنَ الْأَيْدِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لِيَمْلِكَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ

الْأَقْصَا (نزول المجلس جلد دوم ص ۱۳۲ از علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ)

معلوم ہوا کہ جب محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آمد پر جلوں نکالنا، بیتر لگانا، رستوں کو سجانا، محرابیں بنانا، حتم قریل خداوندی اور سنت ملائکہ گرام ہے۔

آقا کے غلاموں کو میلاد منانے دو

محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

نوریوں کا مشعل بردار جلوس

صاحب معارج النبوت علامہ معین کا شفی لکھتے ہیں کہ

ایک روایت میں ہے کہ براق (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری) کے دائیں اسی

ہزار فرشتے اور براق کے بائیں اسی ہزار فرشتے ایستادہ تھے ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی

شمع تھی کہ ان کی چمک سے بظلمی کا دالان روشن تھا۔ (معارج النبوت جلد دوم ص ۱۳۷)

جشن آمد رسول پر نوریوں کا جلوس

صاحب جامع الخواتم شیخ محمد الواعظ الرھاوی تحریر فرماتے ہیں کہ

”اللہ نے خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنت کے باسیوں، سدرہ کے

مکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے کہا:

”کلمۃ اللہ تمام ہونے والا ہے، حکم الہی نافذ ہونے والا ہے، ان کا ظہور ہونے والا

ہے جو بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں، شافع و مشفع ہیں اور صاحب لواء الحمد ہیں، ان کی

امت آمربا المعروف اور نابی عن المسکر ہوگی۔

عرش والواوہ آنے والے ہیں جو صاحب امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں

وہ خیر مخلوقات ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، وہ سب جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجے جانے

والے ہیں وہ جن کا نام محمد واحد ہے جو ملے و ٹہیں ہیں جن کا دین ناسخ الادیان ہے دنیا میں ظہور فرمانے والے ہیں۔

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ شیع و تکبیر میں مصروف ہو گئے ابوابِ جہنم بند ہو گئے جنت کے دروازے کھل گئے اشجارِ جنت بار آور ہو گئے جنت کی نہریں رواں ہو گئیں بطور جنتِ نغمہ سرا ہو گئے حور و غلمان و جد میں آ گئے تجاہلات اٹھ گئے اور احمد حق صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں تجلیاں پھیل گئیں۔

اللہ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتے لے کر زمین پر جاؤ بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سنا دو کہ تمہیں پاک کرنے والا آ رہا ہے۔

(جامع الترمذی ترمذی علامہ عطاء اللہ علی جمیل مطبوعہ فرید بک خاں لاہور ص ۲۹۷-۲۹۸)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال فلما فرغ جبرائیل علیہ السلام من اهل السموات امره الله ان ينزل الى الارض في مائه الف من الملائكة فيتفقدون في الارض وعلى رؤس الجبال والجزائر والبحار وسائر الاقطار حتى بشروا اهل الارض السابعة السفلى ومستقر السحوت فمن علم الله منه القبول جعله تقيا نقيًا طاهرًا زكيا (السمت الکبریٰ علی العالم فی مولد نبیہ ولد آدم ہری ص ۳۰)

راوی فرماتے ہیں کہ جب جبریل علیہ السلام اہل آسمان سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر اتریں پھر یہ فرشتے زمین کے تمام گوشوں پہاڑوں کی چوٹیوں پر جزیروں اور سمندروں اور تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیل جائیں یہاں تک کہ ساتویں زمینوں کے باشندوں اور مستقر حوت (جہاں پھلکی ٹھہری ہوئی ہے) کے رہنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت

دیں جو اس بشارت کو قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اسے پاک صاف اور پرہیزگار بنا دے گا۔

کیوں جی وہابی صاحب الملاحظہ فرمایا آپ نے

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلوس

جبریل علیہ السلام کی قیادت میں جلوس

ایک لاکھ فرشتوں کا جلوس

دو لاکھ اسی ہزار کا جشنِ معراج پر اور ایک لاکھ نوویں کا جشنِ میلاد پر جلوس

زمین کے تمام گوشوں پر جلوس

پہاڑوں کی چوٹیوں پر جلوس

جزیروں اور سمندروں اور تمام اطراف و اکناف عالم میں جلوس

اور پھر بشارت (جشن) اور خوشخبریاں

ساتویں زمینوں کے باشندوں کو خوشخبری میلاد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مستقر حوت کے رہنے والوں کو خوشخبری میلاد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو اس بشارت کو قبول کرے اس کو خوشخبری میلاد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

گویا کہ بذریعہ جبریل امین علیہ السلام حکم الہی ہو رہا ہے کہ

فلک کے ستاروں میں کی بہارو

سب عیدیں مناؤ حضور آ رہے ہیں

کیونکہ یہ بھی تو ارشادِ ربانی ہے کہ

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (پ ۱۱۵ ص ۵۸)

”قرماد بیجے (اے محبوب!) اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے (ملنے کے)

ساتھ انہیں چاہیے کہ یہ خوشیاں منائیں۔“

تو جن پر اللہ کا یہ فضل ہوا ہے اور اس کی رحمت جنہیں ملی ہے وہ خوشیاں مناتے ہیں

فقیر نے عرض کیا ہے کہ

آج مؤمن خوش ہیں آئی عید میلاد النبی
عرش پر رب نے منائی عید میلاد النبی
دل میں عشقِ مصطفیٰ ہونوں پہ ہے صل علی
اہل سنت نے سبائی عید میلاد النبی
لطف اس نے پالیا جینے کا سرور بالیقین
زندگی میں جس نے پائی عید میلاد النبی ﷺ

یاد رکھئے کہ عید ہر سال منائی جاتی ہے اگر ہر سال منانا جائز نہ ہوتا تو عید الفطر یا عید الاضحیٰ بھی زندگی میں ایک ہی مرتبہ منائی جاتی اور جمعہ کی عید تو ہر ہفتہ منائی جاتی ہے اس لیے غلامانِ رسالت اسی طرح عید میلاد منایا کرتے ہیں اگر ہر سال منانا بدعت ہو جیسا کہ گستاخانِ رسالت کہا کرتے ہیں کہ

”ولادت تو ایک مرتبہ ہوگئی تم ہر سال میلاد مناتے ہو؟“
تو پھر ان سے پوچھئے کہ قرآن تو ایک مرتبہ نازل ہو چکا۔
إِنَّمَا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ ۳۰، القدر: ۱)
”بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔“

تو تم ہر سال کیوں جشن نزول قرآن مناتے ہو؟

جس دلیل سے ہر سال جشن نزول قرآن منانا جائز ہے اسی دلیل سے جشن ولادت صاحبِ قرآن منانا بھی جائز ہے؟ ”ماہو جو ابکم فہو جو ابنا“

خلاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

اور

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے
جلوس میں گنبدِ خضریٰ کے ماڈلز حضور کے تبرکات کی شہبہات

مکرمین میلاد و گستاخانِ رسالت کہا کرتے ہیں:

ہجوس میں یہ ہو گنبدِ خضریٰ کے ماڈلز یا سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے نام شریف و دیگر تبرکات کا فوٹو یا تصویروں اٹھائی اور جلوس کے آگے آگے چلائی یا ساتھ ساتھ لے جاتی جاتی ہیں یہ کہاں لکھا ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟ یہ بھی تو خلاف سنت (بدعت) ہے۔
تو عرض یہ ہے کہ اس کا ثبوت بھی قرآن کریم میں ہے ملاحظہ ہوا

حضرت شمویل علیہ السلام کی قوم نے ان سے عرض کیا کہ ہم پر کوئی ایسا بادشاہ مقرر کیا جائے جس کے زیرِ قیادت و حکومت ہم جہاد کریں تو حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت نامی بادشاہ کو مقرر فرمادیا ہے اور

إِنِّي آتِيكُمْ بِتَابُوتٍ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْبَنَاتُكُمْ .

(پ ۲، البقرہ: ۲۵۸)

”اس (طالوت نامی بادشاہ) کی بادشاہت کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس (تابوت) میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و اطمینان ہوگا اور جو کچھ آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے اپنے ترکہ میں چھوڑا اس میں سے کچھ بچایا (تبرکات) ہوں گے اسے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔“

اب اس ثابت میں کہ جسے ملائکہ اٹھا کر جلوس کی شکل میں لارہے تھے کیا تھا؟ آئیے مفسرین سے پوچھتے ہیں:

اس ثابت میں کیا تھا جسے ملائکہ اٹھا کر جلوس کی شکل میں لائے تھے؟

حضرت سید المفسرین امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

البقية: هي رضاء الالواح وعصا موسى وثيابه الخ ..

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۵۰۸ مطبوعہ لاہور)

”بقیہ مما ترک“ یہ کچھ تختیاں تھیں (تورات کی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کے کپڑے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ

وقيل كان فيه لوحان من النوراة ورضاض الالواح النى تكسرت وعصاء موسى ونعلاه وعمامة هرون وعصاه .

(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۲۹ مطبوعہ کوئٹہ)

اور کہا گیا کہ اس میں تورات کی دو تختیاں تھیں اور کچھ ان تختیوں کے اجزاء جو ٹوٹ گئی تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک تھا۔

علامہ ابن کثیر دمشقی تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں:

عن ابن عباس في هذه الآية (وبقية مما ترك آل موسى وآل هارون) قال عصاه ورضاض الالواح

وكذا قال قتادة والسدي والربيع بن انس وعكرمة وزاد:

والنوراة قال ابو صالح (وبقية مما ترك آل موسى وآل

هرون) يعني عصا موسى وعصا هرون ولو حين من النوراة الخ .

وقال عطية بن سعد: عصا موسى وعصا هرون وثياب موسى وثياب هارون ورضاض الالواح .

وقال عبد الرزاق سالت الثوري عن قوله (وبقية مما ترك آل

موسى وآل هارون) فقال منهم من يقول قفیر ممن ورضاض

الالواح ومنهم من يقول العصاء والنعلان .

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۹۹ از علامہ ابن کثیر دمشقی مطبوعہ کوئٹہ)

اس آیت (وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ) کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تورات کی تختیوں کے اجزاء تھے۔

اسی طرح قتادہ سدی ربیع بن انس اور عکرمہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا اور یہ زیادہ کیا کہ تورات بھی۔

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ (مندرجہ بالا) کے متعلق کہا: یعنی عصائے موسیٰ وعصائے ہارون اور تورات کی دو تختیاں۔

عطیہ ابن سعد نے کہا: عصاء موسیٰ عصائے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے اور ہارون علیہ السلام کے کپڑے اور تورات کی تختیوں کے کچھ اجزاء۔

امام عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بعض مفسرین نے کہا: ”ممن“ (جو کہ

آسمان سے نازل ہوا قوم موسیٰ پر) کا (دستر خوان میں سے کچھ) بچا ہوا کپڑا اور تورات کی تختیوں کے اجزاء اور بعض مفسرین نے فرمایا: عصاء اور

نعلین موسیٰ علیہ السلام۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى) سے مراد موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تختیوں کے ٹکڑے ہیں۔ (تفسیر منظور ج ۱ ص ۸۱۸ اور مطبوعہ قیام القرآن ج ۱ ص ۱۱۲)

اسی طرح امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر طبری ج ۲ ص ۳۳ پر تحریر کیا ہے۔ اور امام کبجہ سعید بن منصور، عبد بن حمید ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ تابوت میں یہ چیزیں تھیں:

موسیٰ علیہ السلام کا عصا، موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے ہارون علیہ السلام کے کپڑے تورات کی دو تختیاں وغ۔ (سنن سعید بن منصور ج ۳ ص ۴۱۲)

امام اسحاق بن بشر نے المبتداء میں اور ابن عساکر نے کبھی کے طریق سے حضرت ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ ”بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى“ سے مراد تختیوں کے ٹکڑے موسیٰ علیہ السلام کا عصا حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور ان کی قبایع۔ (تفسیر عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۵۸-۳۵۹)

ان اشیاء کو ایک دوسرے سے بھی اٹھا کر لے سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَخِصْلُهُ الْمَلَكُوتُ

اس (تابوت کو) ملائکہ نے اٹھایا۔

ملائکہ لفظ ”مَلَكُوتُ“ کی جمع ہے اور عربی میں جمع دو سے اوپر پر بولی جاتی ہے، یعنی اس تبرکات کے تابوت کو اٹھا کر لانے والے ملائکہ کم از کم تین تھے اور زیادہ کا شمار نہیں ہے کہ کتنے تھے؟

تو جس تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات ہارون علیہ السلام کے تبرکات (عصا، نعلین، کپڑے وغیرہ) تھے اس کو تھپکھا ملائکہ اپنے کندھوں پر جلوس کی شکل میں اٹھا کر لائے تھے۔

اب رو گیا یہ اعتراض کہ ”تم تو تصویریں اٹھاتے ہو اس کا ثبوت کہاں ہے؟“ تو

ملاحظہ ہو اس کا ثبوت بھی قرآن کریم میں ہے:

يَعْمَلُونَ لَكَ مَا يَُشَاءُونَ مِنْ مَّحَارِبٍ وَقَمَائِيلٍ (پ ۲۲ ص ۱۳)

”اس (سیلمان) کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں۔“

یعنی جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے اونچے اونچے محلات چتھروں سے پردوں کی تصاویر ایسے ہی فرشتوں، انبیاء کرام کی تصاویر کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی۔ (تفسیر نور العرقان ص ۶۸۵ حاشیہ ۸-۹ مطبوعہ ۱۱۲۱)

شریعت مصطفویہ میں جاندار کی تصویر بنانا رکھنا قطعاً حرام ہے اور غیر جاندار مثلاً کسی بلندنگ یا مسجد یا عالی شان عمارت کی تصویر بنانا جائز۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت سابقہ میں جو کچھ جائز تھا یعنی انبیاء و ملائکہ کی تصویر سازی اس سے منع نہ فرمایا بلکہ اس کا ذکر آیت مندرجہ بالا میں فرمایا اور آل داؤد کو اس پر شکر کرنے کا حکم دیا:

اعْمَلُوا آلُ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرُونَ

(پ ۲۲ ص ۱۳)

”اے آل داؤد! شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر انعامات زیادہ ہوں شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے آل داؤد کو اللہ تعالیٰ نے یہ انعامات و اکرامات عطا فرمائے کہ جنہیں آیت مندرجہ بالا میں ذکر فرمایا، یعنی انبیاء و ملائکہ کی تصاویر، عالی شان بلندنگیں اللہ کے انعامات تھے ان پر شکر بجالانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ہماری شریعت میں چونکہ غیر ذی روح مثلاً مسجد نبوی، گنبد خضریٰ، بیت اللہ شریف کی تصاویر بنانی جائز ہیں اس لیے ہم جلوس میں بناتے ہیں اور دشمن آہ محبوب پر اللہ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں جبکہ وہاں (قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرُونَ) کے خلاف شکر ہے

ہتے ہوئے ان امور سے روکتے ہیں اور انہیں بدعت کہتے ہیں جبکہ مفسرین نے فرمایا کہ مثلاً کہہ بان تابوت (أَنْ يَأْتِيَكُمْ النَّاسُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ) کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا کہ اس تابوت میں انبیاء کی تصاویر بھی تھیں جنہیں ملائکہ نے اٹھایا تھا معلوم ہوا کہ

جلوس میلاد بھی جائز اور اس میں گنبد خضریٰ کی تصاویر اور ماڈل اٹھانا اور ان کی تعظیم کرنا بھی جائز ہے۔

روضہ انور کی شان و عظمت کم از کم اس قدر تو ہے کہ اسے شعائر اللہ قرار دیا جائے کیونکہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کو اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے شعائر اللہ قرار دیا کہ وہاں چند ساعات حضرت جاجرہ دوڑی تھیں تو جس گنبد خضریٰ میں باعث تکوین کائنات صدیوں سے آرام فرما ہیں وہ کیوں شعائر اللہ میں سے نہ ہوگا اور شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ القلوب ہے ارشادِ ربانی ہے کہ

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (پ ۷ آج ۳۲)

”اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔“

تو گنبد خضریٰ کے ماڈل اور روضہ انور کو جلوس میلاد میں تعظیف اٹھانا ساتھ لے کر چلنا دلوں کا تقویٰ ہے۔

ذکر آیات ولادت یعنی اثبات جشن میلاد از قرآن کریم

یاد رہے کہ میلاد میرے آقا علیہ السلام کے دنیا پر تشریف لانے کو کہتے ہیں اور اس ولادت کے ذکر کو میلاد کہتے ہیں اور سب سے پہلے ذکر میلاد رسول خود ذات باری تعالیٰ

۱..... اسے میلاد کہتے ہیں ولادت ہونا کی ہو

اس سنت و جماعت کے مابین عالم ربین حضرت علامہ مولانا فضل الرحمن متجہ مراد آبادی سے ایک منکر میلادہ بانی عالم نے اور اس نے انور کی شہین گمر کردی کہ یہ بدعت ہے اور اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے ایہ کرنے والے بدعتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحات پر)

نے فرمایا ہے جو کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ (۱) وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَئِنْ آتَيْنَاكُمْ مِنْ بَحَابٍ وَجَحْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ۔

(پ ۳ آل عمران ۸۱)

(یعنی حاشیہ) حضرت مولانا فضل الرحمن متجہ مراد آبادی نے اسے بانی مراد کو فرمایا مولوی صاحب؟ جانے کہ میلاد میں آیا ہوتا ہے؟ کیا میلاد میں گالی ملتی ہوتا ہے؟ کہنے لگا نہیں

فرمایا تو کیا میلاد شریف میں اصول باسے یا قماشے ہوتے ہیں؟ ہوا: ایسا نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا: کیا محفل میلاد میں کمزبوت کے جاتے ہیں؟ اس نے کہا: ایسا بھی نہیں ہوتا۔

فرمایا کیا میلاد میں کوئی گناہ کا کام کیا جاتا ہے؟ کہا: نہیں ایسا بھی نہیں ہوتا۔

فرمایا تو مولوی صاحب! کیا اپنے بچاؤ کی محفلات میں نہ لگتا ہے؟ مولوی بہت مسرور ہو کر بولا:

محفل میلاد میں حضور علیہ السلام کی ولادت تشریف آوری دو دیگر محفلات کا بیان کیا جاتا ہے اس کے بعد صلوات و سلام و دعاے خیر اور تعظیمِ تحریک کی جاتی ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمن نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہوا کہ محفل میلاد میں صرف اور صرف ذکر آمد رسول ہوتا ہے اور فضائل و عقائد مصلحین بیان کیے جاتے ہیں۔

مولوی و بانی صاحب نے پھر سر ہلا کر کہا: جی ہاں ایسا ہی ہوتا ہے نبی کریم کا مبارک ذکر ولادت ہوتا ہے آپ نے یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا کہ

اگر اسی ذکر کا نام میلاد مصطفیٰ ہے اور یقیناً اسی آمد رسول فضائل و عقائد نبوی کو میلاد شریف کہتے ہیں تو مولوی صاحب ایسا میلاد اللہ تعالیٰ نے خود سنایا سرکار نے سنایا صحابہ نے سنایا (فَمَجَاءَكُمْ نَحْمٌ وَمُسُوقٌ) ذکر آمد مصطفیٰ خود انبیاء کے سامنے ذات خداوندی نے فرمایا (إِنَّا دَعَوْنَا إِيَّاهُ بِإِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ عِيسَى) اپنے فضائل کا خلیہ حضور نے خود صحابہ کے سامنے پڑھا (أَوْ مَصْنُوعِي الْوَحْيِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ عِيسَى) میں حضور نے فرمایا: آگاہ رہنا میں حبیب اللہ ہوں) صحابہ نے مجلس پر ہا کر کے انوشل خلیہ ارشاد فرمائے تو یہی کچھ اسی طریقہ سے ہم کرتے ہیں گویا ہم تو ذات باری تعالیٰ اور اس کے حبیب اعلیٰ اور ان کے اصحاب کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں کیونکہ ہم اہل سنت و جماعت ہیں تو تم اسے بدعت کہتے ہو تاؤ یہ کس کا طریقہ ہے کہ جو فضائل سید العالین کے خلیہ پڑھتے اسے بدعت کہا جائے؟ اور اعلیٰ باریت محفل سے روکا جائے۔

مولوی صاحب قدموں پر گرے اور غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے گویا

ع کھ کرنے کو آئے کھ ہو کے چلے

”اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ! یاد فرمائیے جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اس بات کا پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا فرما دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس عظیمیوں والا رسول تصدیق فرماتے ہوئے اس کی جو کچھ تمہارے پاس ہو تو تم ضرور بالشرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔“

میلا راغبی اور صاحب رسول (رضوان اللہ علیہما) :

”و صاحب رسول کلیم الرحمن کہ جس کے ایوانوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام سمت کے لیے نور قرار دیا اور فرمایا :
 اَبْنُوا عِمْلًا لِّعَلَّ النَّاسُ . (پ ۱۱ البقرہ: ۱۳۵)
 ”(اے ایمان لاء) ایسے لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے۔“
 وہ نبی کے پیارے پیادوں کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے میلا ہدایت قرار دیتے ہوئے فرمایا :
 فَلْيَنْتَبِهُوا بِعَمَلٍ مَا اتَّخَذْتُمْ بِهِ فَقَدْ اخْتَلَوْا . (پ ۱۱ البقرہ: ۱۳۵)
 ”پس اگر وہ ایمان لائیں ایسے ایسے (صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو تحقیق وہ ہدایت پائیں۔“
 اور جن محبوبانِ بارگاہِ محبوب خدا کے بخش قدم پر چلتا راہِ ہدایت پر گامزن ہوتا ہے نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

اصحابی کانتلجوم بایہم اقتدیتم لعنہم . (متفقہ ص ۵۵۴)

”میرا صحابی سارے کی طرح ہے (ان میں سے) کسی ایک کے بخش قدم پر چلو گئے ہدایت پر۔“

ان صحابہ کرام کلیم الرحمن میں سے ایک ہدایت کے ستارے حضرت ”پور داہ رخی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابو داؤد رخی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عامر الصادری رخی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے جبکہ وہ اپنے گھر میں اپنی قوم اور اپنے بچوں کو حضور علیہ السلام کی ولادت و سعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے :

و کان یحلمون و قاتع ولادته علیہ السلام لا یبائنہ و عشیرتہ ویقول هذا الیوم هذا الیوم .

اور کہتے تھے آج کا دن آج کا دن (ہمارے ریح الاول کا دن)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

جس محفل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارکہ کا ذکر پاک ہو وہ محفل میلا و مصلیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اس محفلِ عشاق میں فرمایا :

ان الله فتح لك ابواب الرحمة و ملئکته کلہم یستغفرون لك من فعل فعلک نجی لجانک .

یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام ملائکہ میرے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شخص میرے اس کام میں کام کرے گا وہ بھی میری طرح نجات پائے گا۔ (التحریری مولد العشر و عند ریح اہل الخطاب)
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ :

انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ و قاتع ولادته یقوم فیستبشرون و یحلمون انشہ و یصلون علیہ اذ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی . (ہدیہ المؤمنین ص ۲۹) رسول اکرام ص ۲۹ التحریری مولد العشر و عند ریح اہل الخطاب
 انہی کی شرفِ حیثیت ص ۱۸۴)

وہ (ابن عباس) اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و سعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرما رہے تھے اور سامعین خوش ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد و ثناء اور حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہوئے کہ اچانک حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا : تمہارے لیے میری شفاعت لازم ہوئی۔

دہلی صاحب اسرار نے اپنے اپنے گھروں میں میلا و منایا اور ولادت کے واقعات اپنے بچوں اور اپنی قوم کے سامنے بیان کیے انہوں نے خوش ہو کر سارے فرمائے اور حمد و صلوات کے گھرے بارگاہِ خدا و مصلیٰ میں پیش کیے تو سرکار نے یہ نہیں فرمایا :

ایسا نہ کرو یہ بایا ہے معاذا اللہ !

کیا میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے ؟

کیا کسی آیت قرآنی سے ایسا کرنا ثابت ہے ؟

نہیں نہیں ! بلکہ آقا علیہ السلام نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں لازوال و بے مثال انعامات سے نوازا کہ اپنے گھروں میں میری ولادت کا ذکر کرنے اور میرا میلا و منانے والا !

اللہ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں

تو سہلا کہ تمہارے لیے بخشش کی دعائیں کر رہے ہیں

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

پھر تمہارے پاس عظیموں والا رسول آجائے۔

لہذا یہ بھی محفل میلاد ہے جو سب سے پہلے رب کائنات نے فرمائی اب بتائیے
ذکر میلاد کرنا اور جشن میلاد منانا محفل میلاد حجاز بدعت ہے یا اللہ تعالیٰ کی سنت؟

وہابی صاحب اتم اللہ تعالیٰ کی سنت کو بدعت کہتے ہو جبکہ وہ فرماتا ہے کہ

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (پ ۲۲ قاطر ۲۳)

”تو تو ہرگز اللہ کی سنت کو تبدیل ہوتا نہ پائے گا۔“

جس طرح اس نے ذکر آمد محبوب فرمایا ہے اسی طرح ہوتا رہے گا اس میں تبدیلی

نہیں ہوگی چاہے منکرین اور ان کی ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگالیں بلکہ ذکر میلاد بدعت
ہی چلا جائے گا کیونکہ

وَلَا يَحْوِرُهُ فَيَ بُولُوكَ مِنَ الْأُولَى (پ ۲۲ النبی ۳)

”اور اے محبوب آپ کی ہر پچھلی گزری پہلی سے بہتر آئے گی۔“

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اور۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ منا ہے نہ مئے گا کبھی چرچا تیرا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

تم نجات پانے والے ہو

جہاد میں میلاد منانے والے بھی نجات پانے والے ہیں

اور تمہارے لیے صبری شفاعت واجب ہوگئی ہے۔

دعا یہ اتم ان انعامات سے غلامان رسالت کو محروم رکھ کر کیوں جہنم کا اندھے منہ چاہتے ہو؟

اللہ کی نعمت کا ذکر کرو

اللہ تعالیٰ نے خود بھی ذکر محبوب کی محفل سجائی اور حکم بھی دیا کہ

(۲) وَأَذْكُرُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ

فَأَصْبَحْتُمْ بَيْنَهُمْ وَأَنْتُمْ أَنْتُمْ (پ ۲ آل عمران ۱۰۳)

”اور اللہ کی نعمت کا ذکر کرو جو (اس نے) تم پر کی جبکہ تم دشمن تھے (آپس

میں) تو تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پس تم اس کی نعمت کے ساتھ بھائی بھائی

بن گئے۔“

تمہارا تو حال یہ تھا کہ

کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

لب جو کہیں مسکرانے پہ جھگڑا

جو پیدا تھی ہوتی کسی گھر میں دختر

تو وہ زندہ گاڑ آتے تھے اس کو جا کر

میں نے اپنے محبوب کریم علیہ اخیہ والتسلیم جیسی نعمت و رحمت عظمیٰ کو تم میں بھیجا تو

تم بھائی بھائی ہو گئے نفرت کی جگہ محبت عداوت کی جگہ الفت جنت کی جگہ امن آیا تو اس

نعمت کی وجہ سے آیا۔

اتر کر حرا سے سوائے قوم آیا

اور اک نیکو کیا ساتھ لایا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مراویں غریبوں کی بر لانے والا

قیسوں کا والی غلاموں کا مولیٰ

وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا

تو اس نعمت عظمیٰ کا ذکر کیا کرو تا کہ میرا شکر ادا ہو سکے۔

وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ . (پ ۱۵۲: البقرہ)

”اور شکر کیا کرو میرا انکار نہ کیا کرو۔“

وہابیو! انکار نہ کرو بلکہ

آؤ کر بیٹے ذکر محمد و ابنِ راضی رب دی ذات ہووے

اساں آئیاں دی اس محفل تے اوہدی رحمت دی برسات ہووے

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو

(۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ . (پ ۱۵۳: النبی ۱۱۱: قرآنی آیت)

”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری (میلادِ مصطفیٰ) تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس نعمت کے عطا فرمانے پر احسان جتایا ہے کہ
(۴) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا .

(پ ۱۶۳: آل عمران)

”البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ ان میں رسول کو مبعوث فرمایا۔“

اس نعمت کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”آج کسی کے ہاں فرزند پیدا ہو تو ہر سال تارخِ پیدائش پر سالانہ جشن کرتا ہے کسی کو سلطنت ملی تو ہر سال اس تارخ پر جشن و جلوس مناتا ہے تو جس تارخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟ خود قرآن کریم نے حضور علیہ السلام کا میلادِ جبکہ ارشاد فرمایا فرماتا ہے:

(۵) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ . (پ ۱۱۱: النوبہ ۱۱۸)

اے مسلمانو! تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے ہیں تو اس اداوت کا ذکر نہ کرو! پھر آگے فرمایا:

مِنْ أَنْفُسِكُمْ .

تمہارے نفسوں سے۔

حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں اور پھر

خَرِصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ .

خریص ہیں تم پر اور مؤمنین کے ساتھ رؤف و رحیم ہیں۔

حضور علیہ السلام کی نعت بیان ہوئی آج میلاد میں یہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔

(جہاں جلد اول ص ۲۰۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

وہابی صاحب اکون سی بات میلادِ شریف میں ہے جو خلافِ قرآن و سنت ہے اور جسے تم بدعت کہتے ہو؟ اور نبی کریم سے عداوت کا برسرِ اسٹیج اعلان کرتے ہو کچھ تو شرم آئی چاہیے۔

خود اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا

جناب وہابی صاحب! ذرا سورہٴ مریم کا مطالعہ کیجئے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا پورا میلاد بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ہر قرآن پڑھنے والا اس میلاد کو ایک مرتبہ ضرور پڑھتا ہے ہماری محافل میلاد میں حضرت سیدہ آمنہ والدہ رسولِ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا والدہ عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا اور پوری وضاحت کے ساتھ فرمایا ملا حظہ ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(۱) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّخَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا .

فَإِذَا خَلَدَتْ مِنْ ذُرِّيَّتِهَا حَبْلًا . (پ ۱۲: مریم ۱۷-۱۸)

”اور یاد کیجئے کتاب میں مریم کو جب اپنے چہرہ والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ انگ گئی تو ان سے اُدھر ایک پردہ کر لیا۔“

ہم اپنی محافل میلاد میں سرکار کی آمد پر ملائکہ کا تذکرہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پاس میلادِ عیسیٰ کے موقع پر جبریل علیہ السلام کی آمد کا تذکرہ فرمایا:

(۷) فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پ ۱۶/مریم: ۱۷)

”پھر ہم نے بھیجا ان (مریم) کے پاس اپنی روح (جبریل امین) کو مکمل مثل بشر بنا کر۔“

محفل میلاد میں حضرت آمنہ خاتون سے فرشتوں کے سلسلہ کلام کا بیان کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مریم و جبریل کا سلسلہ کلام بیان فرمایا:

(۸) قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالسَّامِیِّ مِنْكَ إِن كُنْتُ نَبِیًّا قَالَتْ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (پ ۱۶/مریم: ۱۸-۱۹)

”بولی: میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا: میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔“

(۱۰) قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا (پ ۱۶/مریم: ۲۰)

”بولی: میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔“

(۱۱) قَالَ كَذَلِكَ قَالَتْ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئْ وَلَنَجْعَلَ لَكَ آيَاتٍ (پ ۱۶/مریم: ۲۱)

”کہا: یونگی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت یہ کام شہر چکا ہے۔“

پھر ہم حضرت آمنہ کے ایامِ حمل کا اور بشارات کا ذکر کرتے ہیں یہ بھی ملاحظہ ہو:

(۱۳/۱۴) فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهَا مَغَافِرًا فُصِيًّا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِثُّ قَبْلِ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا قَسِيًّا (پ ۱۶/مریم: ۲۵-۲۷)

”اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک اور جگہ چل گئی پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا بولی ہائے میں کسی طرح اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی ہسری ہو جاتی۔“

پھر ہم محافل میلاد میں تھمرک پانی، مٹھائیاں وغیرہ پیشِ خدمت حاضرین کرتے ہیں یہ بھی ملاحظہ ہو فرمایا:

(۱۵/۱۶) فَسَادَهَا مِنْ فَحْمِهَا أَلَّا نَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا غَيْرَ يَّا (پ ۱۶/مریم: ۲۲-۲۳)

”تو اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے نیچے ایک ٹھہر بنا دی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتا تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔“

اور پھر محافل میلاد کے آخر میں صلوة و سلام پڑھا جاتا ہے یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ خود فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظِ رطب فرمایا ہے کھجور و تمم کی ہوتی ہے رطب اور خرخرٹ کھجور کو کہتے ہیں جسے پنجابی میں ڈاکا بولا جاتا ہے اور رطب اس کھجور کو کہتے ہیں جو اسی طرح ایک خرخرٹ پر جائے وہ زیادہ میٹھی اور نرم ہوا کرتی ہے تو خرخرٹیں فرمایا رطب کہ میرے پیٹ پر نرم مٹھائیاں پاشا و صحت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ کھجوروں کا معصوم ہوا کہ میلادِ نبی کے موقع پر نرم مٹھائیاں پاشا و صحت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد پر ایک گلاس پانی نہیں پوری نہر اور نرم زم زمی کھجوریں حضرت مریم کو ملے فرمائیں۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ)

آخر میں سلام بھی موجود ہے:

(۱۶) وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝

(پ ۱۶، ص ۲۳)

”اور سلام مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھایا جاؤں۔“

فرمائیے وہابی صاحب! پورا پورا میلاد اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے کیا بیان نہیں فرمایا جس طرح آج ہم بیان کرتے ہیں اور جس طرح ہم آخر میں کہتے ہیں کہ

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اور کیا یہ ”وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ“ پر عمل نہیں ہے؟ مگر آپ سے بدعت

قرار دیتے ہیں سچ فرمایا کسی نے کہ

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے

بشارت (خوشخبری) میلاد حضرت یحییٰ علیہ السلام

وہابی صاحب! غور کیجئے جس طرح ہم اپنے آقا کی ولادت کی مبارکبادیاں اور

بشارتیں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت عطاء

فرمائی ملاحظہ ہو! قرآن کریم میں ارشادِ باری ہے کہ

(۱۷) إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ إِمَّا نَحْنُ نَحْنُ . (پ ۱۶، ص ۷)

”اے زکریا! ہم تجھے خوشی (بشارت) سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام

یحییٰ ہے۔“

اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس مقام پر بھی سارا میلاد و وضاحت کے ساتھ موجود

ہے کہ حضرت زکریا نے بارگاہِ رب العزت میں اپنی ضعیفی اور بیوی کا ہاتھ پین سب کچھ

عرض کر کے بیٹا مانگا اور بشارت پر تعجب کرتے ہوئے یہ بھی عرض کیا کہ ان حالات میں

میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا اور جو اباباری تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ مجھ پر ایسا فرمانا نہایت

آسان ہے اور پھر یہاں بھی آخر میں سلام پڑھا گیا ملاحظہ ہو:

(۱۸) وَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ (پ ۱۶، ص ۱۵)

”اور سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن

زندہ اٹھایا جائے گا۔“

آخر وہابیوں کو ان سب امور سے اتنی چڑکیوں ہے جو سب کے سب قرآن پاک

میں بڑی توضیح و تشریح سے بیان کیے گئے ہیں؟

جشنِ مناد: ارشادِ خداوندی ہے: ”فَلْيَفْرَحُوا“

(۱۹) ارشادِ باری ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلَ ذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا

يَجْمَعُونَ ۝ (پ ۱۸، ص ۵۸)

”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ

ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور اللہ کی رحمت

قرآن کریم رب فرماتا ہے:

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا .

اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ہیں رب فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ .

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول کے مہینے خوشی منانا عبادت کرنا بہتر ہے کیونکہ

رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنا چاہیے اور حضور تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں یہ خوشی رب کی

نعمتوں کا شکر یہ ہے یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے

جس کا ثواب بے حساب ہے۔ (تیسرا امران ۳۴۲ حاشیہ ۳۲۱)

اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر نبی کریم علیہ السلام ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَسِّرُ الْمُؤْمِنِينَ بَأَنَّهُ لَهُمْ مِنَ الْمَدِّ فَضْلًا كَثِيرًا (پ ۱۲۴ احزاب ۷۷)

”اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ (حضور کی جلوہ گری) ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“

”رحمة للعالمین“ بھی نبی کریم علیہ السلام ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ ۱۱۶ الانبیاء ۱۰۷)

”ہم نے آپ کو مارے جہانوں کے لیے رحمت بھیجا۔“

اور حصولِ فضل و رحمت پر جشن منانے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کیا اب بھی کوئی ابہام باقی ہے۔ ”فَلْيَبْتَغُوا“ فرحت سے ہے۔

اردو میں خوشی، عربی میں فرحت، فارسی میں جشن

متراوفا الفاظ ہیں جن کا معنی ایک ہی ہے تو پھر ”فَلْيَبْتَغُوا“ کا معنی فارسی میں یہی ہوگا کہ ”جشن منانا چاہیے“ تو جشن تو دھوم دھڑکے سے ہی منایا جاتا ہے اور یہ تعیل ارشاد خداوندی ہے جبکہ غیر شرعی حرکات اور منوعات سے پاک ہو۔

وہابی صاحب! میں آپ سے ہی فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ یہ جو پورے ملک میں ۶۴ اگست کو جشن آزادی منایا جاتا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

ع ہندو پرور شخصی کرنا خدا کو دیکھ کر

تمام ذریت وہابیہ اس وقت اس جشن آزادی منانے میں پیش پیش ہوتی ہے معلوم ہے ناکہ اگر مخالفت کی تو خدا روں کی صف میں نام آ جائے گا اس وقت یہ جشن منانا عین سنت کیسے بن جاتا ہے؟ مجھے اس فتویٰ کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ہم تو جشنِ فضلِ خدا و رحمتِ عالمینِ مجسمِ ایزدی مناتے ہیں تم کس کے حکم سے جشن آزادی مناتے ہو کہیں خدا کے مقابلہ میں کسی اور کا حکم مان کر مشرک تو نہیں ہو جاتے؟

۱۵۰

حضور علیہ السلام کی آمد کی بشارت دینا سنتِ انبیاء ہے

یہ دیکھئے! حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام الانبیاء علیہ السلام کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(۲۰) وَمَبَشِّرًا بِرَسُولِي يَأْتِيهِ مِنْ بَغْدَادِ اسْمُهُ أَحْمَدُ (پ ۲۸ الف ۲۰)

”اور ان رسول کی خوشخبری سنانا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔“

نبی کریم علیہ الخیہ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

انا دعوة ابی ابراهیم وبشارة عیسیٰ (مکتوبہ ص ۵۱۳)

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

تو اگر حضور علیہ السلام کی جلوہ گری سے چھ سو سال قبل مبارکباد دینا اور خوشخبری سنانا جائز ہے اور ایسا کرنے والا کوئی عام آدمی نہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں تو پھر حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد مبارکباد دینا اور خوشخبری سنانا (جشن منانا، مناسک یا بائٹا جلوس نکالنا) کیوں ناجائز ہے؟

وہابی جی! یہ بدعت نہیں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اسی لیے تو حکم فرمایا گیا ہے کہ ”فَلْيَبْتَغُوا“ جشن منانا اور گلی گلی محلہ محلہ مگر دھوم مچا دو کہ

مبارک ہو کہ ختم المہلین تشریف لے آئے

جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

مبارک باد ہے ان کے لیے جو ظلم سہتے تھے
کہیں جن کو اماں ملتی نہ تھی برباد رہتے تھے
وہابی جی! ہمیں منع نہ کرو کیونکہ تم اپنے گھر بچہ پیدا ہونے پر ان سب بدعات کا
ارتکاب کرتے ہو اور خوب کرتے ہو۔

تیرے گھر جم پیندا نگا جیہا ہال اے
جی و جی خوشی نال ہندا فرہال اے
گھر گھر دغے جانے لڈواں دے تھال اے
ایدر دی تے دیکھ ایہہ تے آمنہ دالال اے
لکھدی داری آکھدا ایں خوشیاں مناؤ نہ
مولوی جی ساہنوں ایس کم قول ہٹاؤ نہ

(امیر علی امین مروجہ شاعری سنہ ۱۳۰۰ھ)

کسی کے روکنے سے اہل سنت رک نہیں سکتے
یہ منکر جھوٹے ہیں جھوٹوں کو بچا کہہ نہیں سکتے

انہیں اللہ کے دن یاد دلایئے "الآیت"

(۲۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ. (پ ۱۲، ایم ۵)

"اور انہیں (اے حبیب!) اللہ کے دن یاد دلایئے۔"

حکیم الامت گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میلادِ معراج و شبِ قدر میں علماء سے
وعظ کرانا محمود ہے وہ داعی المظہرین اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں دوسرے یہ کہ جن دنوں کو اللہ
کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جائے وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں یہاں ایام اللہ
سے مراد یا تو قوم عاد و حمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں یا نبی اسرائیل پر من و سلویٰ

اترنے کی اور فرعون کے غرق ہونے کی اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل
ہوتی ہے۔ (تفسیر نور العرقان ص ۷۷، حاشیہ ۳، ماتحت آیت مندرجہ بالا)

اگلی آیت یہ ہے کہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ
إِلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُ مَوْتَكُمْ سُلُوءَ الْعَذَابِ يُدَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ.

(پ ۱۳، ایم ۶)

"اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ
کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بڑی مار
دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور
اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: (اَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ)
ان انعامات الہی کا تذکرہ کیا کرو چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس
دن فرعون ڈوبا تھا اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اتوار فرض تھا اب سنت ہے
ملاحظہ ہو!

عن عائشة ان فريشاً كانت تصوم يوم عاشوراء في الجاهلية
ثم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصيامه حتى فرض
رمضان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شاء
فليصمه ومن شاء افطر. (بخاری شریف جلد اول ص ۲۵۳)
ترجمہ ملاحظہ ہو!

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش
جاہلیت میں عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے (بھی) اس روزے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا: اب جو چاہے یوم عاشور کا روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

صام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ الا ان یوافق صومہ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۲۵۴)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (خود بھی) یوم عاشور کا روزہ رکھا اور (دوسروں کو بھی) اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو (یہ روزہ) چھوڑ دیا گیا اور عبد اللہ (بن عمر) پھر روزہ نہیں رکھتے تھے مگر اس لیے کہ اس (فرضی روزہ کے) موافق نہ ہو جائے (یعنی یہ نہ سمجھا جانے لگے کہ عاشور کا روزہ بھی حسب سابق فرض ہے)

یوم نجات کو روزہ رکھ کر منایا گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المذینۃ فرأى اليهود تصوم یوم عاشوراء فقال ما هذا قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجات النہ بنی اسرائیل من عدوہم فصامہ موسی قال فانا احق بموسى منکم فصامہ وامر بصیامہ۔

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۶۸ مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صوم النہ وفضل ثالث)

نبی کریم علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا پس فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ (تم عاشورے کے دن

روزہ کیوں رکھتے ہو؟) تو انہوں نے کہا کہ یہ صالح دن ہے یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

پس ہم تمہارے سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں پس آپ نے روزہ رکھا اور حکم فرمایا اس دن روزہ رکھنے کا۔

چنانچہ یہودی روزہ رکھتے تھے عاشورے کے دن کا کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اذنا فرض تھا اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی یادگار منانا بڑی تاریخوں میں عبادت کرنا سنت انبیاء ہے تو اللہ تعالیٰ نے سکما فرمایا: "اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ" اے بنی اسرائیل! تم ان نعمتوں کا ذکر کیا کرو اور ان کی یاد منایا کرو۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعمت اللہ ہیں کہ نہیں؟ اور ان کی تشریف آوری (میلاد النبی) پر یوم تشکر منانا چاہیے کہ نہیں؟ اور یوم میلاد منانا چاہیے کہ نہیں؟

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑی نعمت اللہ ہیں

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ نعمت عظمیٰ ہیں کہ اللہ نے ان کو مبعوث فرما کر احسان جتایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا۔ (پ ۳ آیت عمران: ۱۶۳)

"انہیہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین میں رسول اللہ کو مبعوث فرما کر بہت بڑا

احسان ان پر فرمایا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے حصول پر اس کی یاد منانے کا حکم بھی فرمادیا ہے کہ

وَ اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءٌ فَآلَفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ

فَأَضْبَحْنَاهُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا. (پ ۲ آل عمران: ۱۰۳)
 ”اور یاد مناد اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی کہ جب تم دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو (اس نعمت کے صدقہ سے) جوڑ دیا اور تم اس نعمت کے صدقہ سے بھائی بھائی ہو گئے۔“

اور فرمایا:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ.

اور یاد دلائیے (اے محبوب!) ان (صحابہ کرام) کو اللہ کے دن۔
 تو اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن سے زیادہ عظیم کون سا دن ہو گا جس کی یاد منائی جائے؟

ایام اللہ سے مراد کیا ہے؟

پہلا قول: ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں جن میں طوفانِ جبرائیل، قتلِ صفادع دم وغیرہ تو اثر نازل ہوئے۔

دوسرا قول: ومن ذلك ایام العرب لحر و بها وملاحمها لیوم ذی قار یوم فجار یوم قضه وغیرہ۔

تیسرا قول: نسائی اور عبد اللہ بن احمد و ابی احمد (امام احمد بن حنبل) میں اور بیہقی شعب الایمان میں ابی ابن کعب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر ایام اللہ میں فرماتے ہیں کہ ”احسانات الہی جو جنتی اسرائیل پر ہوئے وہ مراد ہیں۔“

راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں:

”ایام اللہ میں حسب سے بڑی نعمت کے دن ولادت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اور معراج ہے“ گویا ان دونوں ایام کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے اور اس اصل کے تحت ان بزرگوں کے ایام ولادت و وفات بھی آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں علم و عرفان اور تقرب کی نازل کیں۔

جیسے حضور داتا گنج بخش، حضور غوث پاک، سرکار الہند غریب نواز، جمیری، قطب عالم، بختیار رکھی، محبوب الہی سلطان الادبیاء، دہلوی، بابا فرید گنج شکر، حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان کی ولادت کا جشن ان کی وفات کے دن عرسِ حدیث شریعت تک ”وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ“ کے تحت آتا ہے۔

پھر اسی میں محرم الحرام کا عشرہ یوم بدر وغیرہ رمضان المبارک سب ایام اللہ ہیں۔

(تفسیر احسان جلد سوم ص ۲۸۳ مطبوعہ فیضان القرآن، ممبئی شریعت بور)

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، بھیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربی میں نعمتوں کو بھی ایام کہا جاتا ہے اور گزشتہ واقعات کو بھی یہاں دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں، یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو ہم نے ان پر فرمائیں، کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی انہیں کس طرح

..... ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریف آوری سے ہمیں کیا جہنم سے نجات نہیں ملی اور شاہ بابائی ہے کہ

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ فِئَتِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا. (پ ۲ آل عمران: ۱۰۳)

”اور اللہ کا احسان اپنے آپ پر یاد کرو جب تم میں ہر تھا تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم ایک غارِ دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔“

یعنی کرتے ہیں اپنا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بچھا اور تم کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہارے لیے دوزخ سے بچنے کے لیے وسیلہ عقلی بنایا تو اگر قوم موسیٰ کو فرعون سے نجات ملنے کے دن اللہ تعالیٰ اس دن کی یاد منانے کا حکم فرماتا ہے تو ہمیں بھی دوزخ سے نجات ملنے کے دن کی یاد منانے کا حکم فرماتا ہے کہ (وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ) لہذا سیلا دہلی پر غوثی سنا: فضل ارشاد بابائی ہی تو ہے نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

انما سمعت احیداً لانی احید عن امی ناز جہنم. (درج و علی ابن مبارک ص ۱۷۶)

میراثم احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتشِ دوزخ و بیخ فرماتا ہوں۔

تو جس محبوب کی وجہ سے امت آتشِ دوزخ سے محفوظ رہے اس کا جشن ولادت کیوں نہ منایا جائے؟

سمندر سے انہیں سلامتی سے گزارا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا انہیں گزری ہوئی قوموں کے واقعات و حالات سنائیں۔

(تفسیر، القرآن جلد دوم ص ۵۵۵ از مجرم شاہ مجبوری رحمۃ اللہ علیہ)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ

وقال ابن عباس وابی بن کعب ومجاهد وقنادة "بنعم الله" وقال مقاتل "بوقال الله في الاسم السابقة قوم نوح وعاد وثمود" والتقدير فذكرهم بما كان في ايام الله الماضية من النعمة او البلاء". (تفسیر طبری ج ۵ ص ۳۵۴-۳۵۵ مطبوعہ کوثر)

ابن عباس، ابی بن کعب، مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں: ایام اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ (تفسیر بغوی ج ۳ ص ۱۲۷ ہجری) مقاتل فرماتے ہیں: اس سے مراد قوم نوح، عاد اور ثمود کے واقعات ہیں۔ (تفسیر بغوی ایضاً) پس تقدیر یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی گزشتہ نعمتیں اور آزمائشیں یاد دلاؤ۔ (طبری)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

امام ابن ابی جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر جاری فرمائے۔ (تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۹۲ اردو)

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے (وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ) کے تحت روایت فرمایا:

"ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرمائی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم فرعون سے نجات دی تھی ان کے لیے سمندر کو چھڑ دیا تھا ان پر بادلوں کا سایہ کیا تھا اور ان پر من و سلویٰ اتارا تھا"۔ (تفسیر طبری ج ۱۳ ص ۲۱۹ تفسیر درمنثور اردو ج ۳ ص ۱۹۶ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۶۶۱ تفسیر کبیر الرازی ج ۲ ص ۲۵)

نبی کریم علیہ السلام نے خود "ذکرہم بایام اللہ" پر عمل فرمایا

امام اجل حافظ الحدیث حضرت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے

روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ

جب "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ" کا ارشاد نازل ہوا تو آپ نے وعظ فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام ابن مردودہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن سلمہ عن علی یا الزبیر کے طریق

سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب فرماتے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد

دلاتے تھے۔

(تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۹۲)

جناب وہابی صاحب! اب تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بیان کی محفل سجا کر اس میں وعظ کرنا خود ذات نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ثابت ہو گیا تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انعامات خداوندی کا ذکر کرنا اس کی محفل سجا کر وعظ کرنا اور شکر یہ کے طور پر یہ دن منانا تو سنت ہے بدعت نہیں!

تو اگر اس ذکر اعظم انعامات الہیہ کی آمد پر اس کے سیلا دودھ کی محفل سجانا اس

نعت عظمیٰ کے شکر یہ میں جشن منانا خوشی کرنا وعظ کرنا کیوں کر بدعت ہوگا؟

وہابی صاحب! یہ تمہاری ہی جرأت و بے باکی ہے کہ سنت کو بدعت کہہ کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہو اور لوگوں کو در رسول سے دور لے جانے کی نئی مذموم راہیں نکال کر خود بدعتی قرار پارہے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

مولانا مفتی افتخار احمد نجفی کہتے ہیں کہ "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ" ایت سے چند

مسائل مستنبط ہوئے:

پہلا مسئلہ: اچھے دنوں کی یادگاریں قائم کرنا جائز بلکہ واجب ہیں اس سے دینی و دنیوی بہت فوائد ہیں یہ مسئلہ ”وَذَيِّقُوهُمْ اِنْ“ سے مستحکم ہوا کیونکہ ”ذیکو“ امر ہے اور امر اصلی معنی میں وجوب کے لیے ہوتا ہے لہذا محفل میلاد شب معراج اور گیارہویں بارہویں پاکستان کی یادگار وغیرہ سب جائز ہیں۔ (تفسیر فی پارہ ۱۳ ص ۳۹۰)

خلاصہ تفسیرات

مندرجہ بالا تمام تفاسیر کے حوالجات سے خلاصہ یہ نکلا کہ ”ایام اللہ“ سے مراد وہ دن ہیں کہ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں پر انعامات فرمائے ان کی یاد منانے اور ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو جس دن اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کا حصول ہوا، تو یاد وہ سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کا دن ہے لہذا اسے سب دنوں سے اعلیٰ طریقہ سے منانا چاہیے اور اسے شایان شان طریقہ سے منانا اسی آیت کریمہ پر عمل ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی عظمت سمجھنے اور پھر اعلیٰ پائے پر منانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

اثبات میلاد ازا حدیث مبارکہ

منکرین میلاد کہا کرتے ہیں کہ

”محافل میلاد کرنا میلاد شریف منانا بریلویوں کی ایجاد نو ہے (بدعت ہے) حدیث میں اس کا ثبوت کہیں نہیں ہے۔“

اس کا جواب دینے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جگہ جگہ سیرت کے جلسے ہوتے ہیں ان پر لائننگ اور چراغاں ہوتا ہے، بیویں وغیرہ لگتی ہیں اسٹیج بنتے ہیں دریاں بچھتی ہیں، شامیا بنے لگتے ہیں مولوی آ کر گلے پھاڑ پھاڑ کر سارا روزہ حضور علیہ السلام کی اور اولیاء کا بلین کی گستاخیوں پر صرف کرتے ہیں، بھیت کفریہ کس حدیث سے ثابت ہے، کیا یہ سب کچھ بدعت نہیں ہے؟

کیا اس طرح سیرت کے جلسے حضور نے کیے صحابہ کرام نے کیے؟
کیا اس طرح جشن نزول قرآن مقررہ شب قدر میں حضور نے یا صحابہ کرام نے منایا؟

کیا جشن صد سالہ دیوبند منانے کا ثبوت قرآن و سنت میں ہے؟
کیا اہل حدیث کا یوم جائیں منانا کسی آیت یا روایت سے ثابت ہے؟
جب ایسا کرنا ثابت نہیں ہے اور یقیناً ثابت نہیں ہے تو پھر کیا تم بھی بدعتی قرار نہیں پاتے؟
اگر تم بدعتی قرار نہیں پاتے تو اہل سنت میلاد مصطفیٰ منا کر کیوں بدعتی قرار پاتے ہیں؟

کیا یہ یک طرفہ دُگری نہیں ہے؟
کیا قرآن و سنت کے قوانین سب امت کے لیے یکساں نہیں ہیں؟
کیا یہ فتویٰ ہائے کفر و بدعت و شرک صرف میلاد منانے والوں کے لیے ہی ہیں؟
کیا یوم پاکستان، جشن آزادی، یوم دفاع منانے اور یوم پیدائش قائد اعظم محمد علی جناح و علامہ اقبال منانے پر بھی یہی فتویٰ جاری ہوگا؟

بَلِّغْ عَشْرَةَ كَامِلَةً (پارہ ۱۶، البقرہ: ۱۹۲)

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (پارہ ۱۶، البقرہ: ۱۱۱)

وہابی صاحب! ان سوالات کا جواب آپ پر فرض ہے جو آپ کو ہر حال میں چکوانا ہے ورنہ اہل سنت یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہابیوں کو صرف ذاتِ رسول اللہ علیہ السلام سے عداوت ہے، بس اور کچھ نہیں اور تمہیں دعوتِ فکری دینے میں بھی ہم حق بجانب ہوں گے کہ موت آنے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے آؤ اس عداوتِ رسول کو اپنے سینوں سے نکال دو اور سچے بچے غلامانِ رسول بن جاؤ اور جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ ہو جاؤ۔

جہاں تک میلاد مصطفیٰ کا ثبوت حدیث سے ثابت کرنے کا مطالبہ ہے تو عرض کرنا ہوں کہ آؤ!

تم سیرت النبی منانا ثابت کرو..... صحاح ستہ میں سے کہیں دکھاؤ کسی امام حدیث نے سیرت النبی کا باب ہی باندھا ہو..... اور یاد رکھو تم نہیں دکھا سکتے ہو..... اور فقیر صحاح کی عظیم کتاب جامع الترمذی سے ”باب ما جاء في ميلاد النبي“ دکھاتا ہے ملاحظہ ہو! امام ترمذی نے باب ہی یہ باندھا ہے کہ

”باب ما جاء في ميلاد النبي صلى الله عليه وسلم“۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲)

اور اس باب کے تحت یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ مطلب ابن عبد اللہ ابن قیس ابن خمر ما اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ولدت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم عام القيل .

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲)

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام قیل (قبل کے سال) پیدا ہوئے۔

اور امام ترمذی کہتے ہیں: ”هذا حديث حسن غريب“ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وہابی جی! بتائیے کیا صحابی رسول اپنا اور رسول اللہ کا میلاد بیان کر کے بدعتی تو نہیں ہو گئے؟ (معاذ اللہ تعالیٰ)

کیا امام ترمذی اس روایت کو بیان کر کے بدعتی تو نہیں ہو گئے؟ (استغفر اللہ تعالیٰ)

وہابی صاحب! آپ کی تسامح اور چشم پوشی پر میں واری واری جاؤں کہ اللہ فرمائے: ”سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ“ آپ نہ مانیں۔

ایک بخیر فرمائے: ”وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ“ آپ نہ مانیں۔

صحابی فرمائیں: ”ولدت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم عام“

العیلیٰ ”مگر آپ کو ہرگز نظر نہ آئے۔“
اور آپ بدعت بدعت کے گولے برساتے ہی چلے جائیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
مگر وہابی جی! آپ کی چشم پوشی اور بدعت کے فتوؤں سے کون میلاد منانا چھوڑے؟

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

وہابی صاحب! اب تو خود آپ کے مجدد نواب صدیق الحسن بھوپالوی ”الشمسۃ احمریہ“ میں مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی ”سراج المنیر“ سیرۃ مصطفیٰ میں مولوی نواز چیمہ ”خطبات چیمہ“ میں مولوی اشرف علی تھانوی ”مواعظ میلاد النبوی“ میں اسی طرح ”نشر الطیب“ میں سارے کا سارا میلاد لکھ کر بدعتی ہو چکے ہیں ذرا ان کی بھی خبر لیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا میلاد منایا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اپنے فضائل کا خطبہ ارشاد فرما کر محفل میلاد منائی ملاحظہ ہو! حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل واصطفی من ولد اسماعيل بنی کنانہ واصطفی من کنانہ قریشاً واصطفی من

قریش بنی ہاشم واصطلفانی من بنی ہاشم .

(جامع الترمذی جلد دوم ص ۲۰۱ مشکوٰۃ ص ۱۲۳ انشراح الیہ ج ۱ ص ۱۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا اور اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھے بنی ہاشم سے چنا۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقہم و خیر القریضین ثم خیر القبائل فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتہم فانا خیر ہم نفسا و خیر ہم بیتا .

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۱)

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہتر فرقہ سے بنایا اور فریقین کو پسند فرمایا تو جن قبائل کو پسند کیا مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ سے پسند فرمایا پھر گھروں کو پسند کیا تو مجھے بہتر گھرانے سے پسند فرمایا پس میں ان سے ذاتی اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

نبی کریم علیہ السلام سے حضرت عباس راوی ہیں کہ

فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ہم ثم جعلہم فرقین فجعلنی فی خیر ہم فرقۃ ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیر ہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوت فجعلنی فی خیر ہم بیتا و خیر ہم نفسا . (جامع الترمذی جلد دوم ص ۲۰۱)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے فرمایا: میں محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے اچھے لوگوں میں پیدا فرمایا پھر اچھے لوگوں کی دو جماعتیں بنائیں اور مجھے ان لوگوں کی بہتر جماعت میں سے بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے اچھے قبیلے سے بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان قبیلوں کے گھرانے تو مجھے اچھے گھروالوں سے بنایا پس میں ذاتِ حسب و نسب کے لحاظ سے ان سب سے بہتر ہوں۔

بتائیے وہابی جی! کیا یہ محفل میلاد نہیں ہے؟

صحابہ سامعین ہیں خطیب الانبیاء صحابہ سے خطاب فرما رہے ہیں اور موضوع انصاف مصطفیٰ ہے تو ایسی محفل سجا کر لوگوں کے سامنے حضور علیہ السلام کے حالات ولادت و فضائل و محمد نبوی بیان کرنا ان احادیث سے ثابت ہے کہ نہیں؟ اور نبی کریم مایہ السلام کی سنت ہے کہ نہیں؟ مگر آپ ہیں کہ بڑی ڈھنگی سے کہے جاتے ہیں:

حدیث سے ثابت نہیں..... بدعت ہے..... نبی کریم نے ایسا نہیں کیا۔

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وہابی صاحب! لکھئے ملاحظہ کیجئے! ایک اور حدیث مبارکہ:

حضور علیہ السلام نے خود اپنی ولادت کے حالات بیان فرمائے

صحبہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بارگاہِ سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کے بارے آگاہ فرمائیے! "اعبرنی عن نفسك" تو ارشاد فرمایا: "انا دعوة ابی ابراہیم وبشری عیسیٰ علیہ السلام ورات امی حین حملت بی انہ خرج منها نور اضاءت لہ قصور الشام"۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۶۰، النہضۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۴، مشکوٰۃ ص ۱۲، تاریخ الخلفاء ج ۲ ص ۲۳۱)
میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا شمر) ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی بشارت ہوں اور جب میری والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا مجھ سے حاملہ ہوئیں تو ان
سے ایک نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تو نور میں ہوں۔

نور ازل چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا
کلی والا آ گیا ہر تھاں سویا ہو گیا

کیوں جی وہابی صاحب! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ
میں دعائے ابراہیم ہوں بشارت عیسیٰ ہوں وہ نور ہوں جس کی روشنی سے میری
والدہ نے شام کے محلات دیکھ لیے۔

کیا یہ سب کچھ وہی باتیں نہیں ہیں جو ہم غلامانِ رسالت مآفل میلاد میں بیان
کرتے رہتے ہیں اور اسے آپ بدعت کے فتوؤں سے نوازتے رہتے ہیں حالانکہ رسول
اللہ کے خود بیان فرمانے سے یہ بیان کرنا سنت قرار پائے ہم تو سرکار کی سنت سمجھ کر بیان
کرتے ہیں کہ۔

ہوا پہلوئے آمنہ سے اویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

یوم میلاد کی اہمیت

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنين فقال
فيه ولدت (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو
آپ نے فرمایا: اس دن ہماری ولادت ہوئی (لہذا روزہ رکھا کرو)

وہابی جی! جن اہل حرمین کو تم اپنے سے ملنا ناپا عث افتخار سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ بھی

ہمارے عقیدہ کے وہابی ہیں وہ آج بھی پیر کے دن کا روزہ اس لیے رکھتے ہیں کہ یہ یوم
میلادِ مصطفیٰ ہے مگر تم ہو کہ اس مقام پر انہیں بھی بدعتی کہنے سے نہیں چوکتے ہو؟
ع ارے تجھ کو کھائے تب ستر ترے دل میں کس سے بخار ہے
اہل حرمین کا میلاد مننا ہمارے لیے کافی ہے (حاجی امداد اللہ مہاجر کی)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
ربیع الاول شریف میں حضور علیہ السلام کا مولود شریف تمام اہل حرمین یعنی مکہ
شریف اور مدینہ شریف کے لوگ کرتے ہیں پس ان کا میلاد شریف منانا ہی ہمارے
واسطے حجت یعنی دلیل کافی ہے۔ (امداد اللہ ص ۵۰، از مولوی رشید احمد منکلووی)

تایید ذریت نجدیہ!

اثبات رفع یدین کے لیے تو تمہارے نزدیک اہل حرمین حجت ہیں
اثبات آمین بالجہر کے لیے تو تمہارے نزدیک اہل حرمین حجت ہیں
دیگر مسائل فقہیہ میں تو آپ اہل حرمین کے ساتھ ہیں!

مگر میلاد شریف منانے میں آپ ان سے اتنا سخت اختلاف کرتے ہیں کہ وہ
اسکی ہی اس میدان میں رہ جاتے ہیں اور آپ دُوم دبا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں آخر
پاکستانی وہابیوں کی دورگی چال

پاکستان کے وہابی جیسے میلاد شریف کے سلسلہ میں اہل حرمین کے کفر مخالف ہیں اسی طرح میں رکعت نماز
تراویح میں بھی ان کی ذریت مخالفت کرتے ہیں تو ہر اربع میں رکعت ادا کرتے ہیں نہ اس سے بدعت قرار دے کر
آٹھ رکعت ادا کرنا سنت جانتے ہیں تمام اہل حرمین غلطی عقیدہ ہیں جبکہ یہ وہابی غیر عقیدہ ہیں اور عقیدہ غلطی کو شرک
کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ۔

شرک کی اک شاخ ہے عقیدہ
تو نے ج کہا ثناء اللہ

ہم کہتے ہیں کہ

دو رگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

وجہ کیا ہے؟ کہ بیٹھی بیٹھی چپ اور کمزوری کڑوی تھوہ۔ میاں محمد صاحب عارف کھڑی روی پنجاب فرماتے ہیں کہ

بعض رنگاں تے مرمر جاویں اعضاں توں وٹ کھاویں
اعضیاں مٹیں، اعضاں منکر توں منصف کیویں سداویں

میلاوا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی میلاوا مصطفیٰ کی محفل سجائی، ملاحظہ ہو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

جلس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فخرج حتی اذا دلی منهم سمعہم بتذاکرون قال بعضهم ان
اللہ تعالیٰ اتخذ ابراہیم خلیلاً وقال آخر "مومنی کلمہ اللہ
تکلیماً" وقال آخر "فعیسی کلمہ اللہ وروحہ" وقال آخر
"آدم اصطفاہ اللہ تعالیٰ"۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تشریف فرما تھے پس حضور علیہ السلام تشریف لائے حتیٰ کہ ان سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔
دوسرے صاحب بولے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔
ایک اور صاحب گویا ہوئے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔
ایک دوسرے صحابی نے ارشاد فرمایا:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جن لیا۔
تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قد سمعت کلامکم عجیبکم ان ابراہیم خلیل اللہ وهو
کذلک وموسى نجی اللہ وهو کذلک وعیسی روحہ وکلمہ
وهو کذلک وآدم اصطفاہ اللہ وهو کذلک الا وانا حبیب
اللہ"۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

تحقیق میں نے تمہارا کلام کرنا اور تعجب میں پڑنا سنا، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں (جیسا کہ تم نے کہا) اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راز کی باتیں کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح اور کلمہ ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔

کیوں تجا وہابی صاحب! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ذکر انبیاء وفضائل مرسلین کی محفل (محفل میلاوا) سجائی کہ نہیں؟ نبی کریم علیہ السلام نے اور دیگر ان اصحاب رسول کے سامعین نے اس محفل میں شرکت کر کے اس کو سنا کہ نہیں اور پھر اسی محفل میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کا خطبہ ارشاد فرما کر اور صحابہ نے یہ خطبہ سن کر محفل میلاوا منائی کہ نہیں؟ اور اس طرح فضائل انبیاء کی محفل (محفل میلاوا) برپا کرنا سنت صحابہ بنا کہ نہیں اور فضائل سید المرسلین بیان کرنا خود سنت مصطفویہ قرار پایا کہ نہیں اور سنی بریلوی حنفی اسی طرح کر کے سنت پر عمل کرتے ہیں کہ نہیں؟

اور تم اسے بدعت قرار دے کر جہنم کا ایدہ سن بننے ہو کہ نہیں؟

ایک اور صحابی رسول حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لقبت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص قلت اخبرنی عن صفۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة قال اجل واللہ انہ لموصوف فی التوراة ببعض صفته فی القرآن .

(منقولہ شریف ص ۵۱۲)

میں حضرت عبداللہ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا: مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعمت سناؤ جو تورات میں ہے انہوں نے کہا:

۱۔ میلاد کا مقام۔ ۲۔ نوافل و قیام۔ ۳۔ خیرات کا مقام علیہ السلام

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شبِ اسرائی کے دن ہمارے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اھت بدابة فوق الحمار ودون البغل خلوها عند منتهی طرفھا فوکیت ومعی جبرئیل علیہ السلام فسرت فقال انزل فصل ففعلت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت بطیبة والیہا المهاجر ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت بطور میناء حیث کلم اللہ موسیٰ علیہ السلام ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اندری ابن صلیت؟ صلیت بیت لحم حیث ولد عیسیٰ علیہ السلام الخ . (سنن ترمذی ص ۷۷۷)

ایک چوپایہ لایا گیا (شبِ معراج) جو گدھے سے بڑا اور گھڑ سے چھوٹا تھا اس کا قدم منہ کے نظر پر پڑتا تھا میں اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل علیہ السلام تھے نہیں میں چلا تو حضرت جبریل نے عرض کیا: آتریے اور نماز (نفل) ادا کیجئے ابھی میں نے (ایسا) کیا تو جبریل نے عرض کی: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نفل ادا کیے؟ آپ نے طبر میں نفل ادا کیے جو آپ کی ہجرت گاہ ہے (طبر میں چلا تو) جبریل نے کہا: آتریے اور (نفل) نماز ادا کیجئے ابھی میں نے نفل پڑھے تو جبریل نے عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس جگہ پر یہ نماز (نفل) ادا کی؟ آپ نے طبر میں ادا کیا جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اس مقام پر نفل ادا کیے ہیں (طبر میں چلا تو) جبریل نے عرض کی: آتریے اور (نفل) نماز ادا فرمائیے ابھی میں نے نفل ادا کیے تو جبریل نے عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے (یہ نفل) کہاں ادا کی؟ آپ نے (یہ نفل) نماز بیت اللحم میں ادا کی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا (ان کی ولادت والی جگہ پر) (باقی حاشیہ اگلے صفحات پر)

تھہرو! سنو! اللہ کی قسم! وہ الہیت ضرور موصوف تھے قرآن میں ان بعض صفات سے جو تورات میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ) اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل اسرارِ جاہت ہوئے۔

- (۱) حدیث منورہ جا کر آپ کی قبرت گاد گھٹتے ہوئے داخل ادا کرنا سنت نبوی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
- (۲) جس جگہ کو کسی اہل اللہ سے نسبت ہو جائے وہاں پر رک کر (دوران سفر) نفل ادا کرنا بھی میرے مدنی کریم علیہ الخیرہ و الصلیم کی سنت ہے جیسا کہ طور سینہ کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے اور میرے آقائے وہاں نفل ادا کیے۔

(۳) پیغمبر کے میلادِ روائی جگہ پر (میلادِ الہی کی نسبت سے) نفل ادا کرنا بھی تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ بیت اللحم (مقام میلادِ مصلیٰ علیہ السلام) پر سرکارِ نفل ادا فرمائے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے اس جگہ کا تعارف ہی میرا دے کے حوالہ سے کر دیا کہ "حیث ولد عیسیٰ علیہ السلام" اس حیثیت سے (یہاں نفل ادا کیے کہ) وہ تمام ولادت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

کیوں نبی دہانی صاحب!

اگر میلاد اور میلادِ الہی والی جگہ کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو سیدنا جبریل علیہ السلام اس مقام پر کسی اور حوالے سے تعارف کراتے یا یہاں نفل ادا کرنے کے لیے عرض نہ کرتے کہ یہ میلاد کی جگہ ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس جگہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہاں پیدا ہوئے تھے اس وقت نفل ادا کر لینے کافی تھے اب تو سینکڑوں سال کا عرصہ گزر گیا اب کیا ضرورت ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے باقی تمام حوالے چھوڑ کر صرف اور صرف میلاد کے حوالے کا ذکر فرمایا کہ "حیث ولد عیسیٰ علیہ السلام" تاکہ پتا چلے کہ یہ میلاد کے حوالے سے جگہ کی اہمیت کا عقیدہ اور وہاں میلاد کی وجہ سے نفل ادا کرنا (میلادِ الہی منانہ) اور میلاد سے سینکڑوں سال بعد نبی کریم سے وہاں نفل ادا کرنا صرف بریلوی ایچ اے جبریلی اعتقاد ہے اور یہ صدیوں پرانا طریقہ ہے۔

شبِ معراج: آسمانوں کو سجا کر..... خراشیں جا کر..... بنیز لگا کر..... مانتے سجا کر..... جہنم بجا کر..... جنت کی زیبائش کروا کر..... جبرائیل و میکائیل امرا نفل و عزرائیل کو جھنڈے پکڑ کر..... براق بھیج کر خصوصی طور پر اس مقامِ ولادت پر نفل اس لیے بھی پڑھوائے گئے کہ کل اگر میرے حبیب کے تمام اس کے میلاد سے سینکڑوں سال بعد میلاد کے موقع پر

بازار سجائیں..... جھنڈیاں لگائیں..... جھنڈے پھرائیں..... بھراشیں جائیں..... بنیز لگائیں..... رستے سجا لیں..... زیبائش و آرائش کا سامان کریں..... بیس..... گاڑیاں..... اونٹ و گھوڑا زاروں میں سجا کر لائیں تو

کوئی بے ایمان یا کفران پر چھوٹیاں نہ کئے وہ بدعت و کفر و شرک کے ثبوت نہ ہو بلکہ ان کو یہ سب کچھ کرنے میں حق بجانب تصور کرے کہ شب معراج یہ سب اہتمام و انتظام کر کے مینا و بیٹی علیہ السلام مینا گیا اور "وَلَا تَجْعَلْهُ رَبِّي حَتَمًا مِّثْلَهُ" کے مطابق اس دن کی یاد مینا گئی جس دن نبی علیہ السلام کا مینا ہوا تھا اور "فَلْيُحْضِرْ لِنَفْسِهِ إِلَهُ" و "بِزَوْجِهِ قَبِيلَكَ فَاُكَلِّمُوهُمْ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا" پر عمل کرتے ہوئے یہ سب اہتمام و انتظام بھی کیا گیا اور نوافل بھی پڑھے گئے کہ "هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَتَّبِعُونَ" کا عملی مظاہرہ بھی ہو جائے۔

نار حیرنی چمن پھل پر ہزار عیدیں واقع الاول
سوائے اللہ کے جہاں میں کبھی تو خوشیاں سمار ہے ہیں

حدیث مبارکہ میں "فَلْيُحْضِرْ لِنَفْسِهِ إِلَهُ" پر توجہ فرمائیں
کہ یہ صیغہ (مدیرہ منورہ) آپ کی اجازت کا ہے۔

انہی حجرت کا وہی نہ تھی بلکہ زمانہ مستقبل میں بھی تھی مگر اس کا ادب و احترام اور اس میں نوافل پہلے سے ادا کیے گئے۔

معلوم ہوا کہ جو مقام اہل اللہ سے نہایت (مستقبل میں) پائے والا ہو وہ بھی محترم و عظیم ہوا کرتا ہے اس مقام میں برکت و عظمت اللہ تعالیٰ نے پیسے سے ہی رکھی ہوئی ہے ماحظ ہوا!

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدیرہ منورہ کی تعظیم کی

صاحب تفسیر لکھی جناب مفتی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان کی کسی سفر پر جاتے ہوئے ایک جنگل پر سے گزرنے لگا تو سلیمان علیہ السلام نے ٹکڑے ٹکڑے تخت اٹا کر لیا جاتے چنانچہ تخت زمین پر آگیا "آپ نے اپنے تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ "یہ گیارہ میل کا میدان سب لوگ پیدل لگے چر طے کریں گے۔"

جب میدان طے ہو گیا تو تخت لایا گیا سب لوگ دوہار و تخت پر بیٹھے آپ نے اس جگہ کچھ دیر قیام فرما کر ایک محل کا قیام فرمایا۔

نظریہ: یاد اور سلیمان علیہ السلام

ہمس میں آپ نے تقریر فرماتے ہوئے اس میدان کو پیدل اور لگے چر طے کرنے کی وجہ بیان فرمائی کہ "ایک وقت آئے گا جب یہاں سرکار ختم المرسلین و انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اس کو اپنا وطن بنائیں گے انہیں آپ کا حرا مقدس ہوگا۔"

پھر کچھ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی فرمائی اور فرمایا کہ "ساری مخلوق یہاں جگہ کا ادب واجب ہے۔"

اس وقت آپ کے ساتھ ایک بادشاہ صلیح نام کے تھے انہوں نے عرض کی کہ حضور! اگر اجازت ہو تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں ٹھہر جاؤں اس میں ان علیہ السلام نے اجازت دے دی اس طرح سب سے پہلے یہاں آبادی اور ہائیکس کی بنیاد ان ہی بادشاہ اور ان کے ساتھیوں نے رکھی اور بادشاہ کے نام پر اس شہر کا نام طبع یا طوبی رکھا گیا جو بعد میں طیبہ کہلا گیا۔

پھر اس کا نام ایک شخص کے نام پر ٹرپ رکھا گیا "آقائے کائنات حضور القدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر مدیرہ رکھا جس کو سب تعالیٰ نے منورہ بنادیا اور طیبہ یا طوبی نام باقی رکھا مگر ٹرپ نام ختم کر دیا اس لیے کہ ٹرپ کا ایک معنی خراب بھی ہے یعنی ٹرپ اور بیمار ہوں والا اب اس کو ٹرپ کہنا شرعاً گناہ ہے جو جان کر کہے گا وہ ہر بخت چینی ہے۔

طبع بادشاہ کا مکان وہی تھا جس میں ہجرت کے وقت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رہے تھے حضرت ایوب انصاری اسی بادشاہ کی اولاد میں سے تھے آج وہاں مسجد تبارک شریف ہے۔

بادشاہ نے وقت کے وقت ایک وفد لکھا تھا جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک اہل تفریحی عید میاں انہی کی محفل اور اس سرزمین کا خلاف پھر اپنا یہاں ٹھہر جانا ہستی آج ذکرنا اس کا نام رکھنا اپنا جانا ایمان لانا اور عشق مصطفیٰ میں اپنا حال اور ہر چیز کا تذکرہ لکھنا وہ وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تھا نسل در نسل ہوتا ہوا اس وقت حضرت ایوب انصاری کے پاس تھا جب اس گھر میں آقائے کائنات حضور القدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو خود فرمایا:

"ناؤ ہمارے: ماحظ ہوا ماحظ۔"

تب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حیران اور خوش ہوتے ہوئے وہ خط لکھا۔

(تفسیر نمبر ۱۷۷ ص ۳۶۷-۳۶۸ مطبوعہ نمکی کتب خانہ ہجرات)

اس ماں دیاں دیاں کون کون کرے؟

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان کی آڑا چلا چار ہاتھ تو نیچے زمین پر کھڑی ایک عورت نے کہہ کر "قرآن پاؤں اس ماں پر جس کا ایسا شان و شوکت و عظمت والا بیٹا ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ

"میری ماں سے بھی افضل ایک اور ماں دنیا میں آنے والی ہے جو محمد مصطفیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں ہوگی۔"

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

(تفسیر نمبر ۱۷۷ ص ۳۶۸ مطبوعہ ہجرات)

آج لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ علیہم السلام انہیں اپنی والدہ سے افضل بتا رہے ہیں۔

آج بے ایمان کہتے ہیں: رسول کی حیثیت کے مدینہ منورہ نہ جاکر اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہی نبیت سے کہ یہاں حضور کی آخری آرام گاہ ہوگی اس کا ادب و احترام کرتے اور اس زمین پاک پر ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔

اٹلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ہاں ہاں مدینہ ہے فاضل ارا تو چاک

اود پاؤں رکھنے والے یہ چاہٹم و سر کی ہے

اور ارشاد فرمایا کہ

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چنا

ارے سر کا موقع ہے اود جانے والے

ابھی وہاں سرکار کی جلوہ گری ہوئی تھی... مرقہ منورہ بنا تھا کہ سلیمان علیہ السلام مع اپنے سارے لشکر کے تمام شہر مدینہ کا علاقہ (جو اس وقت انگل و بیابان تھا) پیدل اور ننگے پاؤں طے فرما رہے ہیں تو اب تو وہ مدینہ منورہ میرے آقا کی جہت گاہ بن چکا ہے اور وہاں آپ کا روضہ انور موجود ہے تو اس مقام کا ادب و احترام کتنا ضروری اور لازم ہوگا؟

بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے کہ معظمہ سے بھی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلَا جِزْرَةَ خَيْرَ لَّكَ مِنَ الْآذَانِ (پ ۳۰ النجی ۳)

"اور آٹھری (گھڑی) بہتر ہے آپ کے لیے بکلی سے۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنُسُلِهِمْ فِي الدُّنْيَا خَسَفَتْ (پ ۲۲ النجی ۳)

"اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم دنیا میں ان کو اچھی جگہ دیں گے۔"

علامہ مطلق اقتدار چھپنوی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

ان آیات لطیفات سے چند مسئلے مستنبط ہوتے ہیں:

پہلا مسئلہ: تمام فقہاء اور اہل علم فرماتے ہیں کہ ہجرت نبوی کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ افضل ہے چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت دلائل قائم فرمائے ہیں اس آیت کریمہ نیز سورہ النجی کی آیت ۳ (وَلَا جِزْرَةَ خَيْرَ لَّكَ مِنَ الْآذَانِ) سے بھی یہ مسئلہ مستحب ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں مدینہ طیبہ کو "حسنة" یعنی

داری کائنات میں ترم مقام سے شرافت و تفضیل کا شرف دیا گیا ہے اور اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے وطن مکہ معظمہ کے مقابل دوسرے وطن مدینہ طیبہ کو "خیر" فرمایا گیا۔

یہ دونوں آیتیں مدینہ طیبہ کی فضیلت کے ثبوت میں اتنی مضبوط دلیل ہیں کہ مخالفین کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں بچتا فَافْتَحْهُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ (تفسیر نعیمی پارہ ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبات)

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ شہر مدینہ منورہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

اللَّهُمَّ اِنْتَ اخِرُ حَنِيٍّ مِنْ اَحِبِّ الْبِقَاعِ فَاصْصِلْهُ مِنْ اَحِبِّ الْبِقَاعِ الْبَيْتِ (المستدرک

للای کم جندب القلوب اردو ص ۳۶)

یا اللہ! تو نے مجھے اس شہر سے ہجرت کروائی جو مجھے دنیا کی تمام بہتیبوں سے زیادہ محبوب تھا اب

مجھے وہاں سکونت عطا فرما جو مجھے تجھے تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہو۔

تو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کا مسکن قیامت تک کے لیے مدینہ منورہ بنا دیا معلوم ہوا کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کو بھی ساری کائنات کے شہروں سے زیادہ محبوب ہے اس لیے یہی افضل ہے۔

نبی اکرم علیہ السلام کا محبوب شہر مدینہ منورہ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں روئی اطرز ہوئے تو دعا فرمائی کہ

اللَّهُمَّ حَبِّبِ الْبَيْتَ الْمَدِينَةَ كَحَبِيبَةِ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ

(جندب القلوب الی دیار محبوب ص ۲۵ شرح معنی و ہدوی)

اے اللہ! مدینہ منورہ کو دیکھ کر دیکھ کر مجھے جیسا کہ مکہ مکرمہ دیکھ کر دیکھ کر محبوب شہر تھا بلکہ اس سے بھی

زیادہ۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے زیادہ پسند تھا لہذا مکہ سے افضل ہے۔

صحابی رسول کا عقیدہ

حضرت استاذ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۷ ہجری) فرماتے ہیں کہ

روایات میں آیا ہے کہ مروان بن الحکم نے مکہ مکرمہ میں خطبہ دینا شروع کیا ایک دن منبر پر بیٹھا مکہ کے انھماک بیان کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر جن اکرام و انعام کی بارش کی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی وہ اس موضوع پر بڑی لمبی گفتگو کر رہا تھا (صحابی رسول حضرت ابراہیم بن عبد الجبار منبر کے ساتھ ہی بیٹھے اس کی باتیں سن رہے تھے وہ اٹھ اٹھ کر کہنے لگے۔

آپ نے مکہ کی بڑی تعریف کی یا ہوا اللہ کیا میں منتار ہاں سے نکال لوں کہ کہ بڑا منبر شہر ہے مگر آپ نے مدینہ منورہ کا ذکر نہیں کیا میں نے حضور کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب چاہتے جہاں چاہتے نبی کریم علیہ السلام کی محفلِ نعت و محفلِ میلاد سجا لیتے اور نعتیں سنتے سنتے فضائلِ محبوب کے تذکرے کرتے کرتے تھے اور اسی طرح آج بھی ہم جہاں چاہیں جب چاہیں سرکار

المدينة الفضل من مكة. (شرف النبی ص ۳۹۲)

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

طیبہ نہ سبھی راہ مکہ ہی سبھی افضل

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

پھر حضرت جبریل کا یہ عرض کرنا کہ طور بیٹا پرورش افراہنے اس پر بھی غور ہو کہ وہاں حکیم اللہ علیہ السلام کا کام ہوا تو وہ مقامِ معظم، حکرم، حبرک ہو گیا تو جہاں حبیب اللہ علیہ السلام اقامتِ قیامت آرام فرما رہے ہیں اس مقام کی عظمت کا اندازہ کون کرے؟

علماء اُمت کا اجماع

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تمام علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجماع کے بعد یہ بات ثابت ہے کہ وہ گواہ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ تمام اجزاء میں یہاں کہہ سکتے ہیں کہ یہی کوا تمام آسمانوں سے بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ (جذب القلوب ص ۲۲، از: رفیع الحق)

فقیر اس موضوع پر ای قریر کرتا جائے تو کتاب کا موضوع ہی فضائلِ مدینہ منورہ ہو کر رہ جائے گا مگر غرض طوالت اس موضوع کو یہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے۔

تو اس حدیثِ پاک میں بھی میلادِ انبی کو اجاگر کیا گیا جو منکرینِ میلاد اہل حدیث کو بلا کر میلاد کو بدعت کہتے ہیں ان کے لیے لکھ لکھ رہے ہیں کہ اس پر غور کریں ورنہ ہم یہ کہتے ہیں حق بجانب ہوں گے کہ

اونٹ دے اونٹ تیری کون ہی کل سیدھی

سوائے بدعتِ ساری کے اور کوئی کام ان منکرینِ عصمتِ مصطفیٰ کو نہیں ہے نہ ہی ساری ہی ان کا کام ہے کہ

جس نے میلاد پر جھٹکا یا وہ بھی بدعتی

جس نے گھر کو کھایا وہ بھی بدعتی

جس نے بیویں مرچیں لگا کر دیں وہ بھی بدعتی

جس نے میلاد کا جلوس نکالا وہ بھی بدعتی

کی نعتوں کی محفل (محفلِ میلاد) سجا لیتے، نعتیں پڑھ پڑھا لیتے ہیں کہ یہ سنت صحابہ کرام ہے۔

وہابی صاحب! اتنے قرآن و سنت کے دلائل ہم نے پیش کیے جن میں اثباتِ محفلِ میلاد موجود ہے کہیں تم بھی کوئی ایک دلیل پیش کرو کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہو یا صحابہ کرام نے کہا ہو کہ ایسا نہ کیا کرو؟

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

کسی امر کو ناجائز بدعت، منع کہنے کے لیے دلیل ضروری ہے

جس امر سے منع نہ کیا گیا ہو وہ مباح ہے اسے ناجائز قرار دینے کے لیے قرآن و حدیث سے دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ ”الاصول فی الاشیاء ایساحۃ“ ہرشیء میں اصل اباحت ہے اور حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اعلیٰ قرآن و حدیث میں حلال فرمادیں اور حرام وہ ہے جسے حرام قرار دے دیں اور جس سے خاموشی فرمائی وہ مباح ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه

وما سکت عندہ فهو مما عفی عنہ۔ (جامع الترمذی جلد اول ص ۲۰۶)

حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حلال قرار دیا

اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں حرام قرار

دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ مباح ہے۔

اور جس کو مؤمنین مستحسن قرار دیں وہ اللہ کے نزدیک بھی مستحسن ہوتا ہے ملاحظہ ہو

حدیثِ پاک!

ما راد المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۴)

جس (امر) کو مؤمنین مستحسن جانیں وہ عند اللہ مستحسن ہوتا ہے۔

میلاد شریف کو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک اُمتِ مرجمہ نے

مستحق قرار دیا اور کسی نے اس سے منع نہیں کیا سوائے مٹھی بھر وہابیوں اور قبیحین ابن عبد الوہاب نجدی کے اور یہ لوگ میلاد شریف کو بدعت قرار دیتے ہیں نامعلوم یہ بدعت کسے سمجھتے ہیں؟

فضلاء الامت حضرت پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض تشددین محفل میلاد کے انعقاد کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بھی وہ جو مذمومہ (سنیہ) ہے اور ضلالت ہے بے شک حدیث پاک میں بدعت سے احتساب اور پرہیز کا حکم دیا گیا ہے غور طلب امر یہ ہے کہ بدعت کا مفہوم کیا ہے؟ اگر بدعت کا مفہوم یہ ہے کہ

وہ عمل جو عہد رسالت میں اور عہد خلافت راشدہ میں نہ تھا اور اس کے بعد ظہور پذیر ہوا وہ بدعت ہے اور بدعت مذمومہ ہے اور اس پر عمل کرنے والا گمراہ ہے اور دوزخ کا ایدھن ہے۔

تو پھر اس کی زد صرف محفل میلاد پر ہی نہ پڑے گی بلکہ امت کا کوئی فرد بھی اس زر سے بچ نہیں سکے گا یہ علوم جن کی تدریس کے لیے بڑے بڑے مدارس اور جامعات اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں اور جن پر کروڑ ہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ان علوم میں سے بیشتر وہ علوم ہیں جن کا خیر القرون میں یا تو نام و نشان ہی نہ تھا اور اگر تھا تو اس کی موجودہ صورت کا کہیں وجود نہ تھا۔ صرف 'نحو' معانی 'بلاغت' اصول الفقہ اصول حدیث یہ تمام علوم بعد کی پیداوار ہیں کیا جن علماء و فضلاء نے ان علوم کو مدون کیا اور اپنی گراں قدر زندگیوں اپنی قیمتی صلاحیتیں اور اوقات ان کو معراج کمال تک پہنچانے کے لیے اور ان کی نوک پلک سنوارنے کے لیے صرف کیے

کیا وہ سب بدعتی تھے؟

اور اس بدعت کے ارتکاب کے باعث وہ سب ان حضرات کے فتویٰ کے مطابق

جہنم کا ایدھن بنے پھر گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے دامن میں کون رو جاتا ہے جسے جنت کا مستحق قرار دیا جائے؟ اسی طرح علوم قرآن و سنت اور فقہ کی تدوین تو خیر القرون میں نہیں کی گئی تھی یہ بھی بعد میں آنے والے علماء و فضلاء کی شہانہ روزگاروں اور کاوشوں کا ثمر ہیں پھر یہ علوم جن کا وجود ہی مجسمہ بدعت ہے کی تدریس کے لیے جو جامعات اور یونیورسٹیاں آج تک تعمیر کی گئیں یا اب بھی تعمیر کی جا رہی ہیں ان پر کروڑ ہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے

کیا یہ سب تعلیمات دینیہ کی خلاف ورزی ہے؟

اور غضب الہی کو دعوت دینے کا باعث ہے

یہ عظیم الشان مسجدیں اور ان کے فلک بوس مینار اور ان کے مزین محراب عہد رسالت میں کہاں تھے؟

کیا ان سب کو آپ گرا دینے کا حکم دیں گے؟ کیا آپ قاطع بدعت کہلانے کے جنون میں اپنی فوج سے توہین ٹینک بمبار طیارے سب چھین لیں گے؟ اور اس کے بجائے انہیں تیر کمان دے کر میدان جنگ میں جھونک دیں گے۔

جو بدعت کی تعریف آپ نے کی ہے وہ تو ان تمام چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے کیا اسلام جو دین فطرت ہے اس کی ہمہ گیر تعلیمات اور اس کی جہاں پرور روح کو آپ اپنے ذہن کے تنگ زنداں میں بند کرنے کی ناکام کوشش میں اپنا وقت ضائع کرتے رہیں گے؟

ہم ان حضرات کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ علماء اسلام نے بدعت کی جو وضاحت اور تشریح کی ہے اس کو پیش نظر رکھا جائے تو اس قسم کے توہمات سے انسان کو واسطہ ہی نہیں پڑتا وہ فرماتے ہیں کہ

بدعت کی پانچ قسمیں ہیں

واجب مستحب مکروہ مباح محرام

(۱) بدعت واجبہ

اس نئی چیز میں کوئی مصلحت ہو تو واجب ہے جیسے علوم صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم و تدریس اور اہل زلف و باطل کا رد۔

اگرچہ یہ علوم عہد رسالت میں موجود نہ تھے لیکن قرآن و سنت اور دین کو سمجھنے کے لیے اب ان کی تعلیم و تدریس واجباتِ دینیہ میں سے ہے اسی طرح جو باطل فرقے اس زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں موجود ہوئے ان کی تردید آج کے علماء پر فرض ہے۔

(۲) بدعت مستحبہ

وہ (نئی) چیزیں جن میں لوگوں کی بھلائی، بہتری اور فائدہ ہے وہ مستحب ہیں جیسے سراؤں کی تعمیر تاکہ مسافر وہاں آرام سے رات بسر کر سکیں یا میناروں پر چڑھ کر اذان دینا تاکہ مؤذن کی (اذان کی) آواز دور دور تک پہنچ سکے یا عام مدارس کا قیام تاکہ علم کی روشنی ہر سو پھیلے۔

یہ مستحبات اور مندوبات میں سے ہے۔

(۳) بدعت مباحہ

جیسے کھانے پینے میں وسعت اور فراخی اچھا لباس پہننا، آٹا چھان کر استعمال کرنا، یہ مباحات شرعیہ ہیں اگرچہ عہد رسالت میں ان چھنے آئے کی روٹی استعمال ہوتی تھی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ظهرت الفتن او قال البدع فليظفر العالم علمه ومن لم يفعل ذلك فليعلمه الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۹۷، انسان المیزان ج ۵ ص ۹۱، تاریخ خطیب بغدادی)

جب نئے ظاہروں یا انسان یا بدعتوں کا ظاہر ہوں تو اس وقت عالم اپنا علم ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول کرے گا نہ فعل۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان چھنے آئے کی روٹی تناول فرمایا کرتے لیکن اگر کوئی شخص آٹا چھان کر روٹی پکاتا ہے تو یہ اس کے لیے مباح ہے بدعت اور گمراہی نہیں تاکہ اس کو دوڑنی ہونے کی یہ حضرات بشارت سنائیں۔

بدعت مکروہہ

وہ کام جس میں اسراف ہو وہ مکروہ ہیں اس طرح مساجد اور مصاحف کی غیر ضروری زیب و زینت۔

بدعت ضالہ

ایسا فعل جو کسی سنت کے خلاف ہو اور اس میں کوئی شرعی مصلحت نہ ہو یہ حرام ہے۔

(فتاویٰ النبی جلد دوم ص ۵۲۵۵ حضرت پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھروی)

شراح مسلم امام ابو زکریا کی الدین بن شرف النووی نے فرمایا:

البدعة بكسر الباء في الشرع هي احداث ما لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي منقسمة الى حسنة وقبيحة قال الشيخ الامام المجمع على امامته وجلالته وتمكته في انواع العلوم وبراعته ابو محمد عبد العزيز بن عبد السلام رحمه الله تعالى ورضي عنه في آخر كتاب القواعد البدعة منقسمة الى واجبة ومحرمه ومندوبة ومكروهة ومباحة۔ (التمهيد في فقه حنفی ج ۲ ص ۴۲)

شریعت میں بدعت (باء کے کسر کے ساتھ) اس کو کہتے ہیں کہ ایسی نئی چیز پیدا کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں تھی اور اس کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ بدعت قبیحہ۔ علامہ ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ جن کی امامت و جلالت شان پر ساری امت متفق ہے اور تمام علوم میں جن کی مہارت و براعت کو سب تسلیم کرتے ہیں انہوں

نے اپنی کتاب "التقاء" کے آخر میں بیان کیا ہے کہ بدعت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح۔

امام ابو ذریٰحی الدین بن شرف النووی رحمہ اللہ کی اپنی شرح میں "کمل بدعة ضلالة" الحدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

هذا عام مخصوص والمراد غالب البدع قال اهل اللغة هي كل شيء عمل على غير مثال سابق قال العلماء البدعة على خمسة اقسام واجبة ومندوبة ومكروهة ومحرومة ومباحة فمن الواجب نظم ادلة المتكلمين للرد على الملاحدة والمبتدعين وشبه ذلك ومن المندوبة تصنيف كتب العلم وبناء المدارس والربط وغير ذلك ومن المباح التبسط في الوان الاطعمة وغير ذلك والحرام والمكروه ظاهران .

(شرح صحیح مسلم امام النووی ص ۲۸۵)

"كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" اگرچہ مہر ہے لیکن یہ مخصوص (البحر) ہے یعنی ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ غالب بدعت ضلالت ہوتی ہے لغت میں اس چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کی مثال پہلے موجود نہ ہو اور علماء کرام کہتے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) واجب (۲) مستحب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح

واجب کی مثال یہ دی ہے جیسے متکلمین کا طہرین اور اہل بدعت پر رد کرنے کے لیے اپنے دلائل کو منظم کرنا۔

مثلاً فقیر اور اس کے ہم مشرب علم کا میاں والہی کے منکرین کے لیے رد کرتے ہوئے اور دیگر کتب تصنیف کرنا بھی بدعت واجب ہے کیونکہ اس طرح حضور علیہ السلام کے عہد میں ظاہرہ میں اہل اللہ کے رد میں کتابیں تصنیف نہ کی گئیں تو کیا یہ بھی بدعت ضلالت ہوگی؟ نہیں۔ اور ان کے یہ بدعت تو بدعت حرام واجبہ ہے۔

مستحب کی مثال یہ ہے کہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں تصنیف کرنا مدارس تعمیر کرنا اور سرانگین وغیرہ بنانا۔

مباح کی مثال یہ ہے کہ جیسے طرح طرح کے لذیذ کھانے پکانا وغیرہ اور حرام و مکروہ ظاہر ہیں۔

امام موصوف نے تہذیب الاسماء واللغات میں بدعت محمد کی مثال یہ دی ہے: قدر یہ بجز یہ مرجعہ اور مجسمہ کے مذاہب باطلہ بدعت مکروہہ کی مثال مساجد کی بلا ضرورت و مقصد تزئین وغیرہ۔ (تہذیب الاسماء واللغات ص ۲۲)

لیکن محفل میلاد کے انعقاد میں نہ کسی سنت ثابتہ کی خلاف ورزی ہے اور نہ ہی کسی فعل حرام کا ارتکاب ہے بلکہ یہ نعمت خداوندی پر اس کا شکر ہے اور شکر ادا کرنا کثیر آیات سے ثابت ہے اسی طرح آیت "فَلْيُفْسِرُوا" سے اس فضل و نعمت خداوندی پر اظہار مسرت کرنا حکیم الہی ہے۔ (ضیاء البقی جلد دوم ص ۵۴)

میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی محافل کو بدعت اہل ناجائز کہنے سے پہلے منکرین

۱۔ واپسوں کی رو دگی چال اور منافقانہ پالیسی

نواب وحید الرحمن وہابی لکھتے ہیں کہ

"لعمرت البدعة" (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تراویح کی ایک جماعت کروانے کی نہایت کہا (یعنی یہ بدعت اچھی ہے بدعت دو قسم کی ہے: ایک بدعت ضلالت جس کو سید بھی کہتے ہیں دوسری بدعت ہدایت جس کو بدعت حسنه بھی کہتے ہیں جو بدعت اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے موافق ہو گواس کی مثال پہلے سے نہ ہو مثلاً سخاوت کی نئی شکلیں یا عہدہ اور ہجر کاموں کی نئی صورتیں (جیسے کوئی منیم خانہ یا باد و گھر یا بیت المساکین یا بیت الخیر یا کتب خانہ یا قرض حسنہ کا بینک یا مدرسہ یا صنعت و حرفت و تجارت اور زراعت و علوم و ادب یا مدرسہ تعلیم طب و علاج اور یہ قائم کرے) اور بدعت حسنه ہے اور اس پر ثواب کی امید ہے بدلیل دوسری حدیث کے "من سن سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها ومن سن سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو تراویح کو بدعت فرمایا وہی معنی میں ہے یعنی بدعت حسنه ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے موافق ہے اور بدعت اس کو اس سے کہا کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تراویح اس انتظام کے ساتھ (باقی حاشیہ اگلے صفحات پر)

اور آیت: (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا . پ ۱۳ ابراہیم ۲۸) میں شکرِ نعمت یعنی تفسیر ابن عباس کے مطابق حضور جیسی نعمت کے حصول پر شکر ادا نہ کرنا کفر ثابت ہوا کیونکہ اس آیت کا ترجمہ اس تفسیر کے مطابق یہ بنے گا کہ ”کیا آپ نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے نعمت (جلوہ گری مصطفیٰ) کو کفر سے بدل دیا۔“

عجیب منطوق ہے مگر مکرین میلا دایک طرف تو ”اِنَّكَ نَعْبُدُ“ پڑھ کر اپنی توحید کا دُعا دراپٹتے ہیں دوسری طرف نعمت خدا کا کفر کر کے ”اِنَّهُمْ نَعْبُدُوْنَ“ سے راہ فرار اختیار کرتے اور کفر کا اظہار کرتے ہیں جبکہ ارشاد خداوندی ہے کہ

لَیْسَ شُكْرُنَا لَآ زِيْدُنَاكُمْ وَلَکِنْ نَّكْفُرُكُمْ اِنْ عَدَّاهِیْ نَشْکُرْہُمْ . (پ ۱۳ ابراہیم ۷)

”اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔“

غور کیجئے! پانی، ہوا، روشنی، کان، آنکھیں اور دل، صحت، شباب اور خوشحالی یہ سب خداوند ذوالجلال کی نعمتیں ہیں اور ان پر شکر کرنا واجب ہے جب ان فنا ہونے والی نعمتوں پر شکر کرنا واجب ہے تو خود بنائے اس رحمت مجسم بادی اعظم محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت پر شکر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

کیا اس احسان سے بڑا کوئی اور احسان ہے اور اس نعمت عظمیٰ سے بڑھ کر بھی کوئی اور نعمت ہے جس ذات والا صفات نے بندے کا نونا ہوا رشتہ اپنے خالق حقیقی کے ساتھ استوار کر دیا جس نے انسانیت کے بخت خواہید کو بیدار کر دیا جس نے اولاد آدم کے بگڑے ہوئے مقتدر کو سنوار دیا جو کسی خاندان، قبیلے، قوم، ملک اور زمانہ کے لیے رحمت مبعوث نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے لیے ابر رحمت کی طرح برسا جس کی فیض رسانی زمان و مکان کی حدود و قیود سے آشنا نہیں جو ہر تشنہ لب کو معرفت الہی کے آب زلال سے سیراب کرنے کے لیے تشریف لایا ہر گم کردہ راہ کو صراطِ مستقیم پر گامزن

نے کے لیے آیا ہر کدوسہ کے لیے جس نے حرمِ قرب الہی کے دروازے کھول دیئے کیا اس نعمت عظمیٰ اور احسانِ ابدی پر شکر ادا کرنا ہم پر فرض نہیں؟ کیا اس ادائے شکر کو چھوڑ کر بدعت کے ہم گرا نا اور اپنی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کرنا بھی کسی مومن کا شیوہ ہو سکتا ہے؟

کیا سنت الہی، سنت انبیاء، سنت صحابہ کو بدعتِ خالہ قرار دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ کہا سکتا ہے؟

کچھ تو سوچو اور غور کرو!

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
”مکرو“ کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
انہیں چانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
نعمتیں بانٹنا جس سمت دو ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا شکر بھی سب سے بڑھ کر ہونا چاہیے تاکہ جیسی نعمت ہے ویسا چرچا بھی ہو سکے۔

نعمت بے بہا ملی ہے شکر بھی بے بہا کرو
جو کچھ بھی ہے تمہارے پاس آقا پہ تم فدا کرو

کیونکہ سب کچھ آقا پہ فدا کرنا پاس رکھنے سے (بقول خدا) بہتر ہے۔ (”هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ“ پ ۱۸۷) اہل سنت و جماعت کا ہی یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ آقا کی تشریف آوری پر دل و جان سے فدا ہو جایا کرتے ہیں اور مکرین عظمتِ میلا داس پر

بدعت کے فتوے دیا کرتے ہیں جبکہ ان کا اپنا وجود فی نفسہ بقول ان کی تعریف (بدعت) کے بدعت ہے۔

ذکر ولادت مبارکہ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر چیز سے قبل جب نور مصطفویہ تخلیق ہو چکا تو یہ نور پھر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے جسد اطہر میں منتقل فرمادیا گیا اور پھر جب یہ نور جمین حضرت آدم علیہ السلام میں چمکنے لگا تو تمام ملائکہ سے ان کو سجدہ کروایا گیا قرآن کریم میں کئی ایک مقامات پر ”اسْجُدُوا لِآدَمَ“ ارشاد خداوندی موجود ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ ریڑھ ہونے کا حکم فرمایا، امام رازی فرماتے ہیں کہ ”کسان فسی جہنہ نور محمد“ (تفسیر کبیر للرازی زیر آیت: وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ) حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفویہ موجود تھا اسی کو سجدہ کروایا گیا۔

(تفسیر کبیر ص ۲۱۵ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۱۳۵)

سب شخصیں اول حضور و انور بنیاں لفظ کن سی جدوں فرمایا گیا

ادھوای نور آدم دے ویج رکھ متھے ہر اک ملک او بدے اگے جھکایا گیا

والدی اعلیٰ حضرت امام خطابت الباقی قول علامہ ہر غلام رسول سندی واسلے رحمۃ اللہ علیہ چک مکملہ انوار المصلح آباد میں ایک تقریب جاہلم میں خطاب فرما رہے تھے کہ ایک اویز عمر مونی صاحب نے کہ: ختم دوائے بدعت ہے فرمایا: مولوی جی آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ کہا: جی ہاں! بدعت وہ نئی چیز جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھی بعد میں پیدا کی گئی وہ (چیز) وہاں کرتی ہے تو ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب اس بدعت کا کیا حکم ہے؟ کہا: اسے جڑ سے ختم کر دینا چاہیے فرمایا: پھر سب سے پہلے تو آپ (جو چنتی پھرتی ستر سالہ بدعت ہیں) کو ختم کرنا چاہیے تاکہ نہ رہے ہائیں نہ بیجے ہائیں نہ بے سولہ! کیا آپ حضور کے دور میں تھے؟ جب نہیں تھے تو آپ کا وجود کب تو بدعت ہے؟ گو کہ پکارا اور کانوائی گردن تاکہ بدعت ختم ہو۔ مولوی صاحب اٹھے اور سر پر ہاتھیں رکھ کر تجزی سے چلتے بے تو بدعت کا صحیح مفہوم یہ ہوگا کہ ہر وہ نیا چیز جو ملت سے نکلے وہ بدعت ہے ورنہ ان تمام مولویوں کو سنی رستی سے ملانا پڑے گا کیونکہ یہ اب شے پیدا ہوئے ہیں اس سے پہلے نہ تھے۔

رکھ کے عالم الغیب دے کول برساں او ہو نور لکھایا پڑھایا گیا

اچے آکھ دے نے کوہنوں غیب ناہیں جیدے سامنے سب کچھ بنایا گیا

گزشتہ اوراق میں ہم دیکھ دہا بیہ کی کتب سے اور اکابرین امت محدثین کی تصانیف سے ثابت کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے نور مصطفیٰ تخلیق ہوا باقی سب کچھ نور مصطفیٰ سے جیسا کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں فرمایا: (اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَكُلِّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُورِي) تو بعد میں جو کچھ بھی بنا حضور علیہ السلام کے سامنے ہی بنا حضور سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ۔

نور نبی دل جھک گئے ملک سارے ایسے پرانیس نوں دیکھ کے آگ لگ گئی

بے ادب نہ ادب بجا لیا ندا خبرے ادسنوں کھڑی مار وگ گئی

۱۔ وہابی تفسیر مولوی مجدد لکھتے ہیں کہ بڑے رحمت والے خدا نے قرآن اپنے تفسیر حضرت محمد کو لکھایا۔ (اشرف الحواشی ص ۶۳۲ ترجمہ: خواب وحید الزماں تفسیر اشرف الحواشی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْقُرْآنَ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ. (پ ۱۶۹، سورہ ۲۶)

”وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا الا پر غیب اپنے کے کسی کو مگر جس کو پسند کرتا ہے پھر میں سے“۔

(ترجمہ وحید الزماں ص ۶۸۵ صلیو لاہور مع اشرف الحواشی مولوی مجدد وہابی)

وَمَا تَحْصِي اللَّهُ لِيُطِيعْتَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِي بِمَنْ يُرِيدُ مِنْ رُسُلِهِ مَن يَشَاءُ.

(پ ۱۷۰ آل عمران: ۱۷۰)

”اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ خبردار کرے تم کو او پر غیب کے لیکن اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے پھر میں سے جس کو چاہے“۔

(ترجمہ وحید الزماں تفسیر مولوی مجدد وہابی ص ۸۹ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)

علیٰ بن ابی القیاس اثبات علم غیب مصطفویہ پر بے شمار دلائل موجود ہیں مگر وہابی باوجود اپنے مفسرین و مترجمین کے اسے تسلیم کرنے کے نہیں مانتے اور اسے شرک و عقیدہ قرار دیتے ہیں کیا وحید الزماں اور مجدد وہابی شرک ہیں؟

اللہ فرماتا ہے:

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۖ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ (پ ۲۳ ص ۷۳-۷۴)

”پس تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا)۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے میرے حکم کے باوجود سجدہ کیوں نہیں کیا تو بولا:

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۖ (پ ۲۳ ص ۷۶)

”پیدا کیا تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے۔“

شیطان نے شروع سے مٹی کو دیکھا، نور مصطفویہ کو نہ دیکھا تو راندہ درگاہ ہو گیا اور تا

قیام قیامت لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا گیا۔

خیال کیجئے اس اہانت رسول اور انکار نور مصطفوی سے اس شیطان کی چھ لاکھ سال

کی عبادت اس کے کام نہ آئی تو ان گستاخ ایچہ کمپنی کی چالیس یا ساٹھ برس کی کیا کریں گی۔

وہ اپنی توحید بچاتا بچاتا (کہ میں تو غیر اللہ کی تعظیم نہیں کروں گا) راندہ درگاہ ہو گیا

اور توحید بھی محفوظ نہ رہی ان کی نمازیں، عبادات و ریاضات کس کھاتے میں جا میں گی۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خای تو سب کچھ ناکمل ہے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

اور مولوی ظفر علی خان نے لکھا ۔

نہاڑ اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطنی کی عظمت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگلیں چوم کر آنکھوں پر لگائے

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ!

ملائکہ پہلے میرے پیچھے چلتے تھے پھر انہوں نے مجھے سجدہ کیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

فرمایا: پیارے آدم! پہلے میرے حبیب علیہ السلام کا نور تیری پشت مبارکہ میں تھا تو

فرشتے احتراماً تیرے پیچھے پیچھے چلتے تھے پھر وہ نور تیری پیشانی میں چکا تو فرشتوں نے

تعظیم و تشریفاً میرے ہی حکم سے تجھے سجدہ کیا۔ عرض کیا: مولا!

اس نور کی میں بھی زیارت کرنی چاہتا ہوں؟

تو پھر وہی نور حضرت آدم کے انگلیوں میں جلوہ گر ہوا، آپ نے فرط محبت سے

دونوں انگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور فرمایا: ”قرۃ عینی ہک یا رسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم۔“

(معارج المومن ج ۱ ص ۲۳۵ تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ زکات الشریف جلد اول ص ۲۱۱-۲۱۲ بیان

میلاد النبی ص ۱۱ ابن جوزی ص ۲۰۹ درمیکر کتب)

سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگلیں چومے

حضرت سیدنا بلال مؤذن رسول رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں اذان دی تو یہ

کلمہ فرمایا: ”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ نے یہ کلمہ سن کر اپنے دونوں انگلیوں کو چوما اور اپنی آنکھوں سے لگا کر کہا:

قرۃ عینی ہک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ۔

اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوئے

سنا کہ

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت له شفاعتی ۔

(مقاصد حسنہ ص ۲۸۲)

جس شخص نے میرے خلیل (ابوبکر) کی طرح کیا (انکو مجھے چوم کر آنکھوں سے لگائے) اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ایک اور روایت کے مطابق ارشاد فرمایا: جس نے میرے خلیل کی طرح یہ فعل مبارک کیا تو

انا قائدہ الی الجنة و طالہ فی صفوف القيامة .

(شالی ج ۱ ص ۲۷۰ تہذیب خلیل شریف ص ۳۵۷ توت القلوب ص ۱۰۷ روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹)

میں جنت میں اس کا قائد ہوں گا اور قیامت کی صفوں میں اس کا طلبکار بنوں گا تو

پھر۔

دھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

اصحاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں یہ نور منتقل ہوتا رہا

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے یہ نور پاک اصحاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں

منتقل ہوتا چلا گیا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنَقْلُكَ فِي السَّحَابِ (پ ۹۱ اشرا: ۲۱۹)

”اور اللہ نے آپ کا ساجدین میں مقلب ہونا ملاحظہ فرمایا۔“

معلوم ہوا کہ جتنی صلوہوں میں اور جتنے رحمتوں میں یہ نور پاک جلوہ افروز ہوتا رہا

سب پاکیزہ تھے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عبد اللہ تک اور حضرت

سیدہ حوا علیہا السلام سے لے کر جنابہ سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا تک سب پاکیزہ و

مؤمنین و مؤمنین تھے یہ قرآن کی اس آیت مندرجہ بالا سے ثابت ہے۔

نبی کریم علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا:

لِيَم يَزُلِ اللَّهُ بِقُلُوبِي مِنَ الْأَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ إِلَى الْأَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ

حتیٰ اخیر جنسی۔ (ذوق ج ۱ ص ۱۷۷ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۹۸ انصاف الکبریٰ

ج ۱ ص ۲۹۰ دارالکتب و کتاب الفکر ج ۱ ص ۲۹۰)

اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب پشتوں سے طاہر رحمتوں کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ

مجھے پیدا کیا۔

تو حضرت نبی اکرم کے تمام آباء و اعمہات تا حضرت آدم علیہ السلام پاک طیب

طاہر مؤمن و مؤحد ہیں۔

مگر وہابیہ اس آیت و حدیث کے خلاف انہیں مؤمن نہیں مانتے قرآن و سنت

سے ثابت ہونے والے ہر امر کی مخالفت کا ان لوگوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

جن اعلیٰ نفوس قدسیہ کی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں قسمیں بیان فرماتا ہے ذرا آپ

ہی فرمائیے! ان کی عظمت و مقام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حَلِّيْ بِهَذَا الْبَلَدِ وَوَالِدِيْ وَمَا وَكَلَدِ

(پ ۳۰ البیہ: ۲۵)

”میں اس شہر کی قسم نہیں فرماتا (اور اس حال میں کہ) آپ وہاں موجود

ہوں اور والد کی قسم اور ولد کی قسم“۔

آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا تَكُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا (پ ۱۵ الاسرا: ۱۵)

”ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں حتیٰ کہ ہم اس کی طرف رسول کو مبعوث

نہ فرما دیں۔“

یعنی بعثت سے پہلے اگر کوئی صرف ”لا الہ الا اللہ“ کا ہی اقرار و تصدیق کر دے تو وہ

۱۔ امام حق مصدق بن جعفر و دیگر اکابرین محدثین امت نے حضور علیہ السلام کے والدین کے ایمان پر

ذریعہ رسالت سمجھے ہیں اور انہیں کلمہ ہدایت کے ایمان کو ثابت کیا ہے۔

ناجی اور مؤمن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ظاہری زمانہ جن لوگوں نے نہیں پایا اور وہ توحید کا اقرار کرتے تھے تو وہ مؤمن تھے اب حضور علیہ السلام کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما نے یہ زمانہ نہ پایا بلکہ اس سے قبل ہی اس دار فانی سے کوچ فرما گئے اور مطلب عبدالمطلب یعنی اقرار توحید پر فوت ہو گئے تو یقیناً وہ مؤمن اور ناجی تھے۔ (الحمد للہ علی ذلک)

وہابی جی! کیا آپ شفاعت معطفوی پر بھی یقین نہیں رکھتے؟ اس پندرہویں صدی میں بھی جوڑ کا قرآن کریم کو اپنے سینے میں سمو لے وہ تو دس افراد خاندان (جن پر جہنم واجب ہو چکا ہے) کو اپنی شفاعت سے جنت میں لے جائے اور صاحب قرآن اپنے والدین کو جنت میں نہ لے جائے یہ کیسے عقیدے ہیں؟ ملاحظہ ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

حافظ قرآن اپنے خاندان کے جہنمیوں کو شفاعت سے جنت میں لے جائے گا

من قرء القرآن وحفظه ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بيته كلهم قد استوجب النار۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۹)
جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کو حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت قبول فرمائے گا ایسے دس آدمی جن پر جہنم واجب ہو چکا ہو گا۔

جلدی سے بتائیے وہابی صاحب! ایک عام حافظ قرآن دس جہنمیوں کو شفاعت کر کے جنت میں پہنچا دے گا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کو جنت میں نہ لے جاسکیں گے؟ جبکہ عظمت والدین بیان فرماتے ہوئے سرکار نے ارشاد فرمایا کہ
لو ادرکت والدی او احدہما وانا فی صلوة العشاء وقد قری

فیہا بفاتحة الكتاب فنادی یا محمد لا جنتھا لیک۔

(تفسیر درمنثور از روح ص ۱۳۱ مسابک المخطوطات ۱۵۹۹ از امام سیوطی)
اگر میں اپنے والدین کو پاتا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا زمانہ مجھے میسر آتا اور میں نماز عشاء شروع کر کے اس میں سورۃ فاتحہ مکمل کر چکا ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتے: یا محمد! تو میں ان کی آواز کا جواب دیتے ہوئے کہتا: لیک (میں حاضر ہوں۔)

بتائیے وہابی صاحب! جن کی آواز مبارک پر ساری کائنات کو حکم ہے کہ فوراً حاضر ہو جاؤ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

اَسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ (پ ۹۹ نال ۴۴)
”جب اللہ اور رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔“

اور بخاری کی روایت کے مطابق حضور کی آواز پر (سعید ابن معنؓ یا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما) کچھ دیر سے حاضر ہوئے کہ (نماز میں تھے) تو سرکار نے اسی آیت کی طرف ان کو توجہ دلائی کہ کیا تم نے قرآن میں پڑھا نہیں کہ اللہ کا رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

اور جن کی نیند پر تاجدار مصلحتی شیر خدا حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی نماز قربان کر دیں۔

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز
وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

وہ آقا اور مولا جن کی آواز پر اپنی نماز چھوڑ کر لیک کہنے کے متنبی ہوں، جہیں ان میں ایمان نظر نہیں آتا؟ اگر تمہارا عقیدہ ایسا گندا اور غلاظت کا پھندہ ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مٹاؤ۔

اور پھر وہابی صاحب! ایک گنہگار مؤمن کی دعائے مغفرت تو والدین کے درجات

بلند کرے اور حضور کی دعائے مغفرت والدین کو فائدہ نہ دے کس طرح ہو سکتا ہے۔
ملاحظہ ہوا حدیث پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برومحرر ایک گنہگار کے
قبر میں دفن کرتے وقت سراپا گناہ تھا، جنت میں اسی کا درجہ بلند کیا جائے گا تو وہ عرض
کرے گا: اے پروردگار عالم! میں تو گنہگار تھا یہ درجہ کیسے بلند ہو گیا تو جواب ملے گا:

بِإِسْتِغْفَارٍ وَلَدَيْكَ. (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

یہ درجہ تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت سے بلند ہوا۔

تو کیا میرے آقا کی دعائے مغفرت سے آپ کے والدین کریمین کے درجات
بلند نہ ہوتے ہوں گے؟ اور کیسے سنئے! حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل
مرنے کے بعد منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔

ولد صالح يدعو له و صدقة تجرى يبلغه اجرها و علم يعمل به

من بعده. (ابن ماجہ ص ۲۱ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶)

(۱) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا ثواب ملتا

رہے (۳) علم جس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا رہے۔

تو ایک روسیہ گنہگار کے بچے کی دعا تو میت (والدین) کو نفع پہنچائے مگر سرور عالم

کی دعا ان کے والدین کو نفع نہ پہنچائے؟

عام مؤمن کا صدقہ جاریہ تو نفع دے اور سرکار کا صدقہ جو قیامت تک جاری رہے

گا، نفع نہ دے؟ میرا تیرا علم تو اموات کو نفع دے اور عالم ماکان و مایکون کا عمل نفع نہ

دے؟

ع ارے تجھ کو کھائے تپ ستر ترے دل میں کس سے بھرا ہے

وہابی صاحب! ہو سکتا ہے کہ تم کہو دعا صدقہ علم نافع مؤمن کو فائدہ دے گا تو ہم

نے گزشتہ اوراق میں ایمان والدین مصطفیٰ ثابت کر دیا ہے۔

اور بتائیے کہ بے ایمان پر کیا درود پڑھنا جائز ہے؟ تم تو ایک طرف آباء مصطفیٰ (جو

آل ابراہیم ہیں) کو مؤمن نہیں سمجھتے تو دوسری طرف ہر نماز میں ان پر درود پڑھتے ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی

اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

تو بتاؤ یہ آل ابراہیم کون ہیں؟ عجیب تمہاری منطق ہے نماز میں تمام آباء مصطفیٰ

پر درود پڑھتے ہو اور سلام پھیرتے ہی ان کے عدم ایمان کی بات کرتے ہو۔

وہابی جی! میرے آقا علیہ السلام کا معروف ارشاد کہ ”جنت ماں کے قدموں تلے

ہے“ حضور کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مقام کو کس قدر واضح کر رہا ہے ہر

ماں کے قدموں کے نیچے اپنی اولاد کی جنت ہے تو میرے آقا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا

کیا مقام ہوگا۔

اور بخاری کی حدیث کے مطابق نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں رب سے

مخاصت کر کے اپنے جہنمی والدین کو جنت میں لے جائیں گے جن والدین کا تخت جگر

معصوموں کا، مہربان اور جنت کا مالک ہو وہ اپنے اس تخت جگر کے ہوتے ہوئے جنت میں

نہ جائیں گے؟

دس جنتی جانور

وہابی صاحب! ملاحظہ ہو علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان علامہ آلوسی روح

البعالی 'الامم غزالی، حسن القصاص اور علامہ صفوری زہد النجاشی میں لکھتے ہیں:

روى الله يدخل الجنة مع المؤمنين على ما قال مقاتل عشرة

من الحيوانات تدخل الجنة ناقة صالح وعجل ابراهيم

وكبش اسماعيل وبقرة موسى وحوت يونس وحمير عزيز

ونملة سليمان وهدد بلفيس وکلب اصحاب الکھف

وناقة محمد صلى الله عليه وسلم فكلهم يصيرون على

صورة كبش ويدخلون الجنة وذكره في مشكوة الانوار قال

الشیخ السعدی قدس سرہ ۔

سگ اصحاب کبف روز چند

پے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی با مرداں داخل جنت شد در صورت کبش۔ (تفسیر روح البانی ج ۵ ص ۲۳۶)

اقتصر من ۵۸ زہدہ الجالس ج ۵ ص ۵۸ یوسف زلخام نسبت ہا مٹ جنت ص ۸۔ ۹

جناب مقال کے بقول مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس جانور جنت میں داخل ہوں گے: (۱) صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۲) ابراہیم علیہ السلام کا چھڑا (۳) اسماعیل علیہ السلام کا ذبیہ (۴) موسیٰ علیہ السلام کی گائے (۵) یونس علیہ السلام کی مچھلی (۶) عزیر علیہ السلام کا گدھا (۷) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی (۸) سیدہ بلقیس کا ہد ہد (۹) اصحاب کبف کا کتا (۱۰) اور نبی کریم علیہ السلام کی اونٹنی ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں متشکل کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ مشکوٰۃ الانوار میں ہے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اصحاب کبف کے کتے کو چند دن نیک مردوں کی صحبت میسر آئی تو وہ اور لوگوں کے ساتھ مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔

وہابی جی! یہ جانور کوئی مؤمن نہیں یہ تو مکلف بالشرع بھی نہیں ہیں تو ان کے دخول جنت کی وجہ صرف اور صرف شرف نسبت و صحبت ہے نہ بھی ایسا کہ کچھ عرصہ رہا مگر میرے آقا علیہ السلام کے والدین کی حضور سے نسبت تو ایسی ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل نسب وحسب وصہر ينقطع يوم القيامة الا حسبي ونسبي وصہری ۔

(جامع الصغیر ج ۳ ص ۹۳ الشرف المودلانی رحمہ اللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ الصرا من لکھنؤ)

بروز قیامت ہر حسب و نسب وصہر کا رشتہ منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ

حسب و نسب وصہر باقی رہے گا۔

تو اگر اس نسبت سے جانور جنتی ہو سکتے ہیں تو میرے آقا کی دائمی نسبت کی وجہ سے والدین مصطفیٰ جنتی نہیں ہو سکتے؟

اس لیے اہل سنت و جماعت کے نزدیک والدین مصطفیٰ ناجی و مؤمن ہیں جیسا کہ امام اجل حافظ الحدیث حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذهب جمع کثیر من الانمة الاعلام التي ان ابوى النبى صلى الله عليه وسلم ناجيان محكوم لهما بالنجاة فى الاخرة۔ (کتاب الدرج المہدی فی الآباء الشریفہ ص ۲) اکثر جماعت ائمہ اعلام اس (عقیدہ) کی طرف گئے ہیں (یعنی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ناجی (جنتی) ہیں اور آخرت میں ان کے لیے نجات کا حکم دیا گیا ہے۔

زہدہ المفسرین علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اکثر مفسرین محدثین مؤرخین کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین کریمین زندگی میں بھی مؤمن تھے موت کے وقت بھی مؤمن تھے اور

اب بھی الحمد للہ اپنی قبر شریف کے اندر مؤمن ہیں۔“ (تفسیر صبیح ج ۱ ص ۲۳۳)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مؤمن و ناجی ہونے پر مستقل چھ عدد در سالہ جات تصنیف فرمائے ہیں۔ فجزاه اللہ خیراً ۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات تو سورج کی طرح روشن اور عقلی و نقلی طور پر انتہائی واضح ہے جو ان گستاخوں کی سمجھ میں محض جٹ دھری اور ضد کی وجہ سے نہیں آ رہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

گیا۔

لحم يلتقي ابواي قط على صفاح لم يزل الله ينقلني من اصلاص
الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهذباً لا تشعب شعبتان
الا كنت من خيرهما۔ (تفسیر مؤثر ج ۵ ص ۹۸)

میرے آباء و اجداد کبھی حرام کاری میں نہیں پڑے اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب
پشتوں سے ظاہر رحموں کی طرف منتقل فرمایا اور وہ تمام مرد و زن صاحبانِ صفا
اور تہذیب تھے جب کسی سے دو شاخیں نہیں تو مجھے ان میں سے بہترین
شاخ اور قبیلہ ملا۔

آیت کریمہ کی مزید تفسیر ملاحظہ ہو

وَقَلَّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ۔ (پ ۱۹ اشعرا: ۲۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف تشریف لاتے رہے
اور وہ تمام پشتیں ظاہر تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی (نبوت کو) ظاہر کر دیا تو
آپ کا نور نبوت آپ کے تمام آباء و اجداد میں ظاہر ہوتا رہا۔

(مسالك الحقايق ۳۲-۳۵ از امام سیوطی)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں:

المصراذ منه تقلبك من اصلاص الظاهرين الساجدين لله المني
ارحام الطاهرات الساجدات ومن ارحام الساجدات التي
اصلاص الظاهرين اي المؤمنين والموحداث حتى يدل علي
ان آباء النبي صلى الله عليه وسلم كلهم كانوا مؤمنين۔

(تفسیر مظہری ج ۷ ص ۸۹)

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے
والے مردوں کی پشتوں سے ان عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل ہوئے جو
ظاہرات اور سجدہ کرنے والی تھیں اور پھر ان ظاہرات و ساجدات کے رحموں
سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو تمام اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم
تھے یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تمام آباء و اجداد صاحبانِ ایمان و توحید تھے۔
علامہ محمود لوی فرماتے ہیں کہ

ابو نعیم عن ابن عباس ایضاً الا انه رضى الله عنه فسر
التقلبك فيهم بالتقليل في اصلاصهم حتى ولدته امه عليه
الصلوة والسلام وجوز علي حمل القلب علي النفل في
الاصلاص ان يراد بالساجدين المؤمنين واستدل بآية علي
ايمان ابويه صلى الله عليه وسلم كما ذهب اليه كثير من اجله
اهل السنة وانا اخشى الكفر علي من يقول فيهما رضى الله
عنهما علي رغم انف علي الفاري واحزاه بضد ذلك۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۳۸-۱۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابو نعیم نے ”تَقَلَّبَكَ“ کی تفسیر یہ کی
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء و اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے
رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا اور ”تَقَلَّبَ“ کے
اس معنی ”السَّاجِدِينَ“ سے مراد مؤمنین لینا پڑے گی اس آیت کریمہ
سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان دار ہونے پر استدلال
کیا گیا ہے جیسا کہ یہ اہل سنت کے جلیل القدر علماء کثیر کا مذہب ہے
اور میں اس شخص کے کفر کا خوف رکھتا ہوں جو آپ کے والدین کریمین

وصلی اللہ علی نور کند و شد نور صا پیدا
زمین در حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

نور مصطفیٰ جبین ہاشم میں

یہ نور مصطفویہ اللہ تعالیٰ کی منشاء قدرت کے مطابق پاکیزہ صلبوں اور رحموں سے ہوتا
ہوا حضرت ہاشم (جدِ علیؑ) کی پیشانی میں جلوہ گر ہو گیا۔ حضرت ہاشم حضرت عبدالمطلب
کے والد گرامی ہیں اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے دادا جان ہیں۔

ہاشم کا معنی ہے روٹیوں کا چورہ کرنے والے آپ کے اسم مبارک کی وجہ تسمیہ یہ
بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ اپنی زیست کے کمال کو پہنچ گئے تو اس وقت مکہ میں
زبردست قحط سالی ہوئی، حتیٰ کہ لوگ محتاج اور فقیر ہو گئے تو آپ ملک شام تشریف لے
گئے وہاں سے تجارت کے نتیجہ میں جو مال حاصل ہوا اس کا آنا خرید لائے اور مکہ
میں آ کر روزانہ ایک اونٹ ذبح کرتے اسے پکا کر اس کے شوربے میں روٹیوں کے
کٹڑے بھجوتے اور صبح سے شام تک مکہ والوں کی عام دعوت کرتے آپ کی اسی سخاوت
کی وجہ سے آپ کا نام ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والے) پڑ گیا آپ کا دراصل اسم
گرامی عمرو یا عبدالاعلیٰ تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شان و عظمت بخشی کہ جب ان کی پیشانی
میں حضور علیہ السلام کا نور چمکنے لگا تو

وکان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ یتوقد

شعاعہ ویبلا لا ضیاءہ ولا براہ حبرۃ الا قبل بدہ ولایمر

بشیء الا مسجد الیہ۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۷۷)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جو حضرت ہاشم کے چہرہ میں تھا
اس کی شعاعیں نکلا کرتی اور اس کی روشنیاں بکھرا کرتی تھیں جو عالم بھی
آپ کی زیارت کرتا وہ آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا کرتا اور جس چیز

کے بارے میں ملا علی القاریؒ اور اس کے ساتھیوں کی طرح اس عقیدہ
کے خلاف کا قائل ہے۔

تو گزارش یہ کر رہا تھا کہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدین و مؤحدین و مؤمنین میں منتقل
ہوتا رہا گویا کہ یہ نور پاک جہاں بھی جلوہ گر ہوا اس ہستی کو عظیم بناتا اور اس کی مدد فرماتا
گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک میں آیا تو انہیں منجھو ملائمہ بنایا اور ان کی
توبہ قبول ہونے کا سبب بنا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی پیشانی پاک میں آیا تو ان کی کشتی طوفان سے پار لگ گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا تو ان پر نادر و بکرار ہو گئی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک جبین میں چکا تو چھری نے ان کو نہ کاٹا۔

حضرت عبدالمطلب کی پیشانی پر ضو فشاں ہوا تو ابرہہ کے ہاتھی جبرہ ریز ہو گئے۔

حضرت شیخ الحدیث سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اگر نام محمد را نیا و درے شفیع آدم

نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق مھینا

ساحلِ قادری علیہ رحمۃ الہی علیہ کا پہلا یہی عقیدہ تھا کہ "صفت علی الکفر" اگر بعد میں انہوں نے اس
عقیدہ کا سد سے توبہ کر لی تھی نہ حلقہ حاشیہ میں اسے شرح العقائد صاحبِ ہراس کہتے ہیں کہ

علی بن السلطان القاری قد حفظہ وزل لا یلیق ذلک لہ وذلک توبتہ عن ذلک فی
قول المستحسن۔ (معارف ج ۱ ص ۲۶)

علی بن سلطان المعروف ملا علی القاری نے اس مسئلہ میں خطہ کی اور درودِ راست سے بچس گیا
انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور قولِ مستحسن میں اس نظریہ سے ان کو توبہ کرنا مقبول ہے۔

لہذا ان کو اس معاملہ میں ملعون کرنے سے باز رہنا چاہیے کیونکہ فراموشی رسالت ہے کہ "التائب من
الذنب کمین لا ذنب لہ" مگر وہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔

کے پاس سے بھی آپ گزرتے وہ آپ کو جہدہ کیا کرتی تھی۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے آپ کو پیغام بھیجا کہ

آپ مکہ میں بڑے معظم ہیں ہم تے انجیل میں آپ کے متعلق پڑھا ہے اور اب وہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آپ کی پیشانی میں موجود ہے آپ ہماری دعوت پر ہمارے ہاں تشریف لائیں تو میری دلی تمنا ہے کہ میں اپنی شہزادی جو نہایت حسینہ جمیلہ خوبصورت و نیک سیرت شہزادی ہے آپ کی زوجیت میں دے دوں اُمید ہے آپ میری درخواست کو ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے۔

(ذوقانی ج ۳ ص ۷۳)

آپ نے ہرقل بادشاہ کی اس پیشکش کو قبول نہ فرمایا بلکہ بنی نہار کی ایک نیک سیرت خاتون جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین و جمیل نہ تھا جس کا نام سلمہ تھا مدینہ منورہ (یثرب) کی رہنے والی تھی اس سے نکاح فرمایا اور نور محمدی ان کے ہاں منتقل ہو گیا اور حضرت عبدالمطلب کی ولادت ہوئی تو یہ نور ان کی پیشانی میں موجود تھا۔

نور مصطفیٰ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں

جب یہ نور حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں موجود تھا تو ابرہہ نے نو صد (۹۰۰) ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کی۔

حضرت عبدالمطلب جب اس سلسلہ میں ابرہہ سے بات چیت کرنے گئے تو یہ تمام ہاتھی اور ان کا سردار (محمود) نور مصطفیٰ کے سامنے جہدہ ریز ہو گیا۔

فلما نظر القبل الی وجہ عبد المطلب یرک کما یرک البھیو
وخر ساجدا وانطق اللہ تعالیٰ القبل فقال السلام علی النور
الذی فی ظہورک یا عبد المطلب .

(ذوقانی شریف ج ۱ ص ۸۶ سیرت حلبیہ عربی ج ۱ ص ۹۱-۹۷ مہا صاحب اللہ نبیاً روح ص ۷۰)

جب ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو وہ اونٹ کی

طرح چمٹے گیا اور جہدہ میں گر پڑا اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی

تو اس نے بول کر کہا: اے عبدالمطلب! میرا سلام ہو اس نور کو جو آپ کی

پشت میں ہے اور چہرے پہ چمک رہا ہے۔

نور مصطفیٰ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں

حضرت سیدنا عبدالمطلب سے یہ نور سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جنین مبارک میں منتقل ہو گیا اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کا اس نور کے سبب یہ عالم ہوا کہ آپ جدھر تشریف لے جاتے درخت آپ کو سلام عرض کرتے اور عورتیں آپ کو بھکتی ہی رہ جاتیں۔

ایک عورت نے آپ سے عرض کر ہی دیا کہ میں آپ سے جام وصل چاہتی ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نکاح کے بغیر اس طرح نہیں کر سکتا اس نے کہا: سواونٹ کے بدلے مجھ سے نکاح کر لو آپ نے یہ قصہ اپنے والد گرامی سے عرض کر دیا، ادھر آپ کی شادی سیدہ آمنہ خاتون سے ہو گئی تو اب اس عورت کے پاس سے گزرے تو اس نے کوئی توجہ نہ دی فرمایا: اے عورت! کل تک تو مجھ پر فریفتہ تھی اور جام وصل مانگتی تھی آج توجہ نہیں دیتی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کہا:

وہ تھا نور محمد تھی جس سے روشن تری پیشانی

اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی

مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے

سنا ہے کہ وہ دولت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

حضرت حسن بن احمد البکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو رحم مادر میں منتقل کرنے کا

ارادہ فرمایا تو حضرت عبدالمطلب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے قلب الطہر میں نکاح کی

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مدارج المنہج ج ۲ ص ۲۰ مدارج المنہج جلد اول ص ۳۹-۴۰

تحریک پیدا کر دی اور حضرت عبداللہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا:
"میں چاہتا ہوں کہ آپ میری طرف سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجیں
جو صاحبِ حسن و جمال ہو قد آور اور معتدل اعضاء کی ہو خوش رو اور پاکمال
ہو عالی نسب و حسب ہو۔"

والدہ محترمہ نے فرمایا: جان مادر! تیری خواہش کا احترام کیا جائے گا چنانچہ انہوں
نے قریش کے قبیلوں اور عرب کی دو شیرازوں کو گھوم پھر کر دیکھا اور ان میں صرف حضرت
آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا ہی ان کے دل کو لگیں۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا: ای جان! ایک مرتبہ پھر انہیں اچھی طرح دیکھ لیجئے! لہذا
ایک مرتبہ پھر حضرت عبداللہ کی والدہ ان کے ہاں گئیں اور دیکھا کہ

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے نور ہو پیدا ہے اور وہ روشن ستارے
کی طرح چمک رہی ہیں۔

حضرت عبداللہ کی شادی کے سلسلہ میں حضرت آمنہ کو ایک اوقیہ چاندی ایک اوقیہ
سونا ایک سواونٹ اور اتنی ہی تعداد میں گائے اور بکریاں پیش کیں اسی طرح بہت سے
جانور ذبح کیے گئے اور بہت زیادہ کھانا تیار کیا گیا اور یوں حضرت آمنہ ان کے ساتھ
رفعت کی گئیں۔ (المستزہر علیٰ عام فی مولد نبی اللہ ص ۲۲۱ ج ۱ ص ۴۱)

بہت سے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد رسول کی جبین
اقدس میں نور مصطفویہ جلوہ کنایا دیکھ کر یہودیوں و نصرانیوں نے حسد کی آگ میں جلنے
ہوئے آپ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا اور اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے بڑے بڑے
منظم طریقوں سے حملے بھی کیے مگر

ع وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

کے مصداق حضرت عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر حملے سے ہال ہال محفوظ فرمایا حتیٰ کہ
آسمانی فرشتوں سے آپ کی نصرت و اعانت بھی فرمائی جیسا کہ کتابوں میں موجود ہے کہ

جب یہودیوں نے آپ کو تنہا شہید کرنے کے لیے چمکتی ہوئی تلواریں اٹھائیں تو
واذا بعسکر من السماء... فقتلوا الیہود (سورج المہمات جلد اول
ص ۵۵ ص ۵۶) نے نہایت اہاس از علامہ سلوی جلد دوم ص ۱۹۹ بیان کیا اور البیہود ص ۲۸۴
اچانک آسمانوں سے (ملائکہ کا) ایک لشکر اتر آیا اس نے تمام یہودیوں کو قتل
کر دیا۔

گویا کہ آسمانی فرشتوں سے اللہ تعالیٰ نے نور مصطفوی کی حفاظت کروا کر ایک
آنے والا وعدہ پورا فرما دیا کہ اے محبوب!

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ ۶ المائدہ: ۶۷)

"اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔"

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اور

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور نور مصطفوی کو مکمل کرنے کا پروگرام خالق نور نے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا کہ
وَاللّٰهُ مُبْتَدِئُ نُوْرِهِ وَلَوْ كَفَرَ الْكَافِرُوْنَ (پ ۲۸ انف: ۸)

"اور اللہ اپنے نور کی تکمیل فرمانے والا ہے اگر کافر اسے نہ پسند کریں"

تقدیر کے مطابق اس سے مراد یہی نور مصطفویہ ہے مثلاً ما حظہ ہو کہ
نور اللہ سے اور نورہ سے مراد نور مصطفیٰ ہے۔

(تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۲۲۱ سورہ مائتہ کبر ص ۸۶ تفسیر جمل ج ۱ ص ۲۵۹)

نور حق شمع الہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

یہودیوں نے ایمانوں کی ابتداء سے یہی کوشش رہی کہ نور مصطفوی کو بھجادیا جائے
اللہ فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ . (پ ۲۸ الف ۸)

”کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونگوں سے بجھا دیں“

مگر

پھونکاں مار بجھائیو لوڑن نور محمد والا

نور محمد کدی نہ بجھ سکے وعدہ ہے رب تعالیٰ

تو جب قتل کی سازشوں کا علم میرے آقا کے جد امجد کو ہوا تو انہوں نے حضرت
عبداللہ کا نکاح کرنا چاہا تا کہ یہ نور اپنی والدہ کے شکم اطہر میں منتقل ہو محفوظ ہو جائے یہی
وہ نور تھا جو بوقت ولادت حضرت سیدہ آمنہ کے بطن اقدس سے خارج ہوا جیسے کہ آپ
نے خود بیان فرمایا کہ

مجھ سے نور خارج ہوا حضرت آمنہ خاتون کا ارشاد پاک

خرج مني نور اضاء له قصور الشام اضاء له الارض اضاء
له ما بين المشرق والمغرب .

مجھ سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے شام کے محلات روشن ہو گئے اس نور
کی وجہ سے زمین روشن ہو گئی اس نور کی روشنی سے مشرق و مغرب چمک
اٹھے۔

- (۱) تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳ (۳) حیدر علی علیہ السلام ص ۲۲۷ (۴) طبقات ابن
سعد جلد اول ص ۱۳۹ (۵) البدیع ص ۵۲ (۶) انوار ہدی جلد اول ص ۱۳۳ (۷) اللہ نفس الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳
(۸) سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۱۴ (۹) اثبات ہدایت ص ۲۸۳ (۱۰) درقاتی شریف (۱۱) السید ابیہ و تنبیہ ج
ص (۱۲) دار الفکر شریف (۱۳) دلائل النبوة ج ۱ ص ۸۰-۸۳ (۱۴) مدارج النبوة جلد دوم ص
(۱۵) مدارج النبوة جلد دوم ص ۱۳ (۱۶) نسیم لریض شرح شفا و نقاشی عیاض ج ۳ ص ۲۷۵ (۱۷) مولد العروہ

ابن الجوزی ص ۲۵ (۱۸) الدر المنظم ص ۹۰ (۱۹) الریق المختوم ص ۱۰۱ (۲۰) نشر الطیب از خاتونی ص ۲۲-۲۳
(۲۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۲ از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی دہلوی (۲۲) اثبات ہدایت ص ۱۱۰ از نواب مدتی الحسن
بہوپالوی واپلی (۲۳) مختصر سیرت الرسول از عبداللہ بن محمد ابن عبدالوہاب نجدی ص ۱۲ (۲۴) منار الوردہ مولوی
ذوالفقار علی دہلوی ص ۳۹ (۲۵) خطبات جیدہ مولوی محمد نواز چیمہ دہلوی ص ۲۱ (۲۶) اکرام محمدی مولوی عبدالستار
دہلوی ص

(۲۷) شکار آردو ج ۳ ص ۳۰۵ (۲۸) سند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۲۷-۱۲۸ (۲۹) دلائل النبوة لابی نسیم ج
ص ۱۳۵-۱۳۶ (۳۰) تفسیر مظہری آردو ج ۳ ص ۲۲۰

حضرت سیدنا عبدالعظیم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ کی شادی کا پروگرام بنایا
ادھر یہ پروگرام بنا اُدھر جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضرت عبداللہ کو
خواب میں ملے اور حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے آسمانوں پر آپ کے نکاح
کے انعقاد کی بشارت دی اور مبارکباد بھی فرمائی اور پھر سیدہ آمنہ کے والد وہب کو بھی
بشارت دے دی گئی۔ (ابو یوسف مصطفیٰ ص ۱۵۳-۱۵۴)

چنانچہ آپ کا نکاح سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے کر دیا گیا اور یہ نور پاک
صدف حضرت آمنہ میں منتقل ہو گیا۔ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ وہ رجب المرجب
جمعدی کی رات تھی۔

وكانت ليلة الجمعة روى انه لما اراد الله ان يخلق محمدا
صلى الله عليه وسلم في بطن امه آمنة ليلة الجمعة من شهر
رجب الاصح . (احمد اکبری علی العالم ص ۲۲ عربی)

اور یہ جمعدی کی رات تھی روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رجب
المرجب کے مہینے میں شب جمعدی پر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ
کے بطن اطہر میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔

تو اس روایت سے سیلا دانہی کا مہینہ ماہ ربیع الاول شریف معلوم و متعین ہو گیا۔

عورتوں کا رشک و حسد میں مرجانا

راوی کہتے ہیں کہ مکہ کی تمام عورتیں اس معاملہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا پر حسد کرتی تھیں، سو عورتیں اسی حسرت و افسوس میں مر گئیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے محروم رہیں اور حضرت عبداللہ نے یہ امانت خداوندی حضرت آمنہ کو ودیعت فرمادی۔ (السمت الکبریٰ اردو ص ۳۲ عربی ص ۳۲)

انشغال نور مصطفیٰ پر شیطان کا وادیا اور چیخ و پکار

صاحب جامع المسجرات فرماتے ہیں کہ

وہ جمعہ کی رات تھی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں آج کی رات نور محمد متعلق ہونے والا ہے پھر وہ نور بخش ہو گیا اس دن صنم خانے دیران ہو گئے بہت اونگھے منہ گر پڑے ابلیس اپنے چہرہ پر خاک ڈالتا ہوا جبل ابلیس کی جانب بھاگا وہ اس زور سے چیخا کہ تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو گئے شیاطین نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟

ابلیس نے کہا:

وہ نور آمنہ کے شکم تک آپہنچا ہے جو ہمارے ظلم کو توڑ دے گا۔

مکہ کی کئی روشنیائیں آمنہ کے مقدر پر رشک کرنے لگیں کہ اس نے عبداللہ کی پیشانی سے چمک لوٹ لی ہے۔ (جامع المسجرات اردو ص ۲۹۷ مطبوعہ فرید بک سال لاہور)

جشن نور مصطفویہ

امر اللہ فی تلك الليلة رضوان خازن الجنان ان یفتح
النور دوس: نوکادی مناد فی السموات والارض الا ان النور
المکسبون والسر المخزون الذی یکون النبی الہادی منه
یستقر هذه الليلة فی بطن امه آمنه الذی فیہ یتکم کمال خلقه

ویخرج الی الناس بشیرا ونذیرا صلی اللہ علیہ وسلم وعلی

آلہ وصحبہ بکرة واصیلا .

(السمت الکبریٰ علی العالم عربی ص ۲۳-۲۴)

اللہ تعالیٰ نے اس رات جنت کے خازن رضوان کو حکم فرمایا کہ جنت انفرادی کو کھول دے اور ایک منادی کرنے والے نے آسمانوں اور زمینوں میں ندا کی آگاہ رہو کہ وہ نور مکنوں اور سر مخزون جس سے نبی ہادی ظہور قدری فرمائیں گے آج رات اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس میں قرار پا گیا ہے جہاں نور محمدی کی خلق لے بشری کی تکمیل ہوگی اور وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے بشیر و نذیر بن کر ظہور فرمائیں گے (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ بکرة واصیلا)

اللہ نے جب خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنت کے باسیوں سدرہ کے مکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے فرمایا:

”کلمتہ اللہ تمام ہونے والا ہے حکم الہی نافذ ہونے والا ہے ان کا ظہور ہونے والا ہے جو بشیر و نذیر ہیں سراج منیر ہیں شافع و مشفع ہیں اور صاحب لواء الحمد ہیں ان کی امت امر بالمعروف اور نای عن المنکر ہو گی۔“

عرش والواوود آنے والے ہیں جو صاحب امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں وہ خیر مخلوقات ہیں خاتم الانبیاء ہیں وہ سب جہانوں کی طرف رحمت بھیجے گئے ہیں جن کا نام محمد واحد ہے جو طے و یسین ہیں جن کا دین ناسخ الا دیان ہے دنیا میں ظہور فرمانے والے ہیں۔“

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گئے ابواب جہنم بند ہو گئے جنت کے دروازے کھل گئے اشجار جنت بار آور ہو گئے جنت کی نہریں رواں ہو گئیں ظہور

جنت نغمہ سرا ہو گئے خور و غلات و جد میں آگئے عجایب اٹھ گئے اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں تجلیاں پھیل گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ، بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سناؤ کہ تمہیں پاک و صاف کرنے والا آ رہا ہے۔ (پانچ ائمہ اربعہ ص ۲۹۸-۲۹۹ اردو)

شب انتقال نور مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدف حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ گر ہوئے اس رات یہ میخز درونما ہوا کہ

ان کل دابة كائنات لسقر يش نطق تلك الليلة وقالت حمل
برسول الله صلى الله عليه وسلم ورب الكعبة وهو امام اهل
الدنيا وسراج اهلها .

قریش کے تمام جانور کلام کرنے لگے اور وہ بول اٹھے کہ اللہ کے رسول صلی

۱۔ شب ولادت عرش پرانہ کا خوشیاں منا

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا کہ
”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تمام دنیا نور سے بھر گئی اور فرشتوں نے خوشیاں منا کیں اور ہر آسمان میں زہرہ اور یاقوت کے ستون بنائے گئے جن سے آسمان روشن ہو گئے ان ستونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج ۱۱ چھ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ ستون آپ کی ولادت کی خوشخبری کے لیے بنائے گئے۔“

(الخصائص الکبریٰ اردو ص ۱۱۵)

اہل حضرت فضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نصیحت کی ہے کہ ..

عرش پہ تارہ چمچیر چھاؤ عرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جہر لگائے تیری ہی داستان ہے

اللہ علیہ وسلم حمل مادر میں تشریف لے آئے ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ اہل دنیا کے امام اور ان کے لیے ہدایت اور روشن چراغ ہیں۔

عرب و عجم کے تمام بادشاہوں کے تخت اونٹن سے ہو گئے ابلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) بھاگتا ہوا سیدھا اہل ابلیس پر پہنچا اور وہاں (اردو قضا رو نے اور چٹنے چلانے لگا جسے سن کر ہر طرف سے شیاطین دوڑتے ہوئے آئے اور اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے:

تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نے چٹنا چٹنا شروع کر دیا ہے؟
ابلیس نے بھد حسرت ویاس کہا:

”ستیا ناس ہو تمہارا نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زمانہ ظہور قریب آ گیا ہے جو کفار کا بہت زیادہ خون بہائیں گے اور انہیں انتہائی ذلیل و خوار کریں گے جن کے ساتھ ہو کر فرشتے بھی لڑیں گے جب سے حضرت آمنہ حاملہ ہوئی ہیں، ہم تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں۔“

(۱۱۱۔ اکبری علی العالم اردو ص ۲۲-۲۳ عربی ص ۲۲-۲۳)

مزید امام ابن حجر نقل فرماتے ہیں کہ

وفوت وحوش المشرق الى وحوش المغرب بالبشائر
وكذلك اهل البحار يبشر بعضهم بعضا وله في كل شهر من
حمله فداء في الارض وفداء في السماء ان ابشروا فقد آن ان
يظهر ابو القاسم محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم
ميمونا مباركا . (۱۱۲۔ اکبری علی العالم عربی ص ۲۳)

(جب یہ نور محمدی حضرت آمنہ کے بطن اقدس میں آیا تو) مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور اسی طرح سمندر کے جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیں اور انہیں حضور صلی اللہ

جب تیسرا مہینہ ہوا تو ایک اور شخص خواب میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا نبی اللہ! اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں اور میں (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! بشارت ہو کہ تم نبی کریم سے بارور ہو (یعنی ایسے نبی کے حمل سے جو سب کے سردار ہیں)۔

چوتھا مہینہ اور نوح علیہ السلام کی آمد

سیدہ کا ہی بیان ہے کہ

ولما كان الشهر الرابع دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا حبيب الله قلت له من انت؟ قال انا لوح قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بصاحب النصر والفتوح .

جب چوتھا مہینہ ہوا تو حسب سابق ایک بزرگ میرے پاس جلوہ افروز ہوئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا حبیب اللہ! اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نوح (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! خوشخبری ہو کہ آپ اس نبی محترم سے بارور ہیں جو صاحب نصرت و فتوح ہیں۔

پانچواں مہینہ اور ہود علیہ السلام کی آمد

حضرت سیدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ

ولما كان الشهر الخامس دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا صفيوة الله فقلت له من انت؟ قال انا هود قلت ما تريد؟ قال ابشرى ما آمنة فقد حملت بصاحب الشفاعة العظيمة في اليوم الموعود . (المتن الکبریٰ ص ۳۵-۳۶)

جب پانچواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے: السلام علیک یا صفیوة اللہ! اے اللہ کے برگزیدہ رسول! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ہود (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا: اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو کہ تم اسی نبی مکرم سے بارور ہو جو قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے مالک ہوں گے۔

چھٹا مہینہ اور آدم حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

آپ ہی کا بیان مبارک ہے کہ

ولما كان الشهر السادس دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا رحمة الله قلت له من انت؟ قال انا ابراهيم الخليل قلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبی الخلیل . (المتن الکبریٰ ص ۳۶)

جب چھٹا مہینہ ہوا تو پہلے کی طرح ایک اور بزرگ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: السلام علیک یا رحمتہ اللہ! اے اللہ کی رحمت! آپ پر سلام ہو! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہوں میں نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اے آمنہ! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم نبی خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے بارور ہو۔

ساتواں مہینہ اور آدم ذبیح اللہ علیہ السلام

آپ ہی ارشاد فرماتی ہیں:

ولما كان الشهر السابع دخل على رجل وهو يقول السلام عليك يا من اختاره الله قلت له من انت؟ قال انا اسماعيل الذبيح قلت له ما تريد؟ قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبی الرجیح الملیح . (المتن الکبریٰ ص ۳۶)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اقدس (اپنی والدہ ماجدہ کے) حکم اطہر میں جلوہ افروز ہوا تو والدہ ماجدہ کو دوسری عورتوں کی طرح طبیعت میں کسی قسم کی گرانی برگر محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی بوجھ کا احساس ہوا حتیٰ کہ جسمانی عوارض کی وجہ سے حکم اطہر بھی نہیں بڑھا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اس بات کو تسلیم نہ کرتے تھے کہ سیدہ آمنہ حاملہ ہیں کیونکہ حمل کا کوئی اثر سیدہ رضی اللہ عنہا میں وہ محسوس نہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کے حکم اطہر میں تکبیر و تسبیح پڑھتے تھے جس کی آواز سنائی دیتی تھی وقت ولادت والدہ کو تکلیف نہ ہوئی۔

(معارج الممت ہند دوم ص ۷۹ اشعار العصر میں مامولہ العروس تذکرہ میلاد رسول)

حضرت عبد اللہ والد رسول رضی اللہ عنہ کا انتقال

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کو چھ ماہ گزرے تھے کہ میں نے ہاتھ (نیچی) سے ندا سنی:

آمنہ! تجھے امن والا مبارک ہو۔

(بقیہ حاشیہ)۔ سیدہ عائشہ الزہراء کے ہاں ان کے فرزند ارجمند حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی غم وغیرہ نہ دیکھا تو میں نے اس کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے امنا!

اما علمت ان ابنتی طاهرة ومطهرة۔ (احزاب الراشدين ص ۱۷۲)

کیا تو نہیں جانتی میری بیٹی طاہرہ و مطہرہ ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ: "انما كانت لا حیض" (اشرف الموبد آل محمد ص ۷۷) سیدہ جنس سے پاک تھیں۔ مزید فرمایا کہ: "وكانت اذا ولدت طهرت من نجاسها بعد ساعة حتى لا تلوثها حبلوہ"۔ (اشرف الموبد آل محمد ص ۷۷-۷۸)

اور آپ بچے کی ولادت کے ایک ساعت بعد پاک ہو جائیں حتیٰ کہ آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی مگر یہ معلومات کے لیے فقیر کی تصنیف اسرا خطابت ص ۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

تو جب حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ کی طہارت کا یہ عالم ہے تو جو نبی لوگوں کو پاک کرنے آئے ہیں اس محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی طہارت کا کیا عالم ہوگا؟

سات ماہ گزرے تو حضرت عبدالمطلب نے سیدنا عبد اللہ سے فرمایا:

خوشی کے لحاظ آنے والے ہیں ظاہر ہے کہ اس وقت ہمیں دعوت عام کرنا ہوگی بیٹا! تم طیبہ جاؤ اور وہاں سے عمدہ پھل اور موسیقی لے آؤ۔

سیدنا عبد اللہ فوراً روانہ ہو گئے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ طیبہ میں وصال فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کے وصال پر آسمان کے فرشتوں نے کہا:

الہ العالمین! تیرے محبوب دنیا میں یتیم پیدا ہوں گے؟

اللہ نے فرمایا: فرشتو! اس کا ناصر و نگہبان اس کے والدین سے بہتر ہے اس کا محافظ و مربی میں ہوں۔

سیدہ آمنہ نے اپنے سرتاج کے وصال کی خبر سنی تو ان پر سکند طاری ہو گیا یہ مرحلہ ان کے لیے بڑا صبر آزمائ تھا۔ (جامع البحر ات ص ۲۹۸-۲۹۹ اردو)

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا

بڑھنے لگے تو مادر و عم ہو گئے جدا

گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو رواں ہوا

ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا

سائے پسند آئے نہ پروردگار کو

بے سایہ لے کر دیا گیا اس سایہ دار کو

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیکر نورانیت کا جسم بھی سایہ نہ بنایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "لکسم یکن للیسی ظل لانه نور والنور لا ظل له" "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس لیے کہ نبی نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں" اور کتا دوسری روایت میں ہے کہ: "لکم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ظلہ" "میرا جال مع السراج الا غلب ظلہ" "رسول کریم علیہ السلام کے جسم نورانی کا سایہ نہ تھا کیونکہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سورج کے نور پر غالب آ جاتا اور اگر چاند کے پاس (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک عاشق رسول نے کیا خوب کہا کہ

محبوب الہی سا کوئی نہ حسین دیکھا
حد یہ ہے کہ حضرت کا سایہ بھی نہیں دیکھا
اللہ نے چاہا نہ سائے کو جدا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطاء کرنا

قبل ولادت ہی والد گرامی کا سایہ اس لیے بھی اٹھایا گیا کہ چٹا چل جائے کہ اس محبوب علیہ السلام کا سایہ رحمت ساری کائنات پر اور میرا (اللہ تعالیٰ کا) سایہ رحمت اس محبوب کائنات پر یہ درہم قیموں کا والی اور میں اس درہم قیم کا والی میرے علاوہ اس پر کسی کا احسان نہیں بلکہ ساری کائنات پر اس کا احسان ہوگا۔ والد گرامی حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ نے کتنا خوبصورت شعر فرمایا کہ

قیم ہو کے قیموں کو پالنے والے
سنبھال ہم کو بھی اے سب کے سنبھالنے والے

اور مولانا حاتی نے کہا:

قیموں کا والی غلاموں کا مولانا
دو اپنے پرانے کا غم کھانے والا

(بقیہ حاشیہ) جلوہ گر ہوتے تو چراغ پر حضور کا نور مبارک غالب آج نہ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ”میں نے حصہ انصاف صلی اللہ علیہ وسلم ان قلعہ کمان لا یقع علی الارض وانه کان نوراً“ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصلتوں میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کیونکہ آپ نور تھے۔ حوالہ: ۱۔

(۱) درۃ الثانی علی المصابیح ج ۳ ص ۲۲۰ (۲) غنی النبی ص ۳ (۳) انصاف لکھنؤ ج ۱ ص ۶۸ (۴) مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۰۷ (۵) مدارج النبوة ج ۱ ص ۲۱ (۶) مکتوبات امام ربانی ص ۴۸ (۷) تحفہ عریضی پارہ ۳ ص ۳۶۱ (۸) امداد السلوک از مولوی رشید گلگڑی ص ۱۵۶

دوران ایام حمل نور خوشبوؤں کے چلے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ ان ایام میں

رات کو میں سونے کے لیے لیٹتی تو چاند اور ستارے میرے نزدیک آتے اور مجھے سلام عرض کرتے دن کو میں قیلولہ فرماتی تو سورج کے سلام کرنے کی آوازیں آیا کرتیں۔ مجھ سے ایسی خوشبوؤں کے چلے پھوٹے کہ کمرہ ہی نہیں گھر بھی..... گھر ہی نہیں پوری گلی..... پوری گلی ہی نہیں سارا محلہ..... سارا محلہ ہی نہیں بلکہ پورا مکہ معطر ہو جاتا۔

حضرت عبدالمطلب نے ایک دن اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا:

”آج شام جب سب لوگ دسترخوان پر کھانے آئیں تو اپنی بہو کو میری طرف سے کہنا کہ باہر لوگ مجھے کہتے ہیں: آپ کی بیوہ یہ خوشبو کہاں سے منگواتی ہے کہ جس سے سارا مکہ معطر ہو جاتا ہے، ہمیں بھی وہ دوکان بتائی جائے تاکہ ہم بھی وہاں سے خوشبو خریدیں تو مجھے شرمندگی ہوتی ہے دراصل لوگ مجھے طعن دیتے ہیں کہ بیوہ ہو کر ایسی خوشبو بہو کو استعمال نہ کرنی چاہیے۔“

جب شام کو دسترخوان پر بات ہوئی تو سیدہ آمنہ کی چشمان معصرہ سے آنسوؤں کے موتی جاری ہو گئے اور رو کر عرض کیا:

”ابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنی عفت و حیاء کی مجسم پیکر ہوں! میں تو کبھی گھر کے دروازے تک نہیں آتی دراصل یہ خوشبو کسی دکان کی نہیں بلکہ اس عرش کے مہمان کی ہے جو عنقریب میری گود میں آنے والا ہے۔“

(سیرت حلبیہ: دیگر کتب سیرت)

چاند جس کی بلائیں لیتا ہے اور ستارے سلام کرتے ہیں

یہ تو اس پیکر حسن و جمال کی خوشبو ہے کہ جس کا پینہ خوشبوؤں کا گنجینہ ہے

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں چلا

۱۔ موسم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دوپہر کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تیار فرما رہے تھے آپ کے چند منورہ سے پسینہ سوتیل کی طرح بہہ رہا تھا اور ام سلمہ اسے ایک شیشی میں جمع کر رہی تھیں کہ نبی کریم نے فرمایا: ام سلمہ! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا: حضور! اس پسینہ مبارک کو اپنے عطریات میں ملاؤں گی تاکہ وہ اور لطیف و خوشبودار ہو جائیں فرمایا: "انھـ" "تو نے ٹھیک کیا ہے۔" (۱) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۷ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۷ (۳) مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۱۲ (۴) مصابح السنن ج ۳ ص ۸۸

ایسی خوشبو جیسی ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "لا شمس مست مسکاً ولا عیناً اطیب من رائحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں نے کبھی کوئی کستوری یا عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔ (۱) بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳ (۲) مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۷ (۳) مصابح السنن ج ۳ ص ۸۸ (۴) البرہان ص ۱۵ (۵) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۷

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے فجر کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی نماز سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو والسلام اپنے دروازے کی طرف لگے اور میں بھی ساتھ ہوا تو ایک ساتھی نے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے کہ رخسار پر ہاتھ مبارک پھیرتے تھے میرے منہ کی دوڑوں رخساروں پر دست دمت پھیرا تو "ھو جنت لیدہ بردا" اور دیکھا کتنا اچھا من جوئے عطار "میں نے ایسی بھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی جیسے کہ سرکار نے دست مبارک عطار کی صندوقی سے نکالا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۷ مصابح السنن ج ۳ ص ۳۹ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۶ البرہان ص ۱۷)
حضرت سیدنا جابر فرماتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسلک طریقاً فیبعہ احد الا عرف اللہ قد سلکہ من طیب عرقہ او قال من ریح عرقہ۔"

(۱) سنن دارمی ج ۱ ص ۳۶ مطبوعہ قاہرہ ج ۱ ص ۳۳ مطبوعہ لبنان (۲) مشکوٰۃ ص ۵۱۷ (۳) مصابح السنن ج ۳ ص ۵۱ (۴) البرہان ص ۱۸

جتنی کہ اگر کسی نے سرکارِ ہند پر رقبہ دینے صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا ہوتا تو (اسے پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ) جس گلی سے زوردار خوشبودار آئی اور کونسا تو سرکار کو پالیتا آپ کی خوشبو کی وجہ سے۔

(ہجرتی حاشیہ اگلے صفحات پر)

جسے حاشیہ گزرتے وہ جس راہ سے سید والا ہو کر
وہ گئی ساری زمیں غرر سارا ہو کر

حضرت سیدنا جابر بن خالد رضی اللہ عنہ کے جسم سے ہر وقت بہترین خوشبو نکلتی رہتی تھی حالانکہ آپ خوشبودار گائے نہیں کرتے تھے اور آپ کی چار دیوایاں تھیں اور آپ میں خوشش کرتیں کہ میری خوشبو سب سے اچھی ہو لیکن جب ان کے شوہر سیدنا جابر تشریف لاتے تو سب خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت جابر کی خوشبو غالب رہتی ایک دن چاروں دیوایاں اکٹھی ہو کر عرض کرتی ہیں: اے ہمارے آقا! ہمارے شوہر ہمارا کیا بات ہے؟ ہم ایک دوسری سے سبقت لے جانے کے لیے اچھی سے اچھی خوشبو لگاتی ہیں مگر آپ آتے ہیں تو اور کسی کی خوشبو کا پتہ ہی نہیں چلتا صرف آپ ہی کی خوشبو مسکتی رہتی ہے ایسا کیوں؟ یہ سن کر حضرت جابر نے فرمایا: میں نے تو کبھی کوئی خوشبو نہیں لگائی اب اس وجہ سے کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا تھا میرے جسم پر پھنسیاں (بہت) لگیں آتی تھیں تو میں اپنے آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور چاروں کی شکایت کو قاضی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر! کہہ اوروں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا "لغت صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ الشریفة ودلک بھا الاخری ثم مسح ظہری وبطنی بیدنیہ فبعق ہذا الطیب من یدنیہ یومئذ۔"

(۱) زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۲۲۲ (۲) مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴ (۳) سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۰۳ (۴) مواہب اللدنیہ جلد دوم ص ۳۱۱-۳۱۰ (۵) انھاس نکیر ج ۲ ص ۸۴ (۶) البرہان ص ۱۹
یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس مبارک پر پھونک لگائی پھر اس ہاتھ مبارک کو دوسرے ہاتھ مبارک سے مل کر میری پشت اور میرے پیٹ پر دونوں ہاتھوں پر پھیر دینے اس وقت سے یہ خوشبو بہک رہی ہے اس حدیث مبارک کے متعلق امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اخرج الطبرانی فی الکبیر والاصول ہستند جید۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۹۱)

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

امام ربیعین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس روز جاناں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر آپ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا تو کئی ہفتوں تک میرے ہاتھوں سے دھو کرتے اور کھانا کھاتے وقت ملک و خیر کی خوشبو مسکتی تھی۔

(۱) شواہد النبوت ص ۱۸۷ (۲) انھاس نکیر ج ۲ ص ۸۴ (۳) البرہان ص ۲۱-۲۲ اور استاذی المکرم فقیر عصر مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(بقیہ حاشیہ) شیخ الحدیث مفتی شاد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے خادمہ کے ہاں بیچنے کے لیے خوشبو عاتش کی گڑ خوشبو نہ مل سکی تو اس نے دربار رسالت میں ضرر ہو کر مارا عرض کیا اور درخواست کی کہ آقا آپ ہی کوئی خوشبو عطا فرمائیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیشی طلب فرمایا تاکہ اس میں خوشبو ڈالی جائے شیشی حاضر کر لے پر صیب خدا جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم انور پرینہ لے کر اس شیشی میں بھر دیا اور فرمایا: چاکر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو اور جب اسے پینہ مبارک مل گیا تو سارا بدن اس خوشبو سے مہک گیا اور پھر اس گھر کا ہر سی "بیت المصلین" دکھ دیا گیا۔

(بخاری المصنوعہ قاری ج ۱ ص ۲۳، اردو ج ۲ ص ۱۴۷)

استاذی انکرمی حضرت اخیہ عمر قبلہ مفتی محمد امین صاحب فرماتے ہیں کہ

عاشق رسول تاکہ اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ کے جلسہ عام میں اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اس لڑکی کو تاحیات پھر کبھی خوشبو لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی بلکہ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں جو پہرہ پیدا ہوتا اس کے جسم سے بھی خوشبو منکشی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!)

(البرہان ص ۱۳)

واللہ کرمی امام خطابت علامہ سید غلام رسول المعروف سندری والے رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا کہ حضرت امیر ملت علی پوری الخاں سید محمد علی شاہ صاحب گندھ شہری پر سوا جہ شریف کے پاس حاضر تھے کہ ایک جھٹی بھی وہاں حاضر تھا اس میں سے ایسی خوشبو آ رہی تھی کہ کبھی نہ دیکھی نہ سونگھی آپ نے اس سے کہا: جھٹی! میرے مرید میں خواب آف دکن وحید آباد تک شامل ہیں جو مجھے خوشبو و عطریات کے قند جات بھیجتے رہتے ہیں مگر ایسی خوشبو جو قند سے آری ہے آج تک میں نے نہیں دیکھی نہ سونگھی ازمائے بھی کیا یہ خوشبو کہاں سے ملتی ہے؟ جھٹی نے زار و قطار دے ہوئے روئے رسول کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ خوشبو میں نے اس روئے والے آقا سے لی ہے آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ آپ تو چودہ صدیوں سے اس مقدس طور و تربت مقدسہ میں آرام فرما رہے ہیں تو نے خوشبو آپ سے کیسے حاصل کر لی؟ تو اس نے کہا: شاہ صاحب! وہ جس لڑکی کو سرکار نے اپنے پیہ مبارک سے شرف فرمایا تھا جس کا ذکر احادیث میں آپ لوگ بیان کرتے رہتے ہیں میں اس لڑکی کی نسل سے ہوں اللہ اکبر! چودہ صدیوں کے بعد بھی اس کی نسل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیہ مبارک کی خوشبو موجود ہے۔

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں

جیسی میرے نیا کے پینے میں ہے

تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ

واللہ جو مل جائے مرگ گل کا پینہ

مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر جاہے دہن پھول

رج الاول شریف کی بابرکت راتیں

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب ربیع الاول کی پہلی شب ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ

عنہا کو آپ کی ذات اقدس سے عجیب کیف و سرور حاصل ہوا۔

دوسری شب حصول مقصد کی بشارت دی گئی۔

تیسری شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر کہا گیا: اے آمنہ! اب

اس جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور

شکرواحسان بجالائے گا۔

چوتھی شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ملائکہ کی بلند آواز سے تسبیح سنی۔

پانچویں شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ السلام کی زیارت کی وہ فرما رہے تھے:

”اس نبی جلیل صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری ہو جو صاحب نور و جمال اور

افضل و کمال کے مالک ہیں اور تعریف و ثناء جن کو سزاوار ہے۔“

چھٹی شب صاحب مدح و ثناء حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سارے

عالم میں جلوہ گر ہوئے۔

ساتویں شب ملائکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے جس سے خوشیاں

دوبالا ہو گئیں۔

آٹھویں شب فرح و سرور اور مبارکبادی کے فرشتے نے نداء کی اور کہا:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔“

نویں شب لطف و مہربانی کے فرشتے نے محسن عطف سے نگاہ کی کہ حضور کی والدہ

سے غم و الم نازل ہو گئے۔

دسویں شب خیف و غمی نے بشارت دی۔

گیا رھو یہ شبِ زمین و آسمان والوں نے ایک دوسرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی اور پھر وہ شب بھی جلو نما ہوئی کہ

جو قسمت کے لیے مقوم تھی وہ آج کی شب تھی
 مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی
 خدا نے ناخدا کی کی خود انسانی سفینے کی
 کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں شب اس مہینے کی
 وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تو رات کے وعدے
 خدا نے آج ایسا کر دیئے ہر بات کے وعدے
 مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا
 نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا
 بعد انداز یکساں بغاوت شان زیبائی
 امیں بن کر امانت آمنہ کی گوہ میں آئی
 فرشتوں کی سلامی دیئے والی فوج گاتی تھی
 جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
 سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
 سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
 سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
 سلام اے خاک کے نوٹے ہوئے دل جوڑنے والے
 تر ہے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں
 شریکِ حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
 مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
 جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

پر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

شبِ میلاد

خدا کی قسم! اس کائنات رنگ و بو میں اس ذاتِ وحدہ لا شریک نے جتنی راتیں تخلیق فرمائی ہیں ان سب سے افضل یہی رات ہے کیونکہ اگر یہ رات نہ ہوتی تو پھر کوئی رات نہ ہوتی۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ المیلاد لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے اس کی تین وجوہات ہیں:

(۱) لیلۃ المیلاد میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جبکہ لیلۃ القدر آپ کو عطاء کی گئی، مشرف کی ذات کے سبب جو شرف پائے وہ اس شئی سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطاء کی جائے اس اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

(۲) لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور لیلۃ المیلاد میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے، حضور ملائکہ سے یقیناً افضل ہیں لہذا حضور سے منسوب رات بھی ملائکہ سے منسوب رات سے افضل ہے۔

(۳) لیلۃ القدر میں صرف امت مہطفویہ پر رحم و فضل ہوتا ہے مگر لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات و کائنات پر رحم و فضل ہوا۔

(سیرت محمدیہ اردو ترجمہ مواب اللہ فی جلد اول ص ۱۵۶)

حقیقت ہے کہ یہ رات

بہت ہی مسرتوں بھری رات

اپنے دامن میں اس خوشی کا احاطہ کرنے والی رات کہ جس کے عدم وجود سے کائنات میں مسرت کی کوئی چیز تخلیق نہ کی جاتی بلکہ خود کائنات ہی معرضِ وجود میں نہ آتی

ان فرحتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے والی شب مبارکہ کہ جو زندگی کی تمام تر عنایتوں کے وجود کا سبب بنی

شادمانی و سرور سے لبریز رات
جملہ عظمتوں بلند یوں اور مرتبوں کی جامع رات
قدر و منزلت کے اعتبار سے ضرب المثل رات
و جہان و عرفان سے بھرپور رات
حسن و جمال و نور و سرور سے مزین رات
و درات کہ جس پر شب قدر بھی رنک کرتی ہے

و درات کہ جس کی عظمت و شوکت کے سامنے شب برأت کی اہمیت بھی بچ ہے
جس کی فضیلت چاند راتوں سے بھی بڑھ کر اور جس کی قدر و منزلت قیامت تک کی
تمام راتوں سے زیادہ اور جس کی علاوہ مرتبت ایام حج و عیدین سے بھی فزوں تر ہے
اگر یہ شب سعادت نہ ہوتی تو شب برأت نہ ہوتی نہ شب قدر بلکہ ایام حج ہوتے نہ
عیدین ہاں ہاں! قصہ مختصر کہ

اگر یہ رات اور اس میں تشریف لانے والی محبوب کی ذات نہ ہوتی تو پھر کبھی اٹھنا
ربو بیت رب کا نکات نہ ہوتا۔

لولا لک لما اظهرت الربوبية . (حوالے نظر کیے ہیں)

اے حبیب! اگر آپ کا میلا دن نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔
ایسے دھرتی نہ ہندی نہ آسمان نہ ہندا جسے پیدا نہ عرشاں و امہان ہندا
ایسے شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے نہ جنت نہ جنت و سامان ہندا
ایسے جلوسا یہ منظر ایسے تہذیب و تمدن ہونے نہیں ہوئے نہ سارے
جے پیدا نہ ہندے محمد پیارے نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہندا

اگر میلا د مصطفیٰ نہ ہوتا تو کلیم نہ ہوتے

اللہ تعالیٰ کے لاڈلے پیغمبر سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ
خداوندی میں عرض کیا: اے میرے مولا!

میں تیرا کلیم ہوں! کیا مجھ سے زیادہ شان والا بھی کوئی تو نے پیدا فرمایا ہے؟ آواز
قدرت آئی: ہاں! عرض کیا: یا اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: اے کلیم! وہ میرا محبوب سید و آئینہ
درتیم عبد اللہ کا فرزند محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور سن لو!

لولا محمد وامتہ لما خلقت الجنة ولا النار ولا الشمس ولا
القمر ولا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلًا ولا ایاک مت علی توحید
و علی حب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) . (موضوعات کبیر ص ۱۵۹)
اگر محمد اور ان کی امت (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) نہ ہوتے تو میں جنت
جہنم سورج چاند فرشتے نبی رسول اور (کوئی شی) حتیٰ کہ اے کلیم! تجھے بھی
پیدا نہ کرتا قائم رہ تو حید اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت پر۔

اگر میلا د مصطفیٰ نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام نہ ہوتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ
علیہ السلام کو فرمایا:

لولا محمد ما خلقت آدم . (الرواہ حوالہ مصطفیٰ ابن جوزی ج ۱ ص ۳۴)
اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا دن نہ ہوتا تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔
اور ایک روایت میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا: اے آدم!
لولاہ لما خلقتک . (الرواہ حوالہ مصطفیٰ ابن جوزی ج ۱ ص ۳۴)
اگر ان کا میلا دن نہ ہوتا تو میں تمہیں (بھی) پیدا نہ کرتا۔

اگر میلا د النبی اور شب میلا دن نہ ہوتی تو آدم نہ ہوتے آدم نہ ہوتے تو آدمی نہ ہوتا
آدمی نہ ہوتا تو کائنات نہ ہوتی۔

دنیا کا طول و عرض نہ ہوتا کسی کا کوئی فرض و قرض نہ ہوتا یہ رنگ و بو نہ ہوتا یہ نور و سرور نہ ہوتا یہ لیل و نہار نہ ہوتے یہ باغ و بہار نہ ہوتے۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

یہ سب کچھ اسی شب میلاد اور اسی صاحبِ میلاد کی بدولت ہے

عرش بنایا ہے اس کو بلائے کے لیے

کرسی بنائی ہے اسے تھانے کے لیے

لوح بنائی ہے اسے پڑھانے کے لیے

قلم بنایا ہے اسے تھمانے کے لیے

لامکان بنایا ہے اسے سیر کرانے کے لیے

بس میں ہوں اور وہ ہے (انا وانت) اور باقی جو کچھ ہے اسی کے لیے ہے

(وما سواک خلقت لا جلتک)

یہ شب ولادت ہی تو وہ ولیدہ مبارکہ ہے کہ جس میں جلوہ گری محبوب کے لیے

آسمان کو چھت بنایا گیا

زمین کو پچھونا بنایا گیا

چاند جیسا بلب روشن کیا گیا

سورج جیسا فانوس لگایا گیا

ستاروں جیسے قندیلے لگائے گئے

عرش پر آرائشوں کے جامان کیے گئے

آسمانوں پر زیبائش کی گئی

فلکیات کو سجایا گیا

ہواؤں کو معطر کیا گیا

جنت کو مزین کیا گیا

جہنم کو بچھایا گیا

حوروں کا بناؤ سنگھار کیا گیا

مشرق و مغرب و کعبۃ اللہ کو چھنڈوں سے مزین کیا گیا

کعبہ کے بتوں کو لرزہ بر اندام کیا گیا

مقامِ ابراہیم کی طرف بیت اللہ کو جھکایا گیا

فارس کا آتش کدہ جو ہزاروں سال سے جل رہا تھا سرد کر دیا گیا۔

ان فی صبیحة تلك الليلة اصبحت احنام الدنيا منكوسا۔

(سیرت حلبیہ)

صبحِ شب ولادت ساری دنیا کے بت سرنگوں کر دیئے گئے۔

ولم یبق سریر ملک من ملوک الدنيا الا اصبح منكوسا۔

(خصائص کبریٰ)

تمام دنیاوی بادشاہوں کے تخت اونڈھے کر دیئے گئے۔

کیوں؟ کس لیے؟

صرف اور صرف اس لیے کہ

ع انہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں

روزِ ازل سے اس مبارک رات کا یہ مقدر لکھ دیا گیا تھا اسی شب کو یہ مرتبے مرحمت

فرمانے تھے ان بلند یوں سے نوازا تھا اور میلادِ محبوب سے سرفراز فرماتا تھا۔

اسی شب مبارکہ میں حکمِ خداوندی ہوا:

یا جبرئیل خذ علم الہدایۃ و یا میکائیل خذ علم القبولۃ و یا

عزرائیل لا تقبض الارواح هذه الليلة۔

اے جبریل! ہدایت کا جھنڈا پکڑ لو اے میکائیل! قبولیت کا جھنڈا اٹھا لو

اے عزرائیل آج کی رات ارواح کو قبض نہ کرنا۔

اگر کسی کی روح قبض کی گئی تو اس کے گھر صرف ماتم بچھ جائے گی اور آج ماتم کا نہیں جشن محبوب کا موقع ہے لوگ ایک جھنڈے کو روکیں گے ہم آج ہر فرشتے سے جھنڈے اٹھوائیں گے تاکہ جشن محبوب دوبالا ہو۔

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں ہر رات قدرت کے عجائبات دیکھتی رہی حتیٰ کہ شب ولادت (بارہویں کی رات) جلوہ گر ہوئی یہ ایک منور رات تھی چاند جو بن پر تھا مکہ چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بچوں کے ہمراہ دیوارِ کعبہ کی مرمت کر رہے تھے اس وقت میرے پاس کوئی فردوسو جو نہیں تھا میں گھر میں اکیلی رہ گئی تو خوفِ ساعسوس ہونے لگا کہ اگر اسی رات بچے کی پیدائش ہوگئی تو کیا ہوگا؟

جنابہ آمنہ کے ہاں جنابہ حوا سارا آسیدہ مریم کی آمد

جنابہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں انہی خیالات میں تھی کہ کمرے کی ایک دیوار شق ہوگئی اور چار دروازہ قد خواتین کمرہ میں داخل ہو گئیں وہ باوقار تھیں اور حسن و جمال میں ایک دوسرے سے بڑھ کر یوں محسوس ہوا کہ جیسے نور و نکبت کی بارشیں ہونے لگی ہیں ایک نے بڑھ کر مجھ سے کہا:

آمنہ! تمہاری مثل کون ہو سکتی ہے اتم سیدہ البشر کی ماں بننے والی ہو۔

یہ کہہ کر وہ میری دائیں جانب بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: ام البشر حوا پھر دوسری نے مبارکباد دی وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: سلما زوجہ خلیل اللہ۔

پھر تیسری خاتون مبارکباد دے کر میرے پیچھے بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ بولیں: آسیدہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی۔

آخر میں چوتھی نے بھی مبارکباد دی اور سامنے بیٹھ گئیں میں نے پوچھا: آپ کون

ہیں؟ بولیں: مریم بنت عمران عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ۔

پھر چاروں نے یک زبان کہا:

ہم دایہ بن کر تمہاری خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں جلد ہی ان سے مانوس ہوگئی۔

(جامع المنجزات ص ۳۰۳-۳۰۴ تصحیح الکبریٰ اردو ص ۹۷) مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۶ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۱۲ اسیم الریاض ج ۳ ص ۲۷۲ اکرام محمدی ص ۷۷ مولوی عبدالنار دہلوی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پاکیزہ بیبیاں جو ہزاروں سال اس سیلا دالنبی سے پہلے انتقال فرما چکی اور اپنی اپنی مقدس قبروں میں جا چکی تھیں یہاں کیسے گئیں؟

جواب یہ ہے کہ ایسے ہی جیسے شب معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام مسجد اقصیٰ میں آ گئے تھے تو یہ عقیدہ درست ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اولیائے عظام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مشیتِ الہی سے وہ آ جا بھی سکتے ہیں۔

تو اگر وہ سب زندہ ہیں آ جا سکتے ہیں تو امام الانبیاء علیہ السلام جو کہ باعث تکوین عالمیاں ہیں وہ کیوں زندہ نہیں اور کیوں آ جا نہیں سکتے؟ تا جدار بریلی امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

انبیاء مزارات میں زندہ ہیں

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پاک روایت فرمائی ہے کہ سرکارِ ابد قرار نے ارشاد فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون .

(جذب القلوب اردو اشاعتی ریلوی ص ۲۰۶ تصحیح الکبریٰ ج ۲ ص ۱۱۲ از امام سیوطی)

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں ادا فرماتے ہیں۔

چن چڑھیا آمنہ دے لال دا

کک مگیاں دنیا جگ توں راتاں کالیاں

اس سال سب کوڑ کے عطاء کیے گئے

قد اذن اللہ تلك السنة لساء الدنيا يحملن ذكورا مكرامة

لمحمد صلى الله عليه وسلم - (سیرت طیبہ ج ۸ ص ۷۸ انوار مجریہ ص ۲۲)

الدر المنثور ج ۱ ص ۱۷۷ اسباب اللہ ص ۱۱۱

اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام عورتوں کے لیے اس سال مقدر کر دیا کہ وہ محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے لڑ کے جنیں۔

نداء آئی: در پیچے کھول دو ایوانِ قدرت کے

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ

اے فرشتو! آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو سورج کو بھی مزید نور کا

لباس پہنا دو۔ (ایضاً)

نداء آئی: در پیچے کھول دو ایوانِ قدرت کے

نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے

نارے حضرت آمنہ کے مکان کے صحن کی طرف اترے

فرشتے فوج در فوج استقبال کے لیے آئے

مشرق و مغرب اور کعبہ بیت المقدس پر جھنڈے لگ گئے

نور کے درخت نہر کوڑ کے کنارے لگ گئے

جنت کے دروازے کھل گئے

کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا

خوشحالیاں آئیں

جہنم بچھ گیا

خوروں نے چہروں پہ غارہ لگا دیا آسیدہ مریم حوا و سارہ دایاں بن کے آگئیں

آسمانوں پر ستون بن گئے، مخراب بج گئے، بیہر زلگ گئے

جبریل اہل آسمان کو خوشخبریوں اور اہل زمین کو مبارکبادیاں دینے لگے

ملائکہ میلاد کا جلوس نکالنے لگے

جانور ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے

توپھر ۔

جاء محمد سراجاً منیراً

فصلوا علیه کثیراً کثیراً

زندگی آگئی رونقیں آگئیں بزمِ عالم میں کیف و سرور آ گیا

آمنہ کے مقدر پہ قربان میں گود میں جس کی خالق کا نور آ گیا

بیٹیاں زندہ در گور کرنے والے معاشرہ میں بیٹی کی حرمت محفوظ کرنے والا آ گیا

بیوی کو بچہ کی جوتی سمجھنے والوں میں بیوی کو مقام دلانے والا آ گیا

ماں کے رتبے کو ملیا میٹ کرنے والے گنواروں میں ماں کی عظمت کا رکھوالا آ گیا

بہن کے حقوق غصب کرنے والوں میں وہ حقوق دلانے والا آ گیا

اندھیروں میں نور بانٹنے والا آ گیا

قییموں کو قرار بخشے، بیواؤں کا پانی بھرنے والا، بے بسوں کا بس، بے کسوں کا کس

تشریف لے آیا ۔

وہ دیکھو نور برساتا عرب کا تاجدار آیا

ملی راحت غلاموں کو قییموں کو قرار آیا

ہوئی انوار کی بارش قدم رکھا محمد نے

زمین کو چومنے عرش معلیٰ بار بار آیا

آئینہ جمال کبریا آگئے..... امام الانبیاء آگئے..... بے سہاروں کے سہارے آگئے..... بے چاروں کے چارے آگئے..... نبی پیارے ہمارے آگئے.....

خطا کاراں نوں چین آیا خطاواں مسکرا پیاں
عمر مصطفیٰ آئے فضاواں مسکرا پیاں

ہے کعبہ وی جھکدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے درتے

صاحب جامع الحجرات فرماتے ہیں کہ جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو سیدنا عبدالمطلب گھر میں موجود نہیں تھے کعبہ کی دیوار مرمت کرنے تشریف لے گئے تھے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ

میں مرمت کے بعد کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ چاروں جانب جھکا اور مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں پڑ گیا اور کبیر و تسبیح کی آوازیں آنے لگیں تھوڑی دیر بعد کعبہ دیواروں پر کھڑا ہو گیا اور جوف کعبہ سے ندا آئی:

”سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کر دیا۔“

ارکان کعبہ پھر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں باب الصفا سے نکل کر آئمہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا تو میں نے کچھ فرشتے دیکھے جو کہہ رہے تھے:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ“ صلی اللہ علیہ وسلم .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا کہ یہ خواب ہے یا بیداری؟ آئمہ کے مکان پر کچھ پرندے چکر کاٹ رہے تھے اور کمرہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی میں نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: خیر البشر کی ولادت ہوئی ہے۔

میں نے دروازہ پر دستک دی تو آئمہ نے خود دروازہ کھولا ان پر نفاس کا کچھ اثر نہ

تھا میں نے آئمہ سے پوچھا: تمہاری پیشانی کی چمک کہاں گئی؟ آئمہ نے کہا: وہ چمک دنیا میں اتر آئی ہے۔

ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا

مجھے ہاتھ سے یہ ندا آئی:

عبدالمطلب اپنے پوتے کا نام محمد رکھنا ان کا نام آسمانوں میں محمود تو ریت میں موسیٰ زبور میں ہادی انجیل میں احمد اور قرآن میں طہ النبین اور محمد ہے۔

میں نے آئمہ سے کہا: مجھے پوتا دکھاؤ! آئمہ نے کہا: آئیے اوہ کوٹھڑی میں ہے۔

کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ملائکہ زیارت کے لیے فوج در فوج اتر رہے تھے۔

(جامع الحجرات اردو ص ۲۰۶-۲۰۷)

نوری پیکر سیدہ آئمہ کے حجرہ طاہرہ میں

حضرت سیدہ آئمہ فرماتی ہیں کہ میرے کمرے میں حضرت حوا سارہ مریم آسیہ جلوہ افروز ہوئیں اسی دوران مجھے لمبے لمبے نوریں چکر نظر آنے لگے جو جوق در جوق میرے حجرہ طاہرہ میں داخل ہو رہے تھے ان کی آوازیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں لیکن زبان مختلف تھی جن میں سریانی غالب تھی یوں نظر آتا تھا کہ مکان کی دیواریں میری طرف جھکی ہوئی ہیں اور میرے دائیں بائیں نور کے یکے اُڑ رہے ہیں۔ (السمت البکری ص ۸۰)

محفل نوں سجا ئی رکھیوا وہدے اون داویلا اے

میلادِ حبیب کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم فرمایا کہ اے جبریل!

جنت میں پینے کے جام بہترین خوشبوؤں سے بھر دو اور اے رضوان خازنِ جنت! جنتی خوشبوؤں کی زیناکش و آرائش کرو مشک پا کیزہ کے نالغے کھول دو کہ تمام مخلوقات کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرمانے والے ہیں۔

اے جبریل!

محبوبِ اعظم کے لیے جو نور مجسم اور سب سے مقرب اور افضل و اعلیٰ ہیں قرب و

وصال کے سجادے پھیلا دو مالک کو حکم دو کہ جہنم کے دروازے بند کر دے رضوان سے کہو کہ جنت کے دروازے کھول دے۔

اے جبریل! خود حلہ پہنشتی زیب تن کرو اور زمین و آسمان کے طول و عرض میں منادی کر دو کہ محبت و محبوب اور طالب و مطلوب کے ملنے کا وقت آ گیا ہے۔

جبریل امین علیہ السلام نے رب حلیل جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کی اور فرشتوں کو مکہ کے پہاڑوں پر لا کھڑا کیا۔ ان فرشتوں نے کعبہ کو گھیرے میں لے لیا ان کے پاؤں سفید کاغذی بادلوں کی طرح تھے اطراف و اکناف میں پرندے گیت الاپنے لگے اور جنگلوں اور صحراؤں کے جانور خوشی سے شور مچانے لگے اور یہ سب کچھ کائنات کے شہنشاہ حقیقی رب العزت کے حکم سے ہوا۔ (صحیح تفسیر طبری، ج ۱، ص ۸۰-۸۱)

مرکاشفات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

وقت ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور مجھے سرزمین شام میں بصری کے محلات نظر آنے لگے میں نے تین عظیم الشان جہتہ دیکھے جو مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر نصب تھے اس عالم میں مجھے پرندوں کا ایک غول نظر آیا جن کی سونے کی طرح سرخ چوٹیں تھیں اور پر آبدار موتیوں کی طرح تھے انہوں نے میرے حجرہ انور میں آ کر زرو جواہرات اور لؤلؤ و مرجان بچھا کر رکھے وہ میرے ارد گرد آ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگے میں انہیں لمحہ بہ لمحہ اپنے سے بناتی اسی دوران میں فرشتے فوج در فوج میرے ہاں اترتے رہے ان کے ہاتھوں میں سرخ سونے اور سفید چاندی کی لوہانیاں تھیں اور وہ غلوغبر اور مختلف خوشبوئیں بکھیرتے رہے اور بلند آواز سے رسول مکرم حبیب معظم پر صلوٰۃ و سلام بھیجے لگے۔

صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و عظم۔

سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ چاند خیمہ کی طرح میرے سر پر ضوئیں ہو گیا اور

ستارے خوبصورت اور روشن قدیوں کی طرح لٹک گئے۔ (صحیح تفسیر طبری، ج ۱، ص ۸۱)

مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی تو ایک مشروب پیش کیا گیا جو دودھ سے سفید مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا میں نے وہ مشروب پی لیا اس سے زیادہ لذیذ مشروب میں نے کبھی نہیں دیکھا یہ شربت پینے کے بعد مجھ پر ایک نور عظیم ظاہر ہوا میں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ میرے کمرے میں آیا اور میرے دل پر سے پرواز کی اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہو پیرا

میرے پہلو میں سید الاولین و الآخرین جلوہ گر ہو چکے تھے میں نے دیکھا کہ وہ سجدے میں تھے۔ (جامع البحرات، ص ۳۰۴)

فقیر کہتا ہے: مقام غور ہے کہ

کوئی مولوی ملاں پیدا ہوتا

کوئی عالم و فاضل پیدا ہوتا

کوئی شاہ و گلد پیدا ہوتا

کوئی زاہد و عابد پیدا ہوتا

کوئی سفیر و کبیر پیدا ہوتا

کوئی پیر فقیر پیدا ہوتا

پلید پیدا ہوتا ہے

مگر میرے آقا پیدا ہوئے تو پاک و پاکیزہ..... سجدہ فرماتے ہوئے..... خود ہی پاک نہ تھے بلکہ ان کا پاکیزہ قدم مبارک فرش زمین پر سایہ گلن ہوا تو پوری روئے زمین پاک کر دی گئی۔

جعلت لی الارض مسجدًا و طہورًا۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۲۲)

میرے لیے پوری زمین کو پاک کر دیا گیا اور مسجد بنا دیا گیا۔

مسجد اوشد ہمہ روئے زمین آں امام اولین و آخرین

کوئی بھی انسان پیدا ہو تو... روتے ہوئے اور میرے آقا تشریف لائیں تو مسکراتے ہوئے۔

ولادت ہندیاں سوہنے نے جد ججدے چہ سر رکھیا
خطا کاراں نوں چھین آیا خطاواں مسکرا پچیاں

بے مثل نبی کی بے مثل ولادت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو

ولد مسروراً محتوئاً مکحولاً مغسولاً مدهوناً۔

(مولد النور ص ۶، الوفا النور ص ۶، السیرت ج ۱ ص ۱۲۸، اشادہ النبوت)

ناف کئی ہوئی تھی تختہ شدہ تھے سر مد لگا ہوا تھا غسل ہوا ہوا تھا تیل لگا ہوا تھا۔

سینکڑوں کتب سیرت میں یہ حوالیات موجود ہیں حتیٰ کہ تھانوی نے نشر الطیب اور صدیق الحسن جھوپانوی دہلوی نے اشعۃ العنبر یہ میں یونہی لکھا ہے۔

مثلكم مثلکم کی صبح و شام تبلیغ کرنے والو بتاؤ!

کیا تم بھی ناف پریدہ مختون، مکحول، مغسول مدھون پیدا ہوتے ہو؟

مولانا دنیا پر آئیں تو ہارن بجاتے ہوئے اور اگر ہارن نہ بجا کیں تو سب لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہیں مردہ تو پیدا نہیں ہوئے۔

اور میرے آقا علیہ السلام جلو گر آؤں تو انگشت شہادت اٹھائے ہوئے سجدہ ریزی

۱۔ حضرت ام ریحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے خست جگر کو نوکر کو پیدا ہوتے ہی سجدہ فرماتے ہوئے دیکھا اور دونوں انگشت مبارک دو رنگ و مبارک تسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے تھے گو پاک دعا فرما رہے ہیں۔ خود کے لیے ملاحظہ ہو!

مدارج النبوت ج ۲ ص ۶، انکشاف النور ص ۱۱، السیرت ج ۱ ص ۱۲۸، معارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۸، مولد النور ص ۶، اکرم مجدی مولوی عبداللہ روہانی ص ۵، الوفا لاہور ج ۱ ص ۵، التفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۲۸، مولد النور ص ۱۲، تذکرہ مہیاض رسول ص ۱۲

مولوی عبداللہ روہانی لکھتے ہیں کہ (بانی مہیاض علیٰ رسول پر)

فرماتے ہوئے اور یہ کلمات ارشاد فرماتے ہوئے کہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انی رسول اللہ۔

مولوی کا کلمہ اور میرے آقا کا اور..... اور اگر مولوی بھی مثلکم کا دعویٰ دار ہے تو پڑھے وہی کلمہ تاکہ پتا چلے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ انشاء اللہ ہی فظین ختم نبوت اس ناپاک وجود کو زندہ ہی نہ چھوڑیں گے اور آئے دال کا بھو معلوم ہو جائے گا ساتھ ساتھ زمین پر یہ بوجھ بھی ختم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے یہ بھی واضح ہوا کہ نبی بوقت ولادت بھی نبی ہوتا ہے اگرچہ بالقدوس ہی ہو جس کی شہادت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اشھد انی رسول اللہ" فرما کر دی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے چنگھوڑے میں ارشاد فرمایا تھا:

اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ الْاَبْنٰی الْکِتَابِ وَجَعَلْنِیْ نَبِیًّا ۵ (پ ۱۶، مریم ص ۲۰)

"بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔"

مولوی کہتا ہے: چالیس سال تک نبی کو اپنی نبوت کا علم نہیں ہوتا اور نبی چنگھوڑے میں اپنی نبوت کا اعلان کر رہے ہیں اور امام الانبیاء علیہ السلام بوقت ولادت ہی اپنی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔

پہلے سجدے پر و زلزل سے درود

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا (سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چچو بچھی

یا رب اتنی یا رب اتنی کرے سوال دعا کیں

بکس کریں بکس کریں میری امت تائیں

حضرت صفیہ فرماتی ہیں: میں نے آپ کے دامن مبارک سے کان لگا کر نہ تو آپ فرما رہے تھے "امعی امعی"۔ (معارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۸، اردو)

محترمہ) بوقت ولادت سرکار حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس بغرض خدمت حاضر تھیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو سب سے پہلے آپ نے سجدہ فرمایا، پھر فصیح و بلیغ لہجہ میں پڑھا: 'لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ' آپ کے چہرہ انور کے نور سے تمام گھر روشن ہو گیا، میں نے آپ کو نہلانے کا ارادہ کیا تو آواز آئی: اے صفیہ! ہم نے اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پاک و صاف پیدا فرمایا ہے، آپ مختون (ختہ شدہ) پیدا ہوئے، آپ کی پشت مبارکہ پر میں نے مہر نبوت دیکھی کہ اس پر کلمہ طیبہ شریف لکھا ہوا تھا۔

(سوانح النبوت جلد دوم ص ۱۶۲ اشباح النبوت مولد العزیز ص ۱۲۸ اکرام محمدی ص ۲۷۵)

علامہ علی و امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ پیدا ہوتے ہی سرکار ابد قراری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا:

اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃ

واصبلاً (سیرت صبیحہ ص ۹۲ اشباح النبوت جلد اول ص ۵۲)

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت آپ کچھ پڑھ رہے تھے جس کی آواز میں نے خود سنی۔

آٹھ خوباں ہمہ دارند تو تمہا داری

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھ سے سینہ اٹکی:

میں تجھے عطاء کرنا ہوں، خلق آدم، معرفت شیث، شجاعت نوح، خلعت ابراہیم، لسان اسحاق، حلم اوط، جہد یوشع، شدت موسیٰ، حکمت لقمان، حب دانیال، ملک سلیمان، صبر ایوب، ردائے ہارون، وقار ایسا، قبول ذکر، عصمت یحییٰ اور بدعتی پیغمبر اسلام۔

یا محمد! آپ کو کعبۃ اللہ مبارک ہو..... کعبۃ اللہ قیامت تک آپ کا اور آپ کی امت کا قبلہ ہوگا۔ (جامع الحجرات ص ۳۰۵ اردو)

ایک اور روایت کے مطابق سیدہ فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت جب مجھے سخت پیاس

محسوس ہوئی تو اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک شربت کا پیالہ لے کر حاضر ہوئے جو دودھ سے سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، کستوری سے زیادہ خوشبودار، برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور مجھے کہا کہ اسے پی لیں، میں نے اس سے پیا دوبارہ کہا: اور نوش فرمائیں! میں نے اور پی لیا، تیسری مرتبہ پھر خوب سیر ہو کر پیلا اور پینے کی گنجائش نہ رہی اور نہ ہی اس پیالہ شربت میں کچھ کی واقع ہوئی، پھر جبریل میرے سامنے کھڑے ہو گئے اور یوں کہا:

اظہر یا سید المرسلین..... اظہر یا خاتم النبیین..... اظہر یا

رحمة للعالمین..... اظہر یا رسول اللہ..... اظہر یا نوراً من نور

اللہ..... بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ.

(بیان اسما و صفی لایق ابن الجوزی ص ۴۴)

ظاہر ہو جائیں اے سید المرسلین..... اے خاتم النبیین! تشریف لے

آئیں..... اے رحمة للعالمین! جلوہ فرما ہو جائیں..... یا رسول اللہ! یا

نور من نور اللہ ظاہر ہو جائیں..... اے محمد ابن عبد اللہ ہرکت اسم اللہ تشریف

لے آئیں۔

ادھر صبح صادق کا نائم ہوا اور ادھر

فولدت محمدًا.

نبی اکرم پیدا ہوئے۔

وہ تشریف لائے سویرے سویرے

گلے گلے رہے تھے اچالے اندھیرے

دن آرہا تھا..... رات جاری تھی کہ صبح صادق کے وقت نبی صادق جلوہ گر ہو گئے۔

مہر نبوت اور حکومت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ

میں نے نبی کریم علیہ السلام کو کرتہ پہنانے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پشت منورہ پر دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگی ہوئی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(انوار الہمد یہ انصاف کبیر فی شواہد النبوت ص ۵۵ معارج النبوت ج ۲ ص ۹۸)

مشرق مغرب ان کی حکومت
سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:

ولادت کے بعد حضور میری نظروں سے غائب ہو گئے اور ایک آواز آئی:

طوفوا به مشارق الارض ومقاربها۔

میرے حبیب کو مشارق و مقارب ارض کی سیر کراؤ۔

تاکہ تمام اہل زمین کو معلوم ہو جائے کہ اس کائنات کا فرماں روا آج جلوہ افروز ہو گیا ہے پھر زندائیں آنے لگیں کہ

قبض محمد علی مفتاح النصره ومفتاح الربح ومفتاح النبوة۔

نصرت کی فتح کی اور نبوت کی تمام چابیوں پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قبضہ ہو گیا۔

اور

صبح فتح قبض محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الدنیا کلہا..... لم یبق خلق من اهلہا الا وخذ فی قبضتہ۔

مبار مبار مبار کہا! اے محمد کریم! آپ نے ساری دنیا کی چابیاں اپنے قبضے میں لے لی ہیں ایسی کوئی مخلوق باقی نہ رہی جو آپ کے قبضہ و اختیار سے باہر رہے گی ہو۔ (انصاف کبیر فی جہد اول ص ۱۲۳-۱۲۵)

اللہم اللہ شہ کوئین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

اور

فرش والے تیری شوکت کا غلو کیا جائیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھر برا تیرا
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ

او ثبت مفاتیح کل شیء۔ (انصاف کبیر فی جہد اول ص ۹۵)
اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا فرمادی ہیں۔

اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۸)
مجھے زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں دے دی گئی ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر ایک فرشتے نے میرے نور نظر کے بوسے لیتے ہوئے نداء کی:

ابشر یا محمد..... فانت اکثرہم علما۔

یا محمد! آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ تمام انبیاء سے علم میں زیادہ ہیں۔

(انوار الہمد یہ ص ۳۹ مولد اعراس ص ۷۹-۸۰ معارج النبوت)

نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو گئی

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ الصدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس رات نبی مکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس خاکدان ارضی کو اپنے جمال جہاں آراء سے منور فرمایا اس یہودی نے پوچھا:
اے گروم قریش! کیا آج تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ سامعین نے اعلیٰ کا اظہار
کیا تو اس نے کہا: جاؤ دیکھو کہ اسی رات نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے
ہیں جن کے کندھوں کے درمیان ایک نشانی یعنی مہر نبوت ہے۔

چنانچہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹے اور اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے یہ سن کر یہودی ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت قدسیہ میں حاضر ہوا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو نکال کر ان کے سامنے پیش کیا جب یہودی نے وہ نشانی یعنی مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کر گر پڑا جب اسے افاتہ ہوا تو کہنے لگا:

ذهبت النبوة من بنی اسرائیل یا معشر قریش اما واللہ
یسطون بکم سطوة یخرج خیرها من المشرق الی المغرب .

(المست انہری عربی ص ۲۵)

اے گروہ قریش! نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہوئی اللہ کی قسم! یہ بچہ تم پر غالب آئے گا اس کا چہ چا مشرق سے مغرب تک ہوگا۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۲۵ خطبات پیرو دہانی ص ۲۲ نشر المطب قادیانی ص ۱۲۷)

الہامیہ المعمریہ ص ۷۷ مواہب اللدنیہ ص ۷۷

پھوکاں مار بچھا نیو لوڑن !.....!

مردی ہے کہ

جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اس وقت کوئی یہودی عالم ایسا نہیں رہا تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا علم نہ ہو گیا ہو ان (یہودیوں) کے پاس ایک اونٹنی تھی جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون سے رنگین تھا اور وہ اپنی کتابوں میں یہ لکھا پاتے تھے کہ

”جب اس جہ سے خون کے قطرات ٹپکنے لگیں گے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ

وسلم پیدا ہوں گے جو ان کے ادیان کو معطل کریں گے۔“

لہذا جب جہ سے خون کے قطرات ٹپکے تو تمام یہودیوں کو معلوم ہو گیا کہ حضور سید عالم خیر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو گئے ہیں۔

سب نے اجتماع کیا اور حضور کو اذیت پہنچانے کے لیے کید اور مکر و فریب کی سوچنے لگے مختلف شہروں میں انہیوں کو بھیجا کہ ایک دوسرے سے مل کر کوئی حیلہ و تدبیر دریافت کریں اور ان بد نصیبوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے مکر و فریب کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تدبیر کر رکھی ہے اور حضور کے وجود مسعود سے دین اسلام کو قائم اور روشن کر دیا ہے اور اہل کفر کے دین کو سرنگوں اور ناکارہ کر دیا ہے۔ (نعت کبریٰ اردو ص ۶۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى
الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (پ ۲۸ اصف ۹)

”وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے بھیجا رسول (اللہ کو) ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب فرمائے وہ اس دین کو تمام ادیان پر اور اگرچہ مشرک اسے اچھا نہ جانیں۔“

يُرْسِلُونَ لِيُظْهِرُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاحِهِمْ وَاللّٰهُ مَعَهُ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُونَ (پ ۲۸ اصف ۸)

”کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے اگرچہ کافر اسے بُرا جانیں۔“

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اکھاں وچہ قدرتی سرے دی دھاری

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ

وضعتہ مطہورًا مطہبًا مکحولًا مسرورًا مختونًا مدهونًا ۔

(مولد العروس ص ۶۷، انصاف کبریٰ جلد اول ص ۱۳۶، انصاف عیاض ماکی جلد اول ص ۱۲۸، شراہ

بلدات علامہ جہاں ص)

میں نے اسے جنا پاکیزہ و طاہر معطر و خوشبودار آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہنستا
مسکراتا ہوا چہرہ خندہ شدہ اور تیل لگا ہوا۔

مولانا غلام رسول عالم پوری کہتے ہیں کہ ۔

اکھان وچہ قدرتی سرے دی دھاری

دلاں نوں قتل کردی جیوں کٹاری

زلیخا اوس نوں جے وکھ لیدی

نہ پچھے یوسف شامی دے پندی

آئے محمد (ﷺ) رحمتاں والے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں: جب میرے ہاں میرے نور و نظر کی آمد ہوئی تو میں

نے دیکھا کہ

اعلنت الملكة سرًا وجهراً جاء محمد صلى الله عليه وسلم

(مولد العروس لابن جریر ص ۳۹)

ملائکہ نے بلند و آہستہ اعلانات کیے..... نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے

آئے۔ ۔

دونوں جگ وچ ہوئے اُجالے

آئے محمد رحمتاں والے

رحمتاں والے برکتاں والے

آئے محمد رحمتاں والے

نور ازلی ہمکنیا غائب اندھیرا ہو گیا

کملی والا آ گیا ہر تھاں سویرا ہو گیا

اللہ نوں وی ہو گئی دھرتی بڑی محبوب اود

جہڑی تھاں تے احمد سرسل دا ڈیرا ہو گیا

ہمارے ہاں بچہ پیدا ہو..... ہم خاکی..... بچہ خاکی..... اعلان کرنے والے خاکی

عرش کا دولہا پیدا ہوا..... بچہ افلاکی..... اس کا اعلان کرنے والے بھی افلاکی

بلکہ ہم خاکی..... ہمارے کھلونے بھی خاکی..... کملی والا افلاکی..... اس کا کھلونا

بھی افلاکی۔

مالاحظہ ہو حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کیا ہی چٹتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

میں نے عرض کی کہ میں دیکھا کرتا تھا جبکہ آپ جھولے میں چاند سے باتیں کیا

کرتے تھے اور آپ جدھر انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے چاند اُدھر جھک جایا کرتا تھا۔

یہیں کرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی كنت احمد له ويحدثني ۔

بے شک میں چاند سے اور چاند مجھ سے باتیں کیا کرتے تھے۔

(انصاف کبریٰ ج ۱ ص ۵۲، ماعت ہالت از شیخ محقق دہلوی ص ۲۹۲، مواہب اللدنیہ ص ۱، اکرام محمدی

ص ۲۸۲، مولوی عبدالستار دہلوی)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چٹتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضور کا نوری جھولا

ہم خاکی..... ہمارا جھولا جھلانے والے بھی خاکی..... مصطفیٰ نوری..... ان کا جھولا

جھلانے والے بھی نوری..... حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سیر الواقدی

میں ہے:

ان مہدہ کان يتحركك بتحركك الملائكة۔

(نثر الغیب قرآنی ص ۲۹ اکرام محمدی دہلی ص ۳۵ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۶۷ مدارج النبوت

ج ۲ ص ۲۱ انحصارِ انکبریٰ ج ۱ ص ۱)

فرشتے آپ کا جھولا جھلاتے تھے۔

میرا نبی خود نور

اس کو بھیجنے والا نور

اس پر نازل ہونے والا قرآن نور

قرآن لانے والا جبریل نور

میرے نبی کا کھلونا چاند بھی نور

میرے نبی کا جھولا بھی نور

میرے نبی کا جھولا جھلانے والے بھی نور

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے بین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مبارک تھے یہ بڑائی حلیمہ (رضی اللہ عنہا)

انشاء اللہ العزیز جب تک

سورج چمکتا رہے گا

چاند منکدار ہے گا

ستارے جگمگاتے تر ہیں گے

اے اماں حلیمہ سعدیہ..... آپ کا ذکر مبارک بھی ہوتا رہے گا اور اہل ایمان آپ

۱۔ کہ محمدؐ سے تین دن کی راہ پر خاکِ کف کے قریب ایک مقام ہے جہاں کی حضرت حلیمہؓ بٹے والی تھیں۔

(تفسیر غیبی پارہ ۱ ص ۲۱۹ مطبوعہ مکتبہ)

کی بارگاہِ مبارکہ میں سلام بھی عرض کرتے رہیں گے..... جہاں میلادِ مصطفیٰ کے تذکرے

ہوں گے وہاں آپ کی اس کنیا کے تذکرے بھی ہوں گے جہاں چودہ طبق کے دالی نے

ایامِ رضاعت بسر فرمائے اور اس کنیا کو عرشِ اعلیٰ سے بھی فزوں تر مقام دے دیا۔

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

کہ تو ہے محمد کی دالی حلیمہ

مبارک تھے یہ بڑائی حلیمہ

بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ

بعض لوگ بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہؓ حد یہ رضی اللہ عنہا کا

شیر مبارک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیا کیوں؟ اس لیے کہ وہ مؤمنہ نہ تھیں۔

(معاذ اللہ)

فقیرِ احمی اوگوں کے مجتہد سے سرکار کو حضرت حلیمہ کا دودھ پلانا ثابت کرنا ہے

ما حنظلہ ہوشیہ مجتہد طاہر باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ

وابن شہر آشوب روایت کردہ است کہ اول مرتبہ ثویبہ آزاد

کردہ ابولہب آنحضرت را شیر داد و بعد از و حلیمہ سعدیہ

شیر داد و پنج سال نزد حلیمہ ماند۔

(امیت القلوب ج ۲ ص ۶۶۔ ۷۷ مطبوعہ تہران)

اور ابن شہر آشوب نے روایت کیا ہے کہ پہلی مرتبہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ

وسلم) کو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ

سعدیہ (رضی اللہ عنہا) نے دودھ پلایا اور پانچ سال حلیمہ کے پاس رہے۔

اب یہ شیعہ مجتہد ہی بتا سکتے ہیں کہ ثویبہ دودھ پلاتے وقت کس کیفیت میں تھیں

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بات بعد میں آتی ہے اور ملا باقر مجلسی کی تحریر کے مطابق

حضور نے ان دونوں کا دودھ نوش جان فرمایا ہے۔

کتب فکر اہل حدیث (وہابی) کے بہت بڑے عالم و میرت نگار مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
”جب میں آپ کو گود میں اٹھانے لگی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے کلمہ طیبہ پڑھ لو پھر پاک ہو کر مجھے ہاتھ لگانا۔“

بول شہادت کلمہ اولیٰ کہیا حلیمہ تائیں
ہو کر پاک اسراۓ تائیں بچکھوں ہتھ لگائیں

(اکرام محمدی ص ۱۸۲)

قدرت کا انتخاب..... حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا

میرے آقا نبی مصطفیٰ ہیں یعنی چنے ہوئے تو آپ سے منسوب ہر چیز بھی چنی ہوئی ہے مثلاً:

شب ہجرت آپ کے بستر پر آرام فرمانے اور لوگوں کو امنیتیں واپس کرنے کے لیے مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو قدرت نے خود چنا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت کو بھی شب ہجرت قدرت نے خود ہی چنا۔

شب معراج نوشہ بزم جنت کے لیے سواری یعنی براق کو بھی قدرت نے خود ہی چنا۔

ایسے ہی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کے لیے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا۔

صاحب جامع الحجرات اور صاحب مولد العروس فرماتے ہیں کہ

”حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت ہوئی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس انمول موتی کو دودھ کون پلائے گا؟“

بہت سی بدوی آیاتوں نے خواہش ظاہر کی لیکن حضرت آمنہ ان سے یہی فرماتی رہیں کہ اس امر کا فیصلہ عبدالمطلب کریں گے ایک رات حضرت آمنہ نے ہاتھ (ٹہنی) سے نداء سنی:

اے طاہرہ و کریمہ اغور سے سن لو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دودھ پلانے والی داریہ قبیلہ بنی سعد سے ہے جس کا نام حلیمہ ہے۔

اس کے بعد جو دایہ آتی سیدہ آمنہ اس کا نام اور قبیلہ ضرور دریافت فرماتیں۔
(جامع الحجرات ص ۳۳۲ ازہ زمولد العروس ص)

حضرت حلیمہ کے حالات

حضرت حلیمہ کے مقدر میں سید الکونین کی رضا عمت لکھ دی گئی تھی حالات نے انہیں مکہ آنے پر مجبور کر دیا حلیمہ کا قبیلہ ان دنوں شدید قحط سے دوچار تھا اس بحران میں حلیمہ سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھیں وہ خود فرماتی ہیں کہ

میں تہی دامن ہو چکی تھی حتیٰ کہ ححرا کے خود رو پودے تو ذکر ان کے پتے کھایا کرتی ہمارے گھر میں اکثر فاقے ہوا کرتے تھے ایک دن میں بنی سعد کی سہیلیوں کے ساتھ باہر گئی میں نے پتے تو ذکر کھائے اور پانی پی لیا اچانک ہمیں وادی میں کسی کی آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہ آیا پکارنے والے نے ہمیں مکہ جانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا:

مکہ میں ایک محمد نامی بچہ ہے اسے دودھ پلاؤ۔

ہم پتے توڑنا بھول گئیں اور گھبرا کر اپنے گھر کی طرف دوڑ پڑیں گھر پہنچی تو میرے خاوند حارث نے کہا: حلیمہ! خالی ہاتھ واپس آگئی ہو؟

میں نے حارث کو آواز کا قصہ سنایا تو وہ کہنے لگے: حلیمہ! چلو ہم مکہ چلتے ہیں شاید وہ بچہ ہماری تقدیر میں لکھا ہو؟

میں ان دنوں حاملہ تھی جلد ہی میں نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام ہم نے ضمیرہ رکھا ان دنوں میں بھوک اور پیاس سے نڈھال رہا کرتی تھی ایک دن مجھ پر غنودگی طاری

ہو گئی تو ایک نادیدہ قوت نے مجھے اٹھا کر ایک نہر کے کنارے بٹھار دیا اور کہا:

حلیمہ! اس پانی سے غسل کرو۔

میں نے غسل کیا تو پھر آواز آئی: اب نہر سے پانی پی لو۔

میں نے جی بھر کر پانی پیا، پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں تھا، نہر سے مشک و عنبر کی خوشبوئیں اُڑ رہی تھیں، پانی پی چکی تو پھر نداء آئی:

حلیمہ! مبارک ہو کہ رسول عربی کی رضاعت تیرا مقدر بن چکی ہے فوراً مکہ جاؤ، تم اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونے والی ہو۔

پھر نادیدہ قوت نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

خدا تجھے شیر اور خیر کثیر عطا فرمائے۔

اچانک میری غنودگی دور ہو گئی، کیا دیکھتی ہوں کہ نہ وہ نہر ہے اور نہ ہی دو کیفیت میں اپنے کمرہ میں پڑی تھی، لیکن مجھے اپنے رب کے جلال کی قسم! یوں محسوس ہونے لگا جیسے میرے سینے میں دودھ کے سوتے پھوٹنے والے ہیں، میرا لاغر پن دور ہو گیا، چہرہ پر تازگی آ گئی اور اپنی سہیلیوں میں سب سے زیادہ صحت مند دکھائی دینے لگی، سہیلیوں نے مجھ سے کہا:

حلیمہ! ہم نے تمہیں اس حال میں دیکھا تھا کہ فاقوں کی وجہ سے تم دہلی چلی اور زرد و تھیں، اچانک تم اتنی نو مند کیسے ہو گئی ہو؟ میں نے ہنس کر بات ٹال دی اور حقیقت حال کچھ نہ بتائی۔

اپنے اپنے مقدردی ہندے اے گل

ایک دن میں اپنے شوہر حارث سے کہا: مجھے مکہ لے چلو! ہمارے پاس ایک لاغر اونٹنی تھی، حارث نے کہا: تم اونٹنی کو ایسی زحمت دینا چاہتی ہو جو وہ برداشت نہ کر سکے گی۔ میں نے کہا: خدا نے چاہا تو گرتے پڑتے مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔

حارث اونٹنی لے آیا، وہ اتنی کمزور تھی کہ ہم اس کی پسلیاں شمار کر سکتے تھے، حارث

نے مجھے اونٹنی پر بٹھایا، میں نے ضمیر و گوگرد میں لیا، حارث نے تکمیل تھامی اور اونٹنی کچھوے کی چال چلنے لگی، مکہ کی سڑک پر پہنچے تو اونٹنی رک گئی، حارث نے کہا: چلو واپس چلیں! مکہ تک جانا اس کے بس کا روگ نہیں۔

میں نے کہا:

اللہ کا نام لے کر چلتے رہیے، دیر سے سہی لیکن بالآخر مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔

ہم گوگرد کی حالت میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ گھائی کی اوٹ سے ایک شخص نمودار ہوا، اس کے ہاتھ میں چمکدار چھتری تھی، اونٹنی کے قریب آیا اور چھتری سے اشارہ کرتے ہوئے بولا:

”چلو جلدی چلو! نبی صادق و امین کی خدمت میں۔“

پھر وہ شخص مجھ سے مخاطب ہوا

”حلیمہ! مبارک ہو کہ خدا نے تجھے سید المرسلین کی رضاعت کے لیے چن لیا ہے۔“

اجنبی کا یہ کہنا تھا کہ اونٹنی اصل گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی، سب سے پہلے میں حرم میں پہنچی، مکہ کے ماحول پر طائرانہ نگاہ ڈالی، یوں محسوس ہوا جیسے حرم واپس کی طرح سجا ہوا ہے اور مکہ کے گرد و نواح میں رنگارنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں، میرے علاوہ دوسری آیاؤں نے بھی حرم کے دامن میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا، ہر دایہ کی یہی خواہش تھی کہ وہ مبارک بچہ اسے مل جائے۔

سیدہ آمنہ نے سنا کہ بنی سعد کی دایاں مکہ میں آ چکی ہیں تو انہوں نے سیدنا عبدالمطلب سے عرض کی:

سیدی! آپ دایاں کے پاس جاییے اور اپنے پوتے کے لیے بھی دائی لائیے۔
عبدالمطلب سیدہ آمنہ کی بات سنتے ہی گھر سے باہر تشریف لے گئے، ابھی وہ گھر سے نکلے ہی تھے کہ ہاتف سے نداء آئی:

”بشت وہب کا قیم بہترین مخلوقات ہے، جس کی رضاعت کے لیے قدرت

نے حلیمہ کا انتخاب کر رکھا ہے آئندہ اپنے کو حلیمہ کے سوا کسی دوسری دایہ کے سپرد نہ کرنا۔

تھوڑی دیر بعد دایوں نے آنا شروع کر دیا سیدہ آمنہ ہر دایہ سے نام اور قبیلہ دریافت کرتیں جب وہ حلیمہ کا نام نہ سنیں تو بڑی ملائمت سے فرماتیں:

بہن میرا بیٹا یتیم ہے۔

یہ سننے ہی دایاں چلی جاتیں انہیں اس بچہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی جس کا باپ زندہ نہ تھا۔ دایاں عبدالمطلب سے پوچھتیں: یہ آپ کا بیٹا ہے؟ تو آپ فرماتے:

نہیں! لیکن مجھے یہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے ابھی یہ ماں کے شکم میں تھا کہ اس کا باپ وصال کر گیا تھا۔

یہ سن کر کوئی دایہ آپ کے گھر نہ ٹھہری سب چلی گئیں۔ (تابع لمحوۃ ص ۳۳۳ تا ۳۳۷)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ

میں شہر مکہ میں داخل ہوئی تو پوچھا: خادمِ حرم کون ہے؟ جواب ملا: عبدالمطلب تو میں عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں سلام کیا اور عرض کیا:

سیدہ اشراف مکہ پیکر جو دو کرم! میں قبیلہ بنی سعد کی ایک ستم رسیدہ قحط زدہ اور مفلوک

۱۔ کیونکہ تمام دایاں انعامات و اکرامات کا تصور لے کر آتی تھیں لہذا حضرت آمنہ ان سے ایسا فرماتیں تاکہ یہ خود بخود حضور کو چھوڑ دیں اور حضور کی رحمت پر کوئی حرف نہ آئے کہ وہ نہ نالائمن نے ہمیں چھوڑ دیا۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ دایاں ایک ایک کر کے حضور کو لینے کے لیے آ گئے بڑھیں مگر سرکار نے ان سے اعراض فرمایا اور جب حضرت حلیمہ سعدیہ آ گئے بڑھیں تو سرکار مسکرا دیئے اور جب سیدہ نے دودھ پلانے کے لیے اپنا پستان مبارک حضور کے قریب کیا تو فوراً حضور نے دودھ نوش جان فرمایا۔ (مولد المروء ص ۱) معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ذاتی فطرت و مرضی یہ تھی کہ مجھے حضرت حلیمہ ہی لے جائیں اور جس انیس کا دودھ پوں۔

داد داد نہیں حلیمہ میرے تے آج کرم کھایا جانا ایں

اک کیکہ تیری جھولی وچ آج گوہر پایا جانا ایں

الحال عورت ہوں ہمارے موسیقی قحط کی نذر ہو چکے ہیں موجودہ سال نے تو رہی کسی کسر بھی پوری کر دی ہے۔

معدن کرم! میں نے سنا ہے کہ آپ کو دایہ کی ضرورت ہے میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں شاید اسی بہانے ہمارے دن پھر جائیں۔

آپ نے پوچھا: خاتون! آپ کا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: حلیمہ نام ہے قبیلہ بنی سعد سے ہوں۔

آپ نے فرمایا: حلیمہ! ہمارے ہاں بچہ ضرور ہے اور وہ بچہ ایسا عظیم الشان ہے کہ آج تک کسی ماں نے ایسے صبح و صبح بچے کو جنم نہ دیا ہوگا لیکن..... لیکن حلیمہ! وہ باپ کے سایہ سے محروم ایک یتیم بچہ ہے اگر تم اس کی رضاعت پر راضی ہو تو بسم اللہ کرو اور لے جاؤ۔

میں نے کہا:

سیدی! میرا شوہر بھی میرے ساتھ مکہ آیا ہوا ہے اس کی اجازت کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتی اجازت ہو تو میں شوہر سے مشورہ کر لوں؟ اگر وہ یتیم بچے کو لے جانے پر راضی ہو گیا تو ہر وجہ شتم حاضر ہو جاؤں گی۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! تم مشورہ کر کے جلد بتا دینا میں وہاں سے مایوس اور دل گرفتہ لوٹ آئی میں عبدالمطلب سے سیدھی حارث کے پاس آئی خاوند نے کہا: کیا خبر لائی ہو؟ میں نے کہا: عبدالمطلب کے گھر میں ایک حسین و جمیل بچہ ہے لیکن وہ یتیم ہے میں نے فی الحال آپ کے ذمے قبول نہیں کیا کہجئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حارث نے کہا:

حلیمہ! خود سوچو کہ ہم قحط زدہ لوگ یتیم لے کر کیا کریں گے؟ میں نے کہا: لیکن اس کے دادا نے خیر کثیر کا وعدہ کیا ہے۔

حارث نے کہا: دایاں ہمیشہ بچہ کے باپ سے اجرت اور انعام وصول کیا کرتی

ہیں! دادا سے نہیں، یتیم بچہ کی پرورش کر کے ہمیں انعام و اکرام کی توقع رکھنا عبث ہے! چھوڑو اس قصہ کو۔

دوسرے دن میری ہم سفر دایاں واپسی کی تیاریاں کر رہی تھیں، انہیں دیکھ کر میرے آنسو رخساروں پہ بہ نکلے، حارث نے دیکھا تو کہا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہ روؤں بنی سعد کی تمام دایاں بچے لے کر جا رہی ہیں اور میں تنہی دامن ہوں۔ حارث نے کہا: تو کیا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: وہی یتیم! ممکن ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ہمارے دن پھیر دے! حارث نے کہا: تو جاؤ اور اسے لے آؤ۔

یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔
 ادھر عبدالمطلب میری تلاش میں گھر سے نکلے اور ادھر میں ان کے گھر جا رہی تھی راستہ میں ہی ان سے ملاقات ہو گئی، میں نے پوچھا: کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟
 آپ نے فرمایا:

تمہارے پاس ہی تو جا رہا تھا، حلیمہ میں نے کہا:

اور اے سید عرب! میں بھی آپ ہی کی خدمت میں جا رہی تھی اور خوشی سے مسکراتے ہوئے بتایا:

”وہ یتیم کی رضاعت کے لیے شوہر کی اجازت لے آئی ہوں۔“

یہ سنتے ہی عبدالمطلب مجھے اپنے ساتھ گھر لائے، میں نے سیدہ آمنہ کو سلام کہا، وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملیں اور فرمایا: واللہ! میرے بچے کی رضاعت کے لیے (اس کے قابل) تم ہی تھیں۔

ع۔۔۔ والد محترم حضرت امام الخطابت رحمۃ اللہ علیہ (سند دردی والے) یوں بیان فرمایا کرتے کہ حضرت حلیمہ جب شوہر سے مشورہ کرنے آئیں تو ان کی انٹنی نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: مولا! مجھے زبان دے کہ آج میں بھی میرے محبوب کی تعقیب پر عرض اللہ تعالیٰ نے زبانِ معارفِ مالکی تو انٹنی نے کہا: حلیمہ! کیا (ہائی مافیہ کلمے ملے)۔

اور میرا ہاتھ تمام کر اس کمرے میں لے گئیں جہاں سیدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب تھے۔ (جامع الحجرات ص ۲۲۸-۲۲۹)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں حضور علیہ السلام کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا، میں نے سیدہ آمنہ سے کہا:

سیدہ یوں گلتا ہے جیسے آپ کے فرزند کے گرد ستارے جھلملا رہے ہیں۔
 آپ نے فرمایا:

یہ تو میرے صبیح و طبع بیٹے کے کعبڑے سے نکلنے والی شبائیں ہیں۔
 آپ پیٹھ کے بل سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور انگشت مبارک چوس رہے تھے اور گہری خند آرام فرما رہے تھے، میں ان کی جانب بے اختیار لپکی تو سیدہ آمنہ نے فرمایا:

”میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اسے دودھ پلانے والی قبیلہ بنی سعد کی حلیمہ ہوگی۔“

میں نے عرض کیا: سیدہ! حضور کا حسن و جمال دیکھ کر میرے انگ انگ میں ان کے لیے شفقت و محبت سا گئی ہے۔

یہ کہہ کر میں آپ کے سر اقدس کی جانب کھڑی ہو گئی، میں نے آپ کی جانب بازو پھیلا دیئے کہ اٹھا کر سیدہ سے لگا لوں۔

(بقیہ شب) کہتی ہو کہ یہ یتیم ہے اور مل دیا انھیں ملے گا سنو!
 ہے جمہو دیوں دنیا ہو سدا ای کز ادا
 محمد نون جمہویوں کز ادا نہیں ہوا
 نیاں دے سے بچے کلامہ نہیں ہوا
 جدائی دا صدقہ کھوارا نہیں ہوا
 چنانچہ سیدہ حلیمہ نے حضور علیہ السلام کو لیا اور محل پڑیں۔

اچانک آپ نے چشمان مبارک کھولیں اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی آپ کی

حضرت امام خطابت علامہ غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ

حضرت حلیمہ صدیقہ نے پہلی مرتبہ سرکار کے چہرہ نور و گوشت کھاتے ہوئے فرمایا جیسا کہ اعلیٰ حضرت مولوی فرماتے ہیں کہ

کھ چن بدر ضعتانی این
جسمے چنکے لاث نورانی این
کالی زلف تے اکھ مستانی این
نخورد اکھیں بن مہمیاں
اس صورت نوں میں جان آکھیاں
جان آکھیاں کہ جان جہان آکھیاں
سج آکھیاں تے رب دی شان آکھیاں
جس شان توں شانیں سب بنیاں
سیحان اللہ ما لجمک ما لصلک ما لکملک
کھسے مہر علی کھسے تیری شا
گستاخ اکھیں کھسے جا اڑیاں

جب مازغ کی آنکھوں میں نظریں ہمیں نشا آیا اور حسن معشوقی کے نشہ سے سرشار ہوئیں تو عرض کیا: آتا ہے

نشا پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزا تو جب ہے گرنے کو تمام لے ساقی

اسی نشہ میں سرکار کو اٹھایا اور سینہ سے لگایا زبان سے اللہ اللہ کے نعرے بلند ہونے لگے تو انہیں خاکا سے

اوری دسپے لگیں

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

پھر آپ کے چہرہ القدس کی طرف بخوردیکھا اور زلفوں کو خاکہ کیا اور کہتی ہیں:

بیاری بیاری صورت تیری گھوگر والے ہال

اوری دیوے مائی حلیمہ لا لا سینے ہال بی بی

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

بارہ ریح الاول کو یہ یاد تیرم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسکراہٹ کے ساتھ ہی کمرے میں نور کی چادر تن گئی یوں محسوس ہوا کہ جیسے شعاعیں آسمان تک بلند ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

میں نے آپ کو گود میں لے کر چوما اور دایاں پستان آپ کے دامن مبارک میں ڈال دیا آپ نے دودھ نوش فرمایا بایاں پستان پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا گویا دوسرا پستان آپ نے اپنے دودھ پیتے بھائی ضمیرہ کے لیے چھوڑ دیا تھا آپ دائیں سے ہی دودھ نوش فرمایا کرتے تھے جبکہ بائیں سے ضمیرہ پیا کرتا تھا۔

(جامع المسجرات اردو ص ۳۳۰ ص ۳۳۱)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں

آپ کو لے کر انٹنی تو مسرتیں میرے انگ انگ میں سا لگیں اور میں اپنے آپ کو

(بقیہ حاشیہ) ماہیت امیر رسالت صاحبہ علیہ السلام نبی جی

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

حضرت امام خطابت ایک مقام پر یہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک پٹھان اٹھا اور اس نے کہا: مولوی کیا کہتی ہے؟ فرمایا: کچھ خدا کا خوف کر خان بابا! تمہیں یہ دماغی بھی نظر نہیں آتی کہتے ہو کیا کہتی ہے؟

کہا: تو پتہ چلا تاہذا شرک کہ نبی کو اللہ کہہ دیا۔

فرمایا: خان صاحب کچھ پڑھئے بھی تو؟ کہا: خوبے اتنا سونا بکاری (بٹاری شریف) پڑھا ہے لرمایا: اچھا تاہذا بٹاری شریف میں دلی کی علامت کیا بیان کی گئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں خوبے! نبی پاک پڑمائی (فرماتے) ہیں کہ دلی کا لکنا فی یہ ہے کہ "اذا رزوه ذکر اللہ" جب تم دلی کو یاد کرو اللہ یاد آئے۔

فرمایا: چشم ماروش دل ماشار! خان صاحب یہ تو کہ جب ایک دلی کو یاد کرو اللہ یاد آتا ہے تو امام الانبیاء علیہ السلام کو یاد کیجئے سے یاد نہیں آتا۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

تو حضرت حلیمہ نے دیکھا انہیں بھی اللہ یاد آیا جیسی تو انہیں لے کہا:

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

خان صاحب اب تم بھی کہو:

اللہ اللہ اللہ صو لا الہ الا صو

دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تصور کرنے لگی اور وارہ سے باہر نکلے لگی تو عبدالمطلب نے فرمایا:

سید! بظہر! پاکیزہ و سرفروغی جاؤ

میں نے کہا: مجھے اب زادِ سفر کی ضرورت نہیں رہی ہے میرے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کافی ہیں، لیکن عبدالمطلب نے مجھے زادِ سفر دے دیا، گھر سے باہر نکلے تو سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے بیٹے کو گلے لگا لیا، چوہا اور زار و قطار روئے لگیں، ماں بیٹے کی فرقت کے لمحات بڑے صبر آزماتے تھے جب ماں نے یہ کہا:

”میرے یتیم! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔“

تو میں بھی آنسوؤں پر مضبوط نہ کر سکی۔ (جامع البیرواتی ص ۲۴)

محدث ابن جوزی کہتے ہیں کہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں اور سات دیگر عورتیں حضرت عبدالمطلب کے ساتھ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچیں تو ہر ایک نے چاہا کہ میں ان کو اٹھاؤں اور دودھ پلاؤں، مگر جب وہ عورتیں آپ کے پاس اٹھائے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک سے اعراض فرماتے (چیرہ انور پھیرتے) رہے۔

فتقدمت الیہ فحین رانی قیسم۔ (مولد العروس ص ۳۰)

جب میں آگے بڑھی تو آپ نے مجھے ملاحظہ فرمایا تو آپ مسکرا دیے۔

واقبل علی فوضعتہ فی حجری۔ (ابننا)

اور آپ میری طرف بڑھے پس میں نے آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔

آوازِ قدرت آئی:

یہ حلیمہ بھی کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں

تو خدا سے پوچھ یہ کون ہیں تیری گود میں ہیں جو آگے

سوال یہ ہے کہ آپ نے بائیں پستان سے دودھ نوش کیوں نہ فرمایا: جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ

کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ کا ایک دودھ شریک بھائی بھی ہے آپ نے ہمیشہ ایسا

ہی (انصاف) فرمایا۔ (مدارج النبوت ص ۲۰، مولد العروس ص ۳۰، ثابت بالسنن ص ۲۹۱، شواہد النبوت ص ۶۲)

نشر الملبب ص ۲۳، اکرام عمری ص ۲۸۲، مدارج النبوت ص ۳۰، انصاف لکھنؤ ص ۱۰۱ بحال تقریری نکات ص ۱۹۴

طلبات جیدہ ص ۲۵)

سوال یہ ہے کہ حضرت حلیمہ تو بہت لاغر و کمزور تھیں، پستانوں میں دودھ بالکل نہ تھا تو پلایا کس طرح؟

جواب حضرت حلیمہ خوارشا فرماتی ہیں کہ

ان دنوں میرے ایک پستان سے دودھ نہیں آتا تھا جب میں نے آپ کو اٹھایا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دودھ جاری ہو گیا۔ (سیرت حلیمہ جلد اول ص ۱۳۷ بحوالہ

تقریری نکات ص ۱۹۴)

فقیر کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قاسم نعمت خدا ہیں، ارشادِ محبوب ہے کہ

انما انا قاسم واللہ يعطی۔

(بخاری مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۳۳، مسلم شریف جلد اول ص ۳۳۳)

اللہ تعالیٰ عطاء فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

اسی قاسمِ نعمت نے سیدنا ابو ہریرہ کو فرمایا کہ اس ایک پیالہ سے پلانا شروع کرو تو

پھر سخر آدمیوں نے پیا، خود حضرت ابو ہریرہ نے پیا مگر پیالہ میں دودھ کا قطرہ بھی کم نہ

ہوا۔ (مدارج النبوت ص ۳۰)

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

اور پھر شبِ ہجرت جو سفر مدینہ شروع ہوا تو درمیان میں امِ معبد کا مکان بھی

آیا جن کے پاس ایک شنگ دودھ بکری تھی اسی قاسم نعمت نے اپنے ید اللہ والے دست قدرت سے بکری کے تھنوں کو چھوا تو سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔

(مدارج المنہ ص ۵)

اور پھر سیدہ حلیمہ کی بکریوں کو اسی قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تو دودھ ختم نہ ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

تو جس رضاعی ماں کو رضاعت کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے چنا تھا اس کے پستان خشک کیسے رہ سکتے تھے جس محبوب کی انگشت مبارکہ سے پانچ نہریں پانی کی جاری ہوں وہ اپنے لیے دودھ کیوں جاری نہیں فرما سکتے؟

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جمجوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کو لے کر شوہر کے پاس آئیں اور اس نے سرکار کا حسن و جمال دیکھا تو دیکھتے ہی سجدہ میں گر گیا۔ (مدارج المنہ ص ۲۰)
دہلی جی! بتائیے ان کے لیے کیا فتویٰ ہے کیونکہ آپ تو فتوؤں کی توپ گرم کیے بیٹھے ہیں ہمارا تریہ عقیدہ ہے کہ

بے بخودی میں سجدہ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
کیونکہ وہ حسن و جمال مصطفیٰ دیکھ کر بے خود ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے سجدہ کیا اور اچھا کیا اور کائنات کو بتا دیا کہ

سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر ہو سجدے میں تیرا
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

تے کعبے دا سجدہ محمد دے درتے

ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کیا کہ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں: کعبۃ اللہ

مقام ابراہیم (بجانب ولادت گاہ محبوب) کی طرف جھک گیا۔
حضرت سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں جب آپ کو لے کر سواری کے پاس آئی تو وہ سواری سجدہ میں گر پڑی جب میری سواری کعبہ کے بالمقابل ہوئی تو اس نے کعبۃ اللہ کو تین سجدے کیے اور پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا لیا (گو یا سجدہ شکر ادا کیا)۔

(ماہیت ہائے ص ۲۹۱، مدارج المنہ جلد دوم ص ۱۷)

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے
سواری تو سرکار کو پار کر خوشی سے سجدہ شکر ادا کرے اور وہابی بدعت کے فتوے دے؟ ہوا نہ پھر جانوروں سے بھی بدتر! ہم تو کلی گلی کو چہ کوچہ، نگر نگر، بستی بستی، شہر شہر یہ شور مچاتے ہیں کہ

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے
اور دامن مصطفیٰ جن کے ہاتھوں میں ہے
ان کو روز جزا اور کیا چاہیے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے
مولوی عبدالستار وہابی لکھتا ہے کہ

پہلے حلیمہ جد جا کر کعبے وچہ بکھلوئی
عالی ذات نبی سرور دی عظمت ظاہر ہوئی
خجر اسود خود بوسہ دیوں آپ نبی ول آیا
شان نبی سرور دامنوں رب کریم دکھایا

(اکرام محمدی ص ۱۸۲، بحوالہ تقریری نکات ص ۱۹۴)

حضرت حلیمہ اونٹنی پر سوار ہوئیں تو آتے ہوئے جو اونٹنی سب سے پیچھے رہ گئی تھی

ایسی برق رفتار ہوئی کہ اب جاتے ہوئے سب سے آگے نکل گئی۔

دائیاں کہنے لگیں: حلیمہ!

تیری اونٹنی تو اتنی لاغر تھی کہ چلنے سے معذور تھی لیکن یہ تو فرہ اندام اور سبک خرام ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کو قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ فصیح زبان میں بولی:

خواتین بنی سعد! اس میں کیا تعجب کی بات ہے؟ دیکھو تو سہمی کہ میری پشت پر سیدنا زبیر بن عوف سوار ہیں انہیں کی برکت سے میری ٹھہرت کو قوت میں اور ست روی کو برق رفتاری میں تبدیل کر دیا ہے۔ (جامع الحجرات ص ۳۳۶-۳۳۷ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۳۸)



جانوروں کے کلام کرنے کا ثبوت

عین ممکن ہے کہ کسی کج فہم اور بد عقیدہ شخص کے ذہن میں یہ سوال جنم لے کہ کبھی جانور بھی کلام کرتے ہیں جو اونٹنی بولی اور اس نے کہا کہ سعد یہ سرکار کو آگے بٹھا؟ اور دائیوں سے بھی کلام کیا۔

تو ان لوگوں کی تسلی و آگہی کے لیے فقیر عرض کرتا ہے کہ جی ہاں! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے متعدد موقعوں پر جانوروں کو قوت گویائی بخشی اور انہوں نے کلام کیا۔

اصحاب کہف کا کتابولا

ملاحظہ ہو آیت کریمہ: ”وَكَلَّمْنَاهُمْ بِطَبَاقٍ ذَرَأَعَيْنِدُ بِالْوَحِيدِ“ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کتا ان کے پیچھے چلا تو انہوں نے کہنے کو مارنے کے لیے دوڑے اٹھائے تو کتا بولا:

فَقَالَ لَهُمُ الْكَلْبُ مَا تَفْعَلُونَ مَنِي لَا تَخْشَوُا جَانِبِي اَنَا احِبُّ

احياء الله. (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۳۳ مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ اردو بازار لاہور)

کتے نے ان سے کہا: آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ مجھ سے مت ڈریں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں (اولیاء کا ملیں) سے محبت کرتا ہوں۔

یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ میں بھوکوں کا تو اس طرح آپ کے متعلق غمخیز ہو جائے گی؟

۱۔ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

حضرت حلیمہ نے آگے شہر کو بٹھایا اور پیچھے خود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں اور اونٹنی کو چلنے کا اشارہ دیا تو اونٹنی نہ چلی۔ سیدہ حبیبہ نے فرمایا کہ ابھی تو مجھے مشورہ دے رہی تھی کہ حضور کو چھوڑ کر گزرا نہ ہوگا اور اب حضور تجھ پر ہمارے ہیں تو چلتی نہیں تو اونٹنی نے جواب لا جواب دیا کہ شاعر نے اسے یوں بیان فرمایا۔

اونٹنی نے دی صدا یہ برلا سعد یہ سرکار کو آگے بٹھا

میں نہ اٹھوں گی قیامت تک بھی جب تک آگے نہ نہیں گئے نبی

اور پھر جب سرکار آگے جدو فردا دے تو اونٹنی نے کبلی کی سی تیز رفتاری دکھائی اور برقی طرح دوڑنے

ہوئے سب ہمسفر اونٹنیوں سے آگے نکل گئی۔

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ میں بھوکوں کا نہیں بلکہ

فناموا وانا حرمکم۔ (تفسیر المیزان ج ۲ ص ۲۴۲ مطبوعہ لاہور)

جب آپ سوچایا کریں گے تو میں آپ کا پہرہ دیا کروں گا۔

جسے پنجابی کے شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ کتے نے ان اولیاء کا طین (اصحاب

کہن) کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

نہ میں بھونکاں تے نہ ٹونکاں تے نہ میں شور مچاواں

دل صحبت دلیاں دی میں دتی سدھا ای جنت جاواں

یعقوب علیہ السلام سے بھیڑیے کا کلام

اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے جب ان کے بیٹوں نے ایک

بھیڑیا زنجیروں سے جکڑا ہوا پیش کیا کہ اس بھیڑیے نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے تو

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

ایہا الذئب بنسما ما فعلت حیث اکلت وجہا کالبدر المنیر

ما رحمت علی ذلک الصغیر وما اشفقت علی الشیخ

الکبیر۔

اے بھیڑیے! تو نے میرے چودھویں رات کے چاند جیسے چہرے والے

یوسف کو کھا کر بہت برا کیا ہے تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا اور تجھے

میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا؟

(تہذیب النہاس ج ۱ ص ۱۵۱ حسن القصص ص ۲۹ تفسیر مظہری ج ۵ ص ۱۴۲)

اور فرمایا:

اکلت انت یوسف (علیہ السلام) قال لا۔

کیا تو نے میرے یوسف کو کھایا ہے؟..... بھیڑیا بولا: نہیں! میں نے نہیں

کھایا۔

قال فاحبرنی اولادی قال لا۔

فرمایا: میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے..... بھیڑیے نے پھر زبان کھولی اور

جواب دیا: نہیں! آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے۔

فرمایا: تیرے نہ کھانے کی دلیل؟

بھیڑیے نے جواب دیا کہ بھیڑیے کا کلام کرنا کرامت ہے اور کسی درندے کا کسی

انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم و گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں

ہوتی اور اگر میں نے یوسف کو کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ

ہوتی۔

والسلام علیک یا نبی اللہ لحوم الانبیاء حرام علینا الخ۔

اور آپ پر اے اللہ کے نبی سلام ہو! ہمارے اور پر انبیاء کا گوشت حرام ہے۔

اس سے آجھے مفسرین نے بھیڑیے کی طویل گفتگو نقل کی ہے۔

کنعان کی ڈاچی کا کلام

ایسے ہی مولانا غلام رسول عالم پوری سورۃ یوسف کی تفسیر میں واقعہ نقل فرماتے ہیں

کہ

اک دن یوسف بندی خانے غماں ستایا ہوا

باہر نظر جھروکے بیٹھا برقعہ پایا ہوا

کرناواں دا قافلہ اتول شام دیاروں آیا

دھمیں لوگ نظر وچہ آئے یوسف دل اچھلایا

دیکھ وطن دیاں لوکاں تاکیں مین رنے وچہ پروے

رو رو کے دل گھائل ہوا وچہ فراق پدر دے

نام سپر دل آھا اوہناں وچہ اک بندہ کنعانوں

اس دے کول آھی اک ڈاچی حیز قدم پرشانوں

جاں ڈاچی نے یوسف ذمہ روڑ زنداں ول آئی
میں یوسف کٹھاؤں آئی دے سلیمو کالی

(یوسف زلیخا از مولا غلام رسول عالم پوری)

ایسے ہی بھیڑیے نے میرے آقا علیہ السلام کی رسالت و نبوت کی شہادت فصیح و
بلغ زبان میں دی! ملاحظہ ہو!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ریوڑ پر بھیڑیے نے حملہ کر دیا
اور بکری کو دبوچ لیا، چرواہے نے دوڑ کر بھیڑیے سے بکری آزاد کرائی، بھیڑیا ایک
پھاڑی پر چڑھ کر بولا:

چرواہے! تو نے مجھ سے میرا رزق چھین لیا ہے۔

چرواہے نے بھیڑیے کو کلام کرتے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگا:

خدا کی قسم! کتنے تعجب کی بات ہے کہ میں نے آج تک بھیڑیے کو انسان کی طرح
بات کرتے نہیں سنا تھا۔

بھیڑیے نے چرواہے سے کہا:

اس سے بھی زیادہ تعجب تو تم لوگوں پر ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نجات کی طرف بلا رہے ہیں اور تم لوگ ہو کہ ان سے فرار کرتے ہو!
ان کی بات تک سننا گوارا نہیں کرتے، چرواہا یہودی تھا، فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا،
بھیڑیے کی داستان سنا کر کلہ پڑھا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ (جامع الحجرات اردو ص ۲۲۲)

حضور علیہ السلام کی اونٹنی نے کلام کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے صدقہ کے موضوع
پر خطاب فرمایا، ایک اعرابی اتنا متاثر ہوا کہ فوراً پکار اٹھا:

”یا رسول اللہ! یہ اونٹنی میں خدا اور رسول کے نام پر صدقہ کرتا ہوں۔“

حضور نے اونٹنی کو دیکھ کر تعجب فرمایا اور فرمایا:

”عمر! اگر یہ اونٹنی فروخت کی گئی تو میرے لیے خرید لینا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی خرید لی، حضور علیہ السلام نے بعض غروات میں
اس ناقہ پر سواری فرمائی، ایک رات آپ گھر سے باہر نکلے، آپ کی ناقہ دوسرے
جانوروں میں پیٹھی ہوئی تھی، آپ قریب سے گزرے تو ناقہ بولی:

السلام علیکم! اے کائنات کی زیب و زینت

و علیکم السلام

حضور نے سلام کا جواب دیا تو ناقہ نے پھر کہا:

”یا رسول اللہ! سب سے پہلے میں انصاف نامی ایک قریشی کے پاس تھی،

ایک دن میں بھاگ نکلی، رات ایک بیابان میں آ گئی، میں درندوں سے

خوفزدہ تھی، لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا، وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ

اسے کچھ نہ کہنا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے، صبح ہوئی تو مجھے

درختوں سے آواز آنے لگی: اے ناقہ! ہمارے بچے کھاؤ تم حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی سواری ہو، بالآخر میں آپ کے قدموں تک پہنچ گئی ہوں۔“

حضور نے پہلے مالک کے نام پر اس کا نام غضباہ رکھ دیا، آپ نے اونٹنی کو تھپتھپایا تو

وہ پھر بولی:

آقا میری ایک آرزو ہے؟

فرمایا: کہو! کیا تمنا ہے؟

بولی: میرے حق میں اللہ سے یہ دعا فرمائیے جس طرح آپ نے دنیا میں مجھ پر

سواری فرمائی ہے، اسی طرح آخرت میں بھی میں آپ کی سواری بن جاؤں، اگر آپ مجھ

سے پہلے وصال فرما جائیں تو حکم دے جائیں کہ کوئی دوسرا مجھ پر سوار نہ ہو، کیونکہ میرا دل

یہ گوارا نہ کر سکے گا۔

یہ سن کر حضور نے فرمایا: میں نے تیری آرزو کو پورا کر دیا۔

آپ نے جب وصال فرمایا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ اس اونٹنی پر کوئی سواری نہ کرے جب یہ اونٹنی مر جائے تو اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کر دینا۔ ایک رات حضرت سیدہ فاطمہ اونٹنی کے قریب سے گزریں تو اونٹنی نے کہا: السلام علیک یا بنت رسول اللہ۔

فرمایا: ”وعلیک السلام یا ناقة رسول اللہ“ کہو! کیسی ہو؟ عرض کیا:

کیا بتاؤں سیدہ! جب سے حضور نے وصال فرمایا ہے مجھے کھانا پینا بھول گیا ہے۔ سیدہ امیرا خیر وقت آپہنچا ہے لہذا اپنے ابا جان کی وصیت پوری فرمائیے گا۔ یہ کہہ کر اونٹنی نے اپنا سر سیدہ کی گود میں ڈال دیا اور دم توڑ دیا۔ علی الصبح حضرت فاطمہ نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا، ناکہ پر ناٹ لپیٹ کر اسے دفن کر دیا۔

(جامع الترمذی، احادیث اربعہ ص ۹۷-۹۹)

فانہا لم تنطق الا لہا ولا بیہا۔

اس اونٹنی نے حضرت فاطمہ اور ان کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی سے کلام نہیں کیا۔

جامع الحجرات کے علاوہ ملاحظہ ہو!

نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۸، معارج النبوت ص ۶۰۱-۶۰۲، نسبت باعث جنت

ص ۱۸۸، ۱۹۱

یعفور گدھا بولا

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خیبر کے بعد ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

”ما اسمک“ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: ”یزید ابن شہاب“ میرا نام

یزید ابن شہاب ہے۔

انصرج اللہ من نسل جدی ستین حملاً کلہم لا یرکبہم الا نبی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے ایسے پیدا کیے ہیں جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کیا دراب میری نسل میں کوئی گدھا میرے سوا باقی نہیں رہا۔

ولم یبق من الانبیاء غیولہ۔

اور آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔۔۔۔۔ آپ مجھ پر سواری فرمائیں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے۔ میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اسے سوار ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔

وہ مجھے بُری طرح مارتا، میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا، میری پشت پر بے پناہ کوڑے برساتا تھا۔

فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت یعفور۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یعفور ہے (یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا)۔

اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو بلانا ہوتا تو آپ اسی یعفور گدھے کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بلا لاؤ، تو یہ یعفور گدھا گھببوں بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہوا اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا۔

فیقرعہ برأسہ۔

اپنے سر سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔

جب گھر والا (صحابی رسول) دروازے سے باہر آتا تو اشارہ کرتا کہ حضور تجھے بلا رہے ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا

القی نفسہ فی بئر۔

اپنے آپ کو کنوئیں میں گرادیا اور اس طرح ہلاک ہو گیا۔

(مدارج ص ۳۰۲ ت اردو ج ۲ ص ۱۰۲۸ سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۷۲۶)

اصحاب فیل کا ہاتھی بولا

اے ہبہ کا ہاتھی جس کا نام محمود تھا، ملاحظہ ہو!

(تفسیر روح البیان ج ۲ تفسیر ص ۳۳ ص ۲۸۰-۲۸۱)

اس نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور میں نور مصطفویہ ملا حظہ کیا تو
قبولك ونحو ساجدا وانطق الله تعالى القليل۔

مبارکباد دی اور چٹختھاڑتا ہوا سجدہ میں پڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے اسے زبان دی تو بولا:
السلام علی النور الذی فی ظہرک یا عبد المطلب۔

اے عبدالمطلب! تیری پشت مبارک (یا پیشانی) پر جو نور چمک رہا ہے اس نور پر

میرا سلام ہو۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۸۲ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۸۲) اسی مطلب کی توجہ ابی طالب ارحم الراحمین
وطن کی ص ۲۶۰ نشر الملیب از قنادی ص ۱۶)

وہابی جی! قرآن و سنت کے ان مندرجات سے ثابت ہوا کہ

اصحاب کعبہ کے کتے نے کلام کیا

یعقوب علیہ السلام کے بھئیے نے کلام کیا جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں

نقل فرمایا۔

کنعان سے آنے والی ڈاچی نے کلام کیا جیسا کہ مولانا غلام رسول عالم پوری نے

تفسیر یوسف میں لکھا۔

ناظر رسول نے کلام کیا جیسا کہ صاحب جامع الحجرات اور شیخ محقق نے نقل فرمایا۔

بعض رگدھے نے کلام کیا جیسا کہ علامہ صلی نے سیرت حلبیہ میں تحریر فرمایا۔

اصحاب فیل کے ہاتھی نے کلام کیا جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان
میں لکھا۔

مزید قرآن کریم کے حوالوں سے ہم آگے ثابت کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز
اگر وہابی کی سمجھ میں عظمت نبوت نہیں آتی تو عقیدہ توحید تو قائم رکھے اور اس بات

پر تو ایمان رکھے کہ

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللہ ہر چاہت پر قادر ہے۔

تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ جانوروں سے کلام کروائے؟ اب آپ کا عقیدہ توحید
کہاں گیا؟ ملاحظہ ہو! مزید قرآنی شواہد:

سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نے کلام کیا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَوَرِثَ سُلَيْمَنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عِلْمُنَا مَنْطِقُ الطَّيْرِ۔

(پ ۱۰۱: النمل)

”اور وارث ہوئے سلیمان (علیہ السلام) داؤد (علیہ السلام) کے اور کہنے

لگے۔ لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔“

اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی گفتگو کو سنا اور سمجھا اور اس پر مسکرا
دیئے، ملاحظہ ہو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

قَالَتْ نَحْنُ نَعْلَمُ بَأْتِيهَا النَّمْلُ إِذْ خَلُّوا عَسْكَرَكُمْ لَا يَخْطِئُكُمْ
سُلَيْمَنُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَتَسَفَّرُونَ۔ (پ ۱۰۱: النمل)

”ایک چیونٹی نے کہا: اے جیوٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو
کہ بے خبری میں سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔“

ارشاد ربانی ہے کہ

فَتَبَسَّمْ حَتَّىٰ جَا مِنْ قَوْلِهَا. (پ ۱۹، ائمل ۱۹)

”اس کی اس بات پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) مسکرا کر ہنس دیئے۔“

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اس بات کو بھی سمجھ

گئے اور بے اختیار ہنسی آ گئی۔ (تفسیر ابن کثیر، اردو ج ۵۹، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استقاء کے لیے نکلے

تو دیکھا کہ ایک چوٹی اُٹھ لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کر رہی ہے کہ

”اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوق ہیں پانی برسے کی محتاجی ہمیں بھی ہے اگر

پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گی۔“

چوٹی کی یہ دعا سن کر آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی

کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔“ (تفسیر ابن کثیر، اردو ج ۵۹)

ہد ہد نے کلام کیا

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں ہد ہد بھی ہوا کرتا تھا ایک دن ہد ہد آپ کو

نظر نہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھ رہا قرآن کریم نے

فرمایا:

وَتَقَفَّذَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِي لَا أَرَىٰ إِلَهَ هَذِهِ أَمْ كُنَّ مِنَ

الْعَائِينَ ۝ لَا عَذَابَ لِمَنْ عَذَّبَ أَبَا سَيْدٍ ۖ أَوْ لَا ذَنْبَ لِمَنْ أَوْ لِيَأْتِيَنِي بَسُلْطَنِي

مُتَبِينَ ۝ (پ ۱۹، ائمل ۲۰)

۱۔ عذاب دینا اللہ تعالیٰ کی مفت ہے اور سلیمان علیہ السلام فرمادے ہیں کہ ”لا عذابہ“ میں سے عذاب دینا کا

معلوم ہوا کہ عذاب حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور عذاب مجازی حضرت سلیمان علیہ السلام اسی طرح باقی متعدد صفات کا

حقیقی موصول اللہ تعالیٰ ہے مجازی طور پر مخلوق کو اللہ تعالیٰ وہ صفات عطا فرماتا ہے۔

”آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی اور فرمانے لگے: یہ کیا بات ہے کہ میں

ہد ہد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ یقیناً میں اسے سخت تر سزا دوں

گایا اسے زنج کر ڈالوں گا یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔“

تھوڑی ہی دیر کے بعد ہد ہد آیا اور اس نے بیان کیا:

فَمَكَّكَ غَيْرَ يَعْبُدُ فَقَالَ أَحَطُّتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجَنَّتْكَ مِنْ

سَيِّئَاتِكَ بِسَيِّئَاتِكَ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ

شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّجَرِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ (پ ۱۹، ائمل ۲۰)

”کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آراس نے کہا: میں ایک ایسی چیز لایا ہوں کہ

آپ کو اس کی خبر ہی نہ تھی میں سب کی ایک نئی خبر آپ کے پاس لایا ہوں

میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز

سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے میں نے

اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا

شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے

پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔“

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

۱۔ عرش عظیم بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ہے حبیب کہو فرماتے ہیں کہ ”خَوَرْتُ الشَّعْرَ عَنِ الْعَظِيمِ“ وہ عرش عظیم کا مالک

ہے لیکن مجازی طور پر فرمایا ”وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ“ اس بات سے اس طرح ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

ساری خدائی کا مالک بنایا اور ہر چیز ان کی ملکیت میں دے دی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ

تو عرض کر رہا تھا کہ حضرت سیدہ حلیمہ کی ڈاچی نے فصیح و بلیغ زبان سے دوسری دائیوں کے ساتھ کلام کیا، گویا کہ حضرت حلیمہ کی ہم سفر دائیوں نے کہا:

حلیمہ! رک تو سہی! اتنی تیز رفتاری کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کسی امیر گھرانے کا بچہ لے لیا ہے کہ تمہیں ایڈوانس فیس مل گئی اور تم نے سواری تبدیل کر لی ہے۔

تو اونٹنی نے کہا: یہ بات نہیں کہ سواری تبدیل ہو گئی ہے، ذرا غور سے دیکھو کہ سواری کا سوار تبدیل ہو گیا ہے۔

اپنے اپنے مقدر دی ہندی اے گل
آئیاں دائیاں ہزاراں سی مٹکے دے ول
جس دی ڈاچی قدم دی نہ سکدی سی چل
عرش دے شہسواراں دے کم آ گئی
لین خوشبوئے زلف حبیب خدا آئی
آئی جنت دے وچوں سی باد صبا
چھو کے لنگھی جدوں گیسوئے مصطفیٰ
جاندی جاندی بہاراں دے کم آ گئی

یہ کس باغ سے پھول لائی حلیمہ

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: آقائے عالمین صاحب گیسوئے مشکیں و عنبریں کو جب سواری پہ ساتھ لے کر میں چلی تو سارا راستہ خوشبوؤں سے معطر ہو گیا اور پندرہ میلوں پر آباد قبیلہ بنی سعد کے ہر گھر سے خوشبوؤں کے جلے آنے لگے۔

ما ہقی منزل من منازل بنی سعد الا وقد شمو اریح المسک منه۔ (بل الہدی)

بنی سعد کا کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا جو سرکار سے مشک کی خوشبو نہ سونگھتا ہو۔

مولانا تھانوی لکھتے ہیں کہ

لم یبق منزلی من منازل بنی سعد الا شمعنا منه ریح المسک
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بنی سعد کے تمام گھروں سے کستوری کی خوشبوئیں آتی تھیں۔ (نثر الملیب ص ۳۱ از تھانوی صاحب)

معطر دو عالم کو جو کر گیا ہے
یہ کس باغ سے پھول لائی حلیمہ

محمد مصطفیٰ آئے بہاراں مسکرا پچیاں

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور کی تشریف آوری سے قبل میرا سارا علاقہ قحط سالی کا شکار تھا اور جب سرکار علیہ السلام جلوہ گر ہوئے تو تمام علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا، دنیا و کائنات کی کوئی زمین ہماری زمین سے بڑھ کر سرسبز و شاداب نہ تھی۔

(سیرت حلیمہ ج ۱ ص ۱۳۸ بیان املا دلتوی لابن الجوزی ص)

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں:

میں حضور کو لے کر آئی تو گرد و پیش کی ہر چیز سے مجھے یہ آوازیں آنے لگیں:
مبارک ہو حلیمہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت مبارک ہو
بنی سعد کی دائیاں مجھے دیکھتے ہی بول اُٹھیں:

حلیمہ! تیرے گرد و پیش انوار کیسے ہیں؟

میں نے آپ کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا اور کہا: یہ چمک چمک اس کھڑے کی بدولت ہے، بنی سعد کی دائیوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ انور پر انوار کی بارش دیکھی تو کہا:

یہ کھڑا حسن و جمال میں اپنی مثال نہیں رکھتا، ایسا بچہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا، یہ

کھڑا اس لائق ہے کہ ہر زبان سے اس کی صفت و ثناء ہوتی رہے۔ (جامع الحجرات ص ۲۲۲)
تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہوتا کہیں بھی یہ آفتاب نہیں

خدائی حکیم آگئے

فرماتی ہیں کہ

میرے علاقے میں جب بھی کوئی بیمار ہوتا
اخذ کفہ صلی اللہ علیہ وسلم فیضعہا علی موضع الاذی
فیبرء باذن اللہ سریرعا۔ (سیرت ص ۱۵۱)
تو وہ بیمار آپ کی مبارک ہتھیلیوں کو مرض کے مقام پر رکھتا تو فوراً باذن اللہ
تعالیٰ شفاء یاب ہو جاتا۔
مزید فرماتی ہیں کہ حضور کو جب میں اپنے ہاں لے آئی تو جب میری بکریاں گھر
آئیں تو ایک بکری آگے بڑھی اور

سجدت لہ وقبلت رأسہ۔ (سیرت ص ۱۲۸)

اس نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کے سر انور کا بوسہ لیا۔

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ فرمانے کے بعد
مجھے کبھی گھر میں چراغ یا دیہا جلانے کی ضرورت پیش نہ آئی بلکہ

اذا ارضعتہ فی المنزل استغنی بہ عن المصباح۔

جب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلاتی تو مجھے گھر میں چراغ کی
ضرورت نہ رہتی۔

سرکارِ دو عالم کے انوارات نے مجھے دیے اور چراغ سے مستغنی کر دیا۔

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ
ساری ساری رات گھر جگمگاتا رہتا حتیٰ کہ ایک دن حضرت ام خولہ سعدیہ رضی اللہ
عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے حلیمہ! کیا تم اپنے گھر میں ساری
ساری رات آگ روشن رکھتی ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

لا واللہ لا اوقد ناراً ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
نہیں اللہ کی قسم میں آگ روشن نہیں رکھتی لیکن یہ روشنی نور مجسم صلی اللہ علیہ
وسلم کا نور ہے۔ (بیان ایلا والہی ص ۵۴ تفسیر مظہری ص)

عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ
بنی تو محمد کی دائی حلیمہ
بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

غربت و افلاس ختم طعام کی کثرت فرشتے جھولا جھلاتے اور حلیمہ فرماتی ہیں کہ

مجھے حاجت نہیں تھی اب کسی کھانے پکانے کی
کہ میں تو بن گئی مالک خدا کے کل خزانے کی
تمامی دن میں اپنے کوچہ بھر میں گھوم لیتی تھی
مجھے جب بھوک لگی تھی لیوں کو چوم لیتی تھی

اسرارِ خطابت

پیر محمد تقی بول احمد شریک
8 بولنگ

اظہارِ خطابت

صاحبزادہ جمال احمد شریک
6 بولنگ

نزہت المجالس (اردو)

امام محمد ارحمن ابن عبد السلام
ترجمہ علامہ محمد نشا تاہل قصوری
2 بولنگ

نقشہ اللوا عظیمین

ترجمہ علامہ محمد نشا تاہل قصوری

نزہۃ الوعظین (اردو)

شیخ عثمان بن حسن ابن الشاکر
ترجمہ مولانا محبوب احمد پٹنی
2 بولنگ

تہذیب الاموالین

مصنف: ابو الیاس حرقدی
مترجم: ابو یوسف بن سید محمد اسد اللہ اسد
2 بولنگ

اصلاحی بیانات

مولانا محمد چمن زمان نجم القاری

تذکرہ اللوا عظیمین

ترجمہ: محمد عبدالستار طاہر مسعودی

خواتین کیلئے بارہ تقریریں

مرتبہ: نسیم فاطمہ

خطبات غزالی

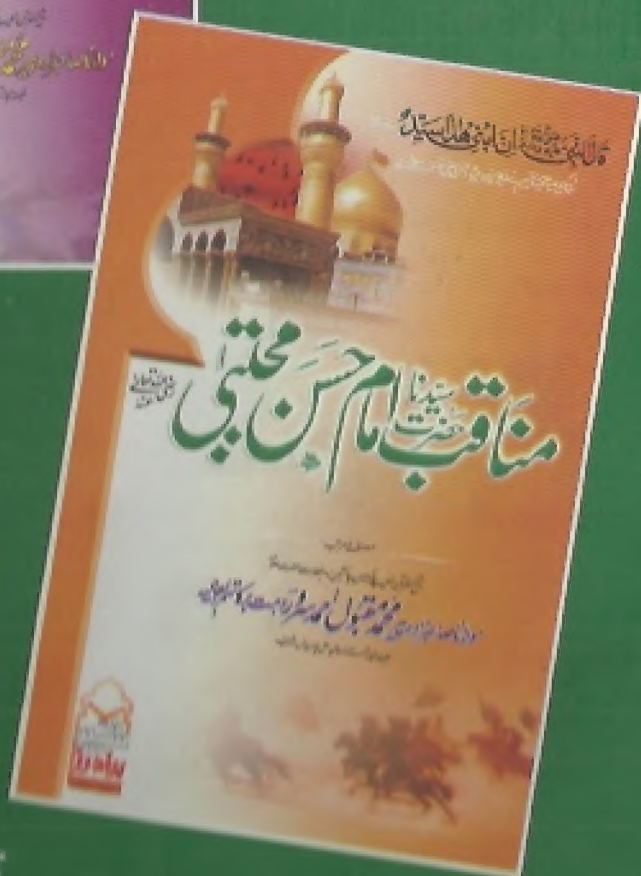
حبیب الاسلام حضرت امام غزالی

شبیر برادرز نبیہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار لاہور لنف: 042-37246006

یوم کیل کے ساتھ ساتھ کتب خانہ کے ساتھ ساتھ کتب خانہ کے ساتھ ساتھ

اثبات بناتاریخہ

مفت محمد رفیع
پیشوا اہل سنت و جماعت
مفت محمد رفیع
پیشوا اہل سنت و جماعت



نویسہ مفت محمد رفیع
لاہور بازار لاہور
042-37246006